CHECKED
Date..............

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بیحد واسطی اوس محبوب زمین و زمان اور مطلوب مکین و مکان کے
شایان ہی کہ جسنے اپنے حسن عالم آرا اور جمال دلربا کو منظور نظر عشق ٹھہرا کر
چہرۂ حسینان جہان اور سینۂ جبینان دلستان مین جلوہ گر فرمایا اور اس سودے کی
خریداری کو یعنی آپ آکر اور صد بہت اور دونکو سودائی بنا کر بازار ملامت
اور رسوائی مین پھرایا عشق لیلی مین مجنون کا بیابانکو نکل جانا اور سوز عشق
شمع مین پروانیکا جل جانا گلو نمین نیرنگی کا رنگ بلبلونکی نغمونمین نالونکے
آہنگ یوسف کی خریداری زلیخا کی بے اختیاری شیرین کے حسن کا زور

فرہاد کی تلخکامی کا شور کوئی تیوری چڑہائے کوئی سر تسلیم جھکائے کسی کے
قامت زیبا کو سرو شمشاد پر فوق کسی کی گردنمین مثل قمری بندگی کا
طوق کسی کی ساغر چشم مین کیفیت جام شراب کسی کی دیدۂ پرآب مین
جوش خونناب کسی کی زلف مشکین مشکبار کسی کے دلمین ناسور کلیجہ فگار
کسی کا چہرہ آفتاب عالمتاب کوئی مانند ذرے کے بیتاب کسی کی ابرومین
تیغ کا خم کسی بسمل کی لبو پر دم کسی کی نکیلی پلکین تیر کوئی اوس کا نخچیر
کسی کی لب لعل آبدار کسی کا سر پتہر کی ٹکرانی سے گلنار کسی کی وحشت
کسی کی الفت کہین ناز کہین نیاز کہین سوز کہین ساز کسی کی جفاکاری
کسی کی وفاداری کسی کا تبسم صاعقہ بار کسی پر نزول برق بلا ہر بار کسی کی
گردن کی سامنی صراحی سرنگون کسی کا شیشۂ دل حسرت سی پرخون کسی کی
کمر کا بال کسی کی جانکا وبال کسی کی کلائی گلدستۂ نور کسی کا دل کوتاہ
دستی سی چور کسی کی ساق شمع کافوری کوئی پروانہ وار سینۂ آتش مہجوری
کسی کی کف پا مین خسارۂ گل کی ترکیب کسی کو کانٹو نپر لوٹنا نصیب

فی الحقیقت یہ سب اوسی طالب و مطلوب کا افسانہ ہی اور اوسی حسن و عشق کا بہانہ ہے سبحان اللہ خوشا دلربائی زہی صورت نمائی اوسی کی عنایت سے زمین نے سکون آسمان نے عروج پایا اوسی نے خاک کو جامۂ انسانیت پہنایا لالے کو رنگ گل کو بو دی گوہر کو آب دریا کو آبرو دی سرو کو باآنکہ پادر گل ہی لقب آزادی دیا اور سبزہ کو باوجودیکہ مصاحب گلشن ہے بیگانہ کیا اوسکی یہ پرتو سے چراغ پر نور ہے اور ماہ گوہر شب افروز کہیں دیدہ بیخواب آئینہ حیرت ہی کہیں دل بیتاب نشانۂ ناوک حسرت ہی کسی نازنین کا دہن معدوم کسی مہ جبین کی کمر معدوم کوئی صاحب تخت و تاج کوئی نان شبینہ کو محتاج اسکا

ہی یہ نقش و نگار نقش مراد — اوسی موجد کی ہین یہ سب ایجاد
رنگ و خوبی عطا کیا گل کو — نالۂ دردناک بلبل کو
ماہ کو نور دور ہالے کو — چشم نرگس کو داغ لالے کو
اوسنی بخشا بتون کو حسن و جمال — عاشقون کو کیا پریشان حال
اوسکا ہمسر نہین ندیم نہین — سب ہین حادث کوئی قدیم نہین

ذاتِ معبود جاودانی ہے | اور جو چیز ہی وہ فانی ہے

بلا تصنع اوس مصور یکتا اور نقاش جہان آرا نے مو قلم قدرت سے ایسی
تصویرین بے مانند اور شکلین دلپسند قلمبند فرمائین کہ جنکا نقشہ کھینچنے مین مانی
و بہزاد سے بجز نالہ و فریاد کے کچھ نبن سکا خصوصاً اوس صانع باکمال اور مصور بے مثال نے بدلا یزال
ذی آخر کار ایسی صورت سراپا معنی پیدا کی کہ جسکو تمام عالم نے دیکھکر کہا شعر

بصورتِ تو کسی کمتر آفرید خدا | تراکشیدہ و دست از قلم کشیدہ خدا

الغرض یہ نقش نو اوس نقاش قدیم کو ایسا پسند آیا کہ آپ عاشق بنا اوسکو
معشوق بنایا ہر شخص پر ظاہر ہے ہر ایک اس سے ماہر ہے کہ اوسنے چاند کو
ایک انگلی سے شق کیا اوسنے بطلان باطل اور احقاق حق کیا صاحب تبلیغ
و رسالت دافع ضلالت باعث ہدایت عرش اوسکے قصر رفعت کا آستان
جبرئیل اوسکے باب عظمت کا دربان فقط بنی آدم بلکہ کل خشک و تر عالم

جسکے نور سے معرض وجود مین آیا محض وہ نور نور حضرت عزت سے جلوہ گاہ شہود مین
آیا حجر اوسکی رسالت کا مقر شجر اوسکی نبوت کا مظہر روح القدس اوسکا مرغ
نامہ بر سلیمان اوسکا گدای در قاب قوسین او ادنی اوسکا ادنی نمونہ قرب
اتصال لولاک لما خلقت الافلاک اوسکا مختصر نقشہ جاہ و جلال انبیای
کرام اوسکے خوان نبوت کے وظیفہ خوار اصفیای سپہ ابا احترام اوسکی سلک
رسالت کے روزینہ دار گل اوسکی بو سے دلاویز یاسمین اوسکی خو سے عطر بیز اوسکی
اصابت تدبیر قامت تقدیر کو پیرایہ کمال اوسکی متانت فکر گوش قضا کو
زیور جمال نہ صورت بی نظیر خوشنا نقش دلپذیر مرقع ہستی باعث وجود و بلندی
و پستی ختم صنع آلہ باعث ایجاد آدم یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق
عالم نے محض واسطے دفع تیرگی ظلمت خانہ خاک کی نائب مناب اور امین اپنا کیا
اور اوس فخر رسل نے بنظر مصلحت کل ذات والا صفات سردار اولیا و پیشوای
اتقیا مصداق هل اتی و تاجدار انما بہترین اولین و آخرین یعنی جناب امیر المومنین
امام المتقین کو بمضمون آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ وصی اور جانشین اپنا کیا اشعار

مدح حیدر مین کہو لئے جو دہن	اس سے آگے نہین ہی جای سخن
کون حیدر کا مرتبا سمجھا	کوئی بندہ کوئی خدا سمجھا

صلوات اللہ علیہما و آلہما الابرار و اہلبیت الاطہار

ہان اے قلم پاکیزہ جوہر اب مدح اوس عالی ہمم کی رقم کر کہ شان و شوکت مین
دارا جسکا خدمتگار سکندر آئینہ دار اوسکے انصاف نے نام عدالت نوشیروان مٹایا
اوسکی ہمت نے دفتر سخاوت حاتم طے فرمایا اوس خداوند فضل و کمال کے رو برو
ارسطو و افلاطون جیسے عاقل کے مقابل مجنون شرع مین پیرو رسول اکرم
فرح مین فخر ابراہیم ادہم فلک بلند اوسکے ہمت کے آگے پست اور رستم دستان
اوسکی زبردستی سے زیردست صاحب خلق کریم حق دوست رعیت پرور
رحیم اوسکے پرتو سے بندونکے سر پر خدا کا سایہ اوسکا تخت رفیع عرش برین سے

ہمپایہ یعنی وہ والا دودمان عالی خاندان جوہر تابندۂ کان ریاست گوہر
رخشندۂ عمان جلالت تازہ نگارستان شہریاری نوبہار بہارستان تاجداری
دلیر عرصہ معرکہ آرائی شیر بیشۂ کشورکشائی ہژبر میدان فتح وظفر میر سامان
کر و فر مسند آرائے ایوان قدردانی حدیقہ پیرای بوستان کامرانی جم حشم
کسری خدم عیسی مقال یوسف جمال اژدر در غضنفر فر ہلال رکاب معلی القاب
جناب نواب محمد کلب علیخان صاحب بہادر دام اقبالہ وعم نوالہ سخی متقی
شجاع غیور فرمانروای دار السرور رامپور جس روز سے یہ نونہال گلشن اقبال
سرشتہ روزگار ہے ہر طرف فتنہ خوابیدہ و بخت بیدار ہے عقل ششدر ہے
کہ اس زمانی کو کس سے تشبیہ دیجیے اور فکر مضطر ہے کہ اس عہد کو کس سے مشابہ کیجیے
آوان جم [illegible]ت مجموعہ پریشان حالی تھا دوران کسرا باآن ہمہ عدالت
اعتدال سے خالی تھا واہ واہ یہاں حسن انتظام ہے کہ ہر ایک کو علی قدر حال
راحت و آرام ہے غم ایک حرف بیجا تھا کہ صفحۂ دہر سے اوٹھا دیا اور ستم ایک نقش
باطل تھا کہ ورق دنیا سے مٹا دیا نام شہر جادۂ عدم میں روپوش ہو گیا جبر خسے

جفا شعار کو شیوہ چلبلی فراموش ہوگیا جسنے دیکھو خود فروش ہے جب ہر سفرہ مہنگا

ناؤ نوش ہے اشعار | بہت سی خداوند عالم ہوے

بہت سی جہانگیں کی وجم ہوئے | ہزاروں ہوئے صاحب تخت و تاج

جنہیں چین و ماچین سے ملتا تھا باج | اگر دیکھیے چشم انصاف سے

جدا کیجیے دُرد کو صاف سے | یہ فی الواقعی سب تھے بیدار بخت

ضرور انکو تھا منصب تاج و تخت | مگر کم ہیں یہ میرے ممدوح سے

شناور کو نسبت نہیں نوح سے | سوا انکو جاہ و حشم میں کمال

تونگر کو دل چاہیے نہ مال | کیا دامن حرص کو کسنے پُر

کیا قطرہ اشک کو کسنی دُر | ہوا اسکی سے یہ انتظام جہان

دل اسکو دنیا میں [illegible] جہان | جم اسکے جام پر تھا عرض شعار

یہاں ایسی گردش میں ہیں نظر | سبحان اللہ کیا حکمت بالغہ پروردگار

کہ ایک پیکر نازنین ہزاروں صنعتونکا آئینہ دار ہے زبان ناطقہ حیران ہے کہ
اظہار حسن صورت کیسے صفحہ کتاب کو مرقع مانی بنا دے یا گفتار شان و شوکت کو

سطحۂ اوراق کو سرمایۂ بہار جاودانی سچ یہ ہے کہ کارخانۂ ازل مین اگر کوئی
نقشۂ انتخاب ہی تو یہی صورت لاجواب ہی اور اگر بیاض کائنات مین کوئی
مصرع قابل صاد ہی تو یہی قامت موزون اور یہی سرو آزاد ہی عزیز مصر کا
ذکر اس مجموعۂ نور کی حضور لانا گویا ماہ کو پرکاہ دکھانا ہے اور نوشیروان عادل کی
داستان اس معدلت نشان کی دربار مین سنانا ایک خستہ و تباہ کو اپنی زعم مین شہنشاہ
بنانا ہے اگر اس نیر حسن و جمال کے دیدار سے دور رہتا دیدۂ بینا کو لطف بصارت
نہ آتا اور اگر اس گوہر کان جاہ و جلال کے اخبار سے مہجور رہتا گوش پردہ
جوہر سماعت بناتا دل اوسکے احاطۂ خیال سے فانوس شمع ایمن اور دماغ
اوسکے تصور جمال سے قندیل عرش پر طعنہ زن پیر چرخ نے جسکے عینک مہر
و ماہ لگائی ہے ایسی طلعت نورانی کم دیکھنے مین آئی ہے ہنگام کلام کلیم
ہمہ تن گوش ہوا اور وقت خرام برق بر قعۂ ابر مین روپوش ہو رہے ہے قسمت
اوس گلزمین کی جہان ایسا جمیل جلوہ فرما ہوا اور خنے سعادت اوس بقعۂ
مینو آئین کی جہان ایسا کریم کار روا ہوا اوسکی لقاء ہمہ ... کے سامنے یا نور ضر

اگر چنبر گردون کو کاسہ گدائی بنائین فوراً اشرفی آفتاب سے پر کر دے
اور اوسکے نیسان عنایت کی روبرو فی المثل اگر دامن دریا اوٹھا لائین
سراسر گوہر نایاب سے بھر دے ابر اگر اوسکی رای منیر کے مطابق دریا بار ہو عجب کہ
ہر قطرہ آب رشک گوہر ہو اور نامیہ اگر اوسکی صفائی تدبیر کے موافق سازگار ہو
تعجب کہ ہر غنچہ شاداب صندوقچہ زر ہو دامن ہوس کیسا ہی دراز ہو اوسکی وسعت
انعام کے مقابل قلب لئیم سے تنگ تر ہی اور چشم آز کتنی ہی باز ہو اوسکی فسحت
اکرام کے سامنی دیدہ مور کی برابر ہے واہ کیا بخشش لاتعد ہی کہ جسکا تصور
محاسب وہم کی خیال مین نہ آئی سبحان اللہ کیا داد و دہش بیحد ہی کہ جسکا
خبر تعقل عقل کی خزانہ ادراک مین نسمائی اگر یہی فراوانی عطا ہی تو واجب ہی
کہ ہر سنگریزہ یاقوت احمر ہو اور اگر یہی بی پایانی سخا ہے تو فرض ہی کہ ہر ذرہ
تودہ زر ہو حوصلہ جود و نوال اس مایہ فضل و افضال کا ارباب حال پر جب
ظاہر ہوتا کہ یہ سراپا احسان جہان نامتناہی بلکہ اکثر کارخانہ الٰہی تپا دیتا تھا
اور اب بھی اگر انصاف کو کام فرمائیے اور بیان راقم خاطر مین لائیے تو وہ کون ہی

جو اوسکے انعام سی بہرہ ور نہین کیسہ ماہی درہم خالی ہی یا کاسۂ آفتاب پر زر نہین

اشعار

زہی جودِ نوابِ والا جناب ۔ کہ ذرّے کو ہی منصبِ آفتاب

وہ اب اوسکی بخشش پہ کرتی ہین لب ۔ جہان لیکی بنکی نہ جاتی ہوس

نہ دیکہا ہو جسنی کبہی ایک دام ۔ وہ دی اوسکو سو کیسۂ زر مدام

یہ بخشش یہ انعام اور یہ عطا ۔ تماشا تہا قارون اگر دیکہتا

نگہ کہتی ذرے سے تا مہر اگر ۔ نہین اوسکے ہاتہو پہ کس کی نظر

جدہر دیکہیی اوس کی انعام سی ۔ گذرتی ہی کس عیش و آرام سی

کوئی کیف عشرت سی سرمست ہی ۔ کوئی جامِ جمشید در دست ہی

دیا اوس نی بخشش کو جب سی رواج ۔ گدا کی تونگر کو ہے احتیاج

وہی طرز ہمت وہی ہی عطا ۔ مقرر ہے ہے خادمِ مرتضا

جو لوگ عقل و کیاست سی بہرہ وافی اور فہم و فراست سی نصیب کافی رکہتے ہین او نپر مخفی اور پوشیدہ نہین ہے کہ اگرچہ اوصاف حمیدہ مین اس

برگزیدہ درگاہ خدا کے نام اتمام لینا اور حمائد پسندیدہ سے اس سرخیل خدام مصطفے کی پیام اختتام دینا مذاق سامعین کو زہر آلود و داو شہد کام مبصرین کو زہر آلود کرنا ہے مگر کیا کیا جاے کہ نہ اگر زبانکو طاقت تقریر ہے نہ قلم کو قدرت تحریر ہے

اللہ نی بخشی ہی زبان کو میری تاثیر | الہام کی مضمون ہین اعجاز کی تقریر
مین طوطی شکرشکن ہند ہون گویا | ہی بلبل شیراز کو واجب میری توقیر
دریا ہی روانی پہ مری فیض سخن کا | حاوی ہی مضمون ہین مری نظم جہانگیر
پڑجای جو پرتو مری رنگین سخن کا | ہو بین گل پژمردہ کھلے غنچۂ تصویر
سلطان فصاحت ہون شہنشاہ بلاغت | باتین مری جوہر ہین زبان ہی مری شمشیر
ہی دغدغہ خامہ ہی میرا شہپر جبریل | ہی شائبہ آیۂ قدرت مری تحریر
ہر شعر پہ اصلاح ہی استاد ازل کی | ہی نظم پہ میری نظر ناظم تقدیر
حیران ذکاوت سے مری صاحب اشراق | آگے مری جودت کی فلک قائل تقصیر
آلودگی دہر سے دامن ہی مرا پاک | ہی بادہ کوثر سے مری خاک کی تخمیر

مین سرخوش و بیغم ہون کہ مضطرب الحال | وہ قائل تدبیر ہین مین قائل تقدیر

پہونچی نہ تعلّی کو مری فکر فلاطون | جاتی ہی کہین عرش پہ آوازِ عصافیر

مجذوب ہون ہی آہ مری صور کی ہمدم | ہو صبح قیامت جو کرون نالۂ شبگیر

آزاد ہون با این ہمہ اسباب تعلق | پابند ہون بی سلسلۂ لشکر و زنجیر

غفلت مین بھی جو منہ سی نکلجاتی ہی سچ ہی | صورتگر معنی ہی مری خواب کی تعبیر

نورِ نظر اہل بصیرت ہین یہ نکتے | عکس دل عارف ہی سخن ہم کی تصویر

ہمنام ہون اوسکا جو ہی اژدر کا درندہ | گردون کو ہلاتی ہی مری نام کی تاثیر

کیا ذکر تخلص کا یہ شوکت ہی من اللہ | یہ اسم جلالی ہی خطِ منشی تقدیر

توقیع سلیمان ہی کہ افسانہ رنگین | مین صاحب تسخیر ہون سجادۂ تسخیر

ہی ناوک دلدوز یہ ایک اک سخن راست | کس طرح سی حاسد کی جگر پر نہ پڑین تیر

جو صاحب قطب ہین سمجھتی نہین یکسان | اکسیر ہی گو خاک ہی اور خاک سی اکسیر

عزت نہین جاتی ہی نبوت نہین جاتی | فرعون جو موسیٰ کو کرے یاد بتحقیر

ہی دیدۂ اعمیٰ مین شب و روز برابر | کب چغد کو آتی ہی نظر مہر کی تنویر

زنگی اگر آئینہ نہ دیکھے تو نہ دیکھی | ہی اوسکی خباثت کہ سکندر کی ہی تقصیر
تو بہ مین کہان اور کہان یہ سخن لاف | تھی وجد کی عالم مین یہ تقریر یہ تحریر
ہر چند کہ اک یہ بہی ہی عنوان بلاغت | تشبیب سخن اہل سخن کی نہین تقصیر
واجب ہی کہ اظہار کری نعمت حق کا | ہی اسمین خموشی بخدا باعث تکفیر
پر صاحب انصاف نہ انصاف سی گذرین | مین عذر کرون اور وہ ٹہرائین ہی تقصیر
تشنیع کا پہلو ہی نہ یہ طعن کا پہلو | منظور نہین مجکو کسی شخص کی تحقیر
باطن مین تو یہ عجز ہی ظاہر مین ہی دعوی | جو صاحب تمیز ہین وہ سمجھین گی یہ تقریر

ایک روز خوشہ چین خرمن کمال محتاج رحمت رب ذوالجلال بندہ محمد حیات علیخان
ابن نواب ہلال رکاب خورشید کلاہ گردون بارگاہ عطارد رقم سپہر حشم
مہر طلعت کیوان ایوان بہرام احتشام عرش مقام جناب نواب محمد یوسف علیخان
الملقب بفردوس مکان تغمدہ اللہ بغفرانہ وجعل مستقرہ بجنانہ حسب معمول دربار آ
راستہ تہا اور شاہد مراد سی ہمکنار فشان بلاغت نظام شاعران شیرین کلام

بذلہ سنجان نغز گفتار ظریف طبعان لطیفہ شعار اپنے اپنے قرینہ سے حاضر تھے
اوسوقت جو کیفیت تھی مدرکات عقول عشرہ اوسکی دریافت سی قاصر تھی کمال
کی گرم بازاری تھی جو بات تھی مظہر حکمت باری تھی سلسلۂ گفتگو دراز تھا
ہر ایک کو اپنی اپنی خوش بیانی پر ناز تھا عیش و عشرت کی ظہور تھی بندگان
حضور معلی مسرور تھی شدہ شدہ نثر اردو کا ذکر ہوا ہر شخص پابند فکر ہوا
پہلی سب سی راقم نے چند فقرات نثر کار کی گوش گذار کیی حاضرین
نے لاکی تحسین و آفرین نثار کیی حضرت کو بہت پسند آئی کانٹون نے گلو نکی
رنگ پائی فرمایا اگر اس روش پر کوئی کتاب ہو توفی الواقعی انتخاب ہو
ہر چند پیش آفتاب سُہا کا کیا نور او ر دریا کی سامنے قطرہ کا کیا مذکور خدام
والا کے روبرو نام نثر لینا فضول ہے گل کو نذر باغ کرنا نامقبول ہی لیکن
فرمان قدر توام سی انحراف مناسب نجانا اور حکم قضا شیم کو باوجود بی بضاعتی
دل اور جان سے مانا سنہ بارہ سو تراسی ۱۲۸۳ ہجری میں اس قصۂ رنگین اور فسانۂ
دلنشین کو شروع کیا مدتون فکر و اندیشی سے کام لیا امید کہ ناظرین و

رنگین بیانی قمریان سروستان نکتہ دانی نخلبندان حدائق فسانہ رنگین
چمن پیرایان ریاض داستان دلنشین باغبانان بوستان تحریر گلچینان
گلستان تقریر نظارگیان گلستان شگفتہ بیانی تماشائیان سنبلستان موزونی
اس غنچہ قصۂ رنگین اور شگوفہ فسانۂ دلنشین کو خیابان گوش سامعین
مین باہتزاز نسیم شوق جنبش باد ذوق اس وش سے شگفتہ و خندان کرتے
ہین کہ زمانۂ گذشتہ اور عہد پیشتر مین سرزمین ارم تزئین ہندوستان جنت
نشان مین ایک شہر رشک گلزار ہمیشہ بہار تہا اور نام اوسکا گوہر نگار تہا فضت
مین غیرت جنان تہا و ... مین رشک لامکان تہا قدرت خالق
ہویدا تہی آب و ہوا سے عقل پیدا تہی رطوبت مین وہانکی تاثیر آبحیات سے تہی
مردے کا زندہ ہو جانا اک ادنی بات تہی گرمی معشوقونکی گرما گرمی یاد
دلواتی تہی وہ حرارت عزیزی کی کیفیت دکہاتی تہی سردی اوسکی
بہ از کشمیر وہان شرح اللہم حفظنا بیان برد و سلاما کی تفسیر آنکہون سے خنکی
دلکو فرحت کہانے کا مزا پانیکا لطف لباس کی کیفیت ترکیب باہم آغوشی

عاشقونکو عمل مین آٹھہ پہر معشوق بغل مین برسات مین شہر پر عجیب جوبن
ٹپکتا تہا فرشتونکا دل بہٹکتا تہا نہرونمین پانی بہرا تہا عالم بہرا تہا سینہ برق
سے زمین کا صفای باطن ٹپکتا تہا ہر ذرہ انظر الدنیا کا سبق پڑہتا تہا کیچڑ کا
تو ذکر کیا تہا یہ معلوم ہوتا تہا کہ سطح خاک پر آئینہ جڑا ہے چپہ چپہ شفاف دو دہ
دہویا پڑا ہے ساون بہادون کی جہڑی موتیونکی لڑی کہیتیان ہری تہین
جہیلین بہری تہین باغونمین عجب بہار تہی قدرت حق آشکار تہی سبزیکا
لہکنا پہولونکا مہکنا بدلی کا جہوم جہوم کر آنا ہر طرف گنگہور گہٹاؤنکا چہا جانا
وہ کلم کلم پہار کا پڑنا جوانونکا اکڑنا دلکو لبہاتا تہا وہ سرخ سبز کہینی کرتی اوڑہنیان
ریشم کے رسّے پڑے حسینونکا جہول جہول کر گانا پینگونکا گہٹانا بڑہانا شوقینونکا
زمین و آسمان جہکاتا تہا ہر طرف مورونکا شور تہا پپیہونکا زور تہا کویل کی
کوک دلکو بیچین کرتی تہی بجلی کی چمک کلیجے مین چٹکیان لیتی تہی وہ ٹہنڈی
...نکے جہوکونکا چلنا جوانونکا آن بان سے ٹہلنا عجب بہار دکہاتا تہا
فوار... تہے نہرین چھلکتی تہین چمن شگفتہ تہے بلبلین چہکتی تہین

حسین نگار رنگ کی پوشاک پہنے نکہر بے نکہرائے جوبن کی بہار دکہا
تختی لالہ و نافرمان کے شرماتے تہے کیکی ہانی لباس کی پہین چاندسے
مکہڑیکا جوبن عجب کیفیت دکہاتا تہا باغبان حقیقی نے طرفہ کل کہلایا تہا شہر
مین چودہوین کا چاند لگایا تہا کہین جمگہٹا تماشہ بینونکا کہین جہمگڑا حسینونکا تہا
کہین چرچا قصہ خوانی کا کہین دورہ شراب ارغوانی کا کوئی شخص عالم مستی مین
کسی سے بگڑتا تہا کوئی مضمون اس شعر کا پڑہکر کرتا تہا ؎ ساقیا دور ہوان وہار
کہٹا چہائی ہے اٹہ تو بہتی سے چہلکتی ہوئی بوتل آئی عجب بساط تہی وہ دن ونہ
عید تہا رات شب برات تہی باغو نپر کیا منحصر ہے ہر جگہ قہقہے تہے چہچہے تہی
اوسجگہہ فکر رنج و ملال عین نافہمی تہی تمام شہر مین چارون طرف طرفہ چہل
پہل عجب گہما گہمی تہی ساکن وہانکے امیر و اغنیا تہی فقیرونکی صدا سے
کان ناآشنا تہی زمین رشک آسمان تہی ہر گلی جواب کہکشان تہی سڑک
جادہ باغ نعیم نہر رشک کوثر و تسنیم مکانونکی بلندیسی قصر فلک منفعل خوشنمائی
سے روضۂ رضوان خجل ہر محلہ دنیا کے شہر ونسے آباد تہا شہر کا تمام عالم

بہتر سواد تھا جہان تک جاتی نجر آبادی ویرانی کا نشان نپاتی ہر طرف سڑکین بیموڑ
اور جڑک تھی بیدہڑک اندہا دُہند جا کہین ٹہوکر نکہاے سرخی پر سڑک کی شفق
نثار تھی چہڑکاو سی بارش رحمت حق آشکار تھی تماشائیونکا اژدہام سواریونکی دہوم
دہام ہٹو بچو کی آواز ہر سو سی چلی آتی تہی نگاہ کشمکش سے پسی جاتی تہی دو رویہ دکانین
ایسی قطعہ دار تہین جنکے دبیز کوٹہیان نثار ہین ہر طرف چوک کا بازار تہا شہر گلزار
تہا خوشبو سے ہوا کے دماغ مہکتا تہا رات بہر کٹورا کہنکتا تہا چار گہڑی دن رہے جو
مین آتا تہا گہر کا رستہ بہول جاتا تہا دکانونپر کیا بہار تہی بلکہ بہار نثار تہی صراف
اپنی تہیلیان پہیلائی روپیہ اشرفیونکے ڈہیر لگائی مٹی کُتی جاتی تہی ہنڈوی چٹہی
تہی رسیدین لیتی تہے روپی تول تول دیتی تہے جوہریون نے بیش قیمتی جواہر سے
دکانونکو سجا تہا ہر دکانکو کان جواہر کہنا بجا تہا عینا بازار پربہار تہی قدرت پروردگار
تہی کہنے دلفریب معشوقونکی زیب تہی گویا چمن کہلا تہا گلشن شگفتہ تہر کانذار رضوان
کا ہمدم تہا دکانین تہین باغ ارم تہا کہین حلوائی دنیا کی مٹہائی
تہالون مین لگائی سونے چاندی کے ورق جمائی چہپیان منقش کی

ہاتھون مین مرا قند و نبات کا باتوںمین اوس مٹھائی کا تو ذکر کیا صبحدم کا پوری حلوا مجر دو نکے حقمین من و سلوا تھا غرض ہر دکان مین شاہی سامان تھا کمر و نیپر پرستانکا گمان تھا اشعار بیشک وہ چوک تھا پرستان کا

پریان کمرون مین تہین خرامان	جھرمٹ پریون کا کیا وہان تھا
اندر کے اکہاڑیکا سماں تھا	اللہ اللہ آج تک ایسی حسین چشم

فلک نے دیکھے نہ گوش ملک نے سنے فخر حور اللہ کی نور کا ظہور چودھوین کا چاند اونکے چہرونکے آگے ماند تھا اونکا پرتو آفتاب اور نقش قدم چاند تھا سبحان اللہ اونکا کیا کہنا خوش مزاج روزمرہ صاف زبان شفاف باتوں سے مسیحائی ہویدا تھی خموشی مین بہی ایک بات پیدا تھی گویائی اوسی خموشی کا دم بھرتی ہے مسیحائی اوسی گویائی کا کلمہ پڑھتی ہے قامت سے قیامت قائم تھی چال سے محشر برپا غمزے سے کرامت ظاہر تھی عشوے سے سحر ہویدا باتوں سے شرارت ٹپکتی تھی شوخی سے بوٹی بوٹی پھڑکتی تھی ترچھی چتون بانکی ادا گرماگرمی سے بیچینی پیدا آسمان مین کھلبلی لگائین فرشتونکو کنوین جہکائین

سرشت مین لگاوٹ تھی خلقت مین بناوٹ تھی رولانا ہنسی جانتی تھے
جان لینا دل لگی جانتی تھے جسے دیکھکر منہ موڑا اوسے سسکتا چھوڑا جس
صف پر آنکھہ اوٹھائی اوس صف کی صفائی نظر آئی اونکی سینی زندگی
بھر نچھوٹتی تھی دین و ایمان دن دہاڑے دھڑا دھڑ لوٹتی تھے زاہد اگر اونکو دیکھہ پائے
منہ کی کہائے وضو ٹوٹ جاے معاذ اللہ اگر حضرت جبرئیل اونکی جھپکی
دیکھہ پاتے جیتے جی آسمانپر نجاتے عمر وہین بسر کرتے اونہین گلیونکی ٹھوکرین
کہا کہا کر مرتے غرض عجب شہر مردم خیز تھا کوچہ کوچہ دل آویز تھا جگہہ جگہہ
آثار قدرت ہویدا ہوتے ہر طرح کے لوگ پیدا ہوتے خلیق فصیح ملنسار حسین
شکیل جمیل طرحدار سخی کریم شجاع بہادر قول کے پورے تلوار کے دہنی
سر جاے بات مین فرق نہ آئے اونکی موت زیست کا عجب قرینہ تھا جینا
مرنا تھا مرنا جینا تھا ذکاوت مین لاجواب فراست مین انتخاب غفلت
اونکی ہوشیاری تھی عقل نے اوسے زبان ہاری تھی رئیسون سے
شہر آباد تھا ہر شخص اپنے اپنے فن کا اوستاد تھا عالم علما

مبتدیکو باتون باتونمین منتہی بناتے تھے معقول و منقول کو الف بی جانتے
تھے ہر علم کو خوب پہچانتے تھے مطالب ریاضی کے ازبر تھے چودہ طبق مثل چودہ ورق
کے پیش نظر تھے نقاشون کی نقش کو سکے پڑہتے تھے عاملونکی عمل کی جہنڈی گڑی تہی
تسخیر کو اونکے نام سے ارتباط طی الارض کی اونکے سامنے کیا بساط ہو او اونکے
قابو مین دریا بس مین پریان پرستانین جیسی بلبلین قفس مین عارف
عارف باللہ تھے صاحبدل حقیقت آگاہ تہے سلوک اونکی طریقے سے ہویدا
جذب اونکی باتونسے پیدا عاشق یکرنگ دورنگی سے دلتنگ موحد صاحب توحید
مبصر اہل دید کثرت مین وحدت کا دم بہرین انا الحق کہکر منصور کو زندہ کرین
مشاہدہ شاہد حال مکاشفہ گواہ قال ما سوی اللہ سے جدا عین اللہ اسمی
واصل مجاز سے دور حقیقت کی شامل فنا فی الشیخ اونکے سامنے اک
ادنی بات فنا فی اللہ اونکا جوہر بالذات اونکا خواب عین بیداری غفلت
مین ہوشیاری بظاہر خاک بباطن جوہر پاک آنکھونمین کیفیت حقا کا سرور
زبان پر نحن اقرب الیہ کا مذکور تکلف سے ننگ و عار غرض سرمدو سرآمد روزگار

شاعر بلاغت نظام فصاحت کلام موزونیت خلقی خمیر مین سحر حلال
تقریر مین خلاق مضامین موجد طرز نو آئین نازک خیالی اونکی مصرعہ بلال کو
خاطر مین نہ لاتی تھی فکر اونکی ہر مرتبہ عرش پر جاتی تھی اونکی زباندانی کا
غل تھا اونکے سامنے انوری کی عقل کا چراغ گل تھا فردوسی اونکی گلزار فصاحت
کا خوشہ چین مولوی معنوی اونکے سامنے طفل مکتب نشین الشعراء تلامذہ الرحمان
اونہین کی شان مین آیا ہے الہام نے اونہین کی معجز بیانی سے شہرہ پایا ہے
خوشنویسونکی تعریف لکھنا محال ہے زبان قلم لال ہے جب قلم اوٹھایا اعجاز
دکھایا جو ہر حرف ونکے اونکی تحریر سے کھلتے تھے کاتب تقدیر کے لکھے سے ملتے جلتے تھے
اگر میر عماد و عبدالرشید ہوتے مثل قلم دم تحریر روتے لکھی کو اونکے بیدلیل
مانتے ہر حرف کو نوشتہ تقدیر جانتے جو اہر قسم ملال سے عذاب جانکنی مین
پڑجاتا یاقوت رقم سر پتھر سے ٹکراتا طبیب کبکسی کو مانتے تھے مسیحائی الکو کہنگا
کھیل جانتے تھے نجومیونکو قواعد اختر شناسی کی ازبر تھی زائچہ عالم حادث
کے ہر لحظہ پیش نظر تھے فقط حال گذشتہ نہین بتاتے تھے زمانہ آئندہ کی خبر لاتے تھے

بیان اونکا پرتاثیر تھا لکھا پتھر کی لکیر تھا قیامت کا حکم لگاتے تھے زمین و
آسمانکے قلابی ملاتے تھے خاص تراش موشگافی کے بانی تھے اپنی کمال مین
لاثانی تھے خط کیا بناتے تھے کرامت دکھاتے تھے اوستر سے کام
قلم کا لیتے تھے کاتب تقدیر کے خط پر صلاح دیتے تھے کوی کب کسی کو خیال
مین لاتے تھے اونکی آوازسنکے آہو رم بھول جاتے تھے اونکا نا سحر حلال
تھا زاہدونکو حال آتا تھا تاثیر کا یہ حال تھا ہر سُر مین لحن داؤدیکا لطف
نکلتا تھا فولا د موم ہوتا تھا پتھر پگھلتا تھا نایک نادکے جب اونکی سامنی
گاتے سبتنک آ ذ مین سب تک بھول جاتی تھی ہمدم کا دم نکل جاتا تشوری کا
شور کمال پھیکا ہو جاتا اگر تان سین اونکا نا سنتا ہر تان پر عمر بھر سر دھنتا
بیجو باورا اونکی الاپ کا دیوانہ تھا اونکے کمال کا شہرہ ان شہرون افسانہ تھا
پادشاہ وہان کا انجم سپاہ کیوان بارگاہ برجیس حشم خورشید علم مریخ خشم
عطارد رقم قمر خدم خلیل نوال یوسف جمال شہنشاہ ثریا جاہ گوہر شاہ تھا
اوسن بحر عطا کے فیض جاری سے گیتی شاداب تھی اوسنے سحاب بخشش کی جھالوں

کھیتی سیراب تھی اگر اوسکے در پر سائل کہین سے آتا تھا ماری خوشی کے پھولا نسماتا تھا فقیر بازاری اوسکی نظر بخشش سے ایک پل مین ایسے مستغنی ہو جاتے کہ عمر بھر حرف سوال زبان پر نہ لاتے اوسکی سخاوت کی آگے حاتم بخیل تھا وہ صاحب ہمت سخاوت کا کفیل تھا سخاوت کا تو یہ حال تھا شجاعت مین بھی بے مثال تھا اگر آوازہ اوسکی شجاعت کا رستم سن پاتا دہل کر مرجاتا کلیجہ پھٹ کر [illegible] آتا دلیر اونکے سامنے دلیری بھولتے تھے اوسکے رعب سے شیرونکے ہاتھ پاؤن [illegible]تے تھے اوسکی تلوار کی کاٹ سے جل تھراتی تھی [illegible] عدالت سے اوسکے غزالونکے محافظ چیتے تھے شیر بکری ایک گھاٹ [illegible] تھے چور منہ ڈھانپ کر روتے تھے لوگ دروازے کھول کر سوتے تھے چور کا نام زبان پر نہ آتا تھا سیاست کی بھی مہندی کا چور باندھا جاتا تھا حسن خداداد عالم مین یکتا تھا ہر جگہ اوسی نور کا جلوہ تھا شعل دست کلیم مین اوسی حسن کے نور کی جھلک تھی گلزار ابراہیم مین اوسی گل عارض کی لہک تھی سورج مین اوسی کے جمال کی

ضو ہے چاند مین اوسی کے کمال کا پرتو ہے پھول مین اوسی گل عارض کی بو ہے موتی مین وہی ہوئی اوسیکی آبرو ہے لعل مین اوسی کے لب لعل کا رنگ ہے ہیرے مین اوسی نور کی ترپکا ڈھنگ ہی عقل حیران ہے کس سے کسی تشبیہ دیجے اور کس چیز سے مقابل کیجے کونسی بات رہی باقی خدا کی ذات رہی اس صورت مین یکتائی لازم آتی ہے کثرت سی وحدت ہوئی جاتی ہے یکتائی خدا کو زیبا ہے وحدہ لاشریک اوسی کی صفت مین آیا ہی آخر ایک تشبیہ نکالی بگڑی بات خدا نے بنالی مثل اوسکا اوسی سے پیدا ہوا تھا مضمون الولد سر لابیہ ہویدا ہوا تھا یہی ظہور قدرت باری تھا شاہ و شہزادے مین فرق اعتباری تھا حقیقت مین وہ شاہزادہ عالی تبار ذہانت مین رشک ارسطو حشمت مین غیرت اسکندر عشرت مین رشک جمشید علم و ہنر مین فخر پدر تھا چودھوان سال تھا ظہور کمال تھا اسم سامی اور نام نامی اوسکا خورشید گوہر پوش تھا صاحب عقل و ہوش تھا ہر فن کی تکمیل حاصل تھی ہر علم مین دستگاہ کامل تھی طبیعت مین دریا کی روانی فن سپہ گری کا بانی

پٹیت پھکیت برچھیت تیر انداز دلیر جرات مین شیر اوسکی تلوار بے پناہ تھی
ضرب اوسکی قہر الہ تھی کاٹ قیامت کا کاٹ تھا گھاٹ آفت کا گھاٹ تھا
دم اوسکا سیفی کا دم تھا خم اوسکا ابروی پرخم تھا تاب اوسکی جادۂ عدم تھی
روانی قضاے مبرم تھی چشمکی بلا کی تیار تھی قدر اندازی شہرۂ روزگار تھی
تیر اوسکا افعی پر دار حلقۂ کمان اژدہاے خونخوار گرز اوسکا دعوی تہمتنی
کی دال نیزہ الف پیشانی اقبال بہادرونسے رات دن کی صحبت نامردونسے
ہمیشہ نفرت ہر طرحکی قدرت حاصل طبیعت سیر و شکار پر مائل ایکدن نمک یمان
ذی ہوش نے خدمت شہزادۂ گوہر پوش مین آکر عرض کی خداوند آجکل لطف
شکار ہے سیر و تماشے کا زمانہ ہے موسم بہار ہے گل خودرو پر جوبن ہے صحرا
گلشن ہے کانٹا کانٹا گلستان ہے فضاے دشت روضۂ رضوان ہے
لالے کی لہک سے دل اوڑا جاتا ہے پہولونکی مہک سے دماغ معطر ہوا جاتا ہے
جوش گل و ریحان سے بید مجنونکی بہی شاخ پہولونکی چہڑی ہو رہی ہے
صحرا پر بہار چھپٹ پڑی ہے طاؤس ابر کا دم بہرتا ہے جنگلمین تیتری کی رہی ہے

زمین سبز لیسے زمرد نگار ہے عجب کیفیت ہی عجب بہار ہے ڈہاک پہولا ہے
سا کہو شنگ سی آگ بہولا ہے صحرا کی بہار دلمین کہبتی ہے سبزیکی طراوت
آنکہونمین چہبتی ہے گلونکی شادابی سیر بہشت دکہاتی ہے جہیلونکی فضا سے
ہوا کی خنکی آتی ہے اگر چندے حضور قدم رنجہ فرمائین تو نہایت سیر و شکار
کا لطف اوٹہائین شہزادہ یہ سنتی ہی مسرور ہوا نشہ شوق شکار مین چور ہوا
ہوا ئے شکار دماغمین بسی سیر و گلگشت کی ارادی پر کمر کسی مصاحبون کو
طلب کیا مشیرونسے مشورہ لیا کہا حضرت سی اجازت ملنا دشوار ہے
قبلہ عالم کو میری دم بہر مفارقت ناگوار ہے سب نے عرض کی اسمین اہتمام
کیجیے دستور معظم کی معرفت عرضداشت دیجیی آخر یہ مشورہ ٹہہرا حضور خود تشریف
لیجائین آپ رخصت لائین انہین مشورون مین دن گذرا رات ہوئی
مگر کوئی تسلی خاطر کی نہ بات ہوئی غرض وہ شب انہین تذکرونمین ہوگئی بسر
باتون باتون مین سحر ہوگئی جسوقت نیر گردون ہوا صبح کہانی کی لیے
مشرق کی کہیارے نمایان ہوا اور آہوے شب اوسکی آمد آمد کے خوف سی

چو گھڑی بھر کر مغرب مین نہان ہوا شاہزادی نے لباس درباری پہنا
اور بیت الشرف سی مثل آفتاب کی برآمد ہوا گھوڑا مانگا سوار ہوی رفیق و مصاحب
جلودار ہوے باد پائی کیفیت باد بہاری دکھائی مشیت باری جاری ہوئی
نسیم جنبش مین آئی طرفۃ العین مین داخل دربار ہوا دیوان خاص اوس
آفتاب کی پرتو سے مطلع انوار ہوا خوشبو سے تمام دربار مہکنے لگا اوس گل
نوخاستہ کو دیکھکر نقیب بلبل کیطرح چہکنے لگا ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی کی
ترقی عمر و دولت دین و دنیا کے ولی عہد بلی سلامت عالم پناہ روشن نگاہ
بادشاہ نے آنکھہ اوٹھائی شہزادی کی چاند سی صورت نظر آئی دلمین
جوش محبت آیا آگی آو اشارے سے فرمایا شاہزادہ قریب آیا بادشاہ نے چہاتی
سے لگایا دربار گرم تھا ہر طرح کے پرچے گذرتے تھے حضور حکم دیتے تھے اہل قلم
دستخط کرتے تھے رعب شاہی سے چھکے چھوٹے تھے ہاتھہ پاؤن پھولے تھے جو اس باختہ
تھے آئی ہوئی بھولے تھے یہان ولولہ شوق کی تاکید تھی وہان رعب و سطوت
کی تہدید تھی دل یہ کہتا تھا عرض کیجیے کسیطرح اجازت لیجیے ولولہ دل کے

ہاتھو ںسے تردد مین پڑے تھے چُپ گردن جھکائے کھڑے تھے فکر بکار تھی
عقل حیران تھی رخصت ملنے نہ ملنے سے ڈبدہے مین جان تھی دمبدم آنکھون مین
آنسو بھر آتے تھے چاہتے تھے کچھ عرض کرین لیکن بپاس ادب رہجاتے تھے
دلسے دلکو راہ ہے یہ مثل مشہور ہے بیٹے کے صدمی کی باپ کو آگاہی
ضرور ہے فرمایا خیر ہے کیا ہے کچھ چپ چپ ہو چہرہ اترا ہے کس چیز کی
خواہش ہی کس بات کی تمنا ہے عرض کی غلام ایک احتیاج لایا ہے
یہ عرض کرنے آیا ہے اندنون طبیعت رُندہی رہتی ہے دم گھبراتا ہی دل
قابو سے نکلا جاتا ہے شوق سیر وشکار ہے خانہ زاد رخصت کا خواستگار ہی
آج کل جوش بہار ہے جنگل رشک گلزار ہے چندے گلگشت صحرا سی دل
بہلاؤن گا انشاء اللہ بہت جلد پھر آؤنگا بادشاہ نے سر جھکایا کچھ سوچکر
یون ارشاد فرمایا جان پدر سفر بصورت سیر وشکار بکار شاہ وشہزادے
دن انتظام سلطنت مین بسر کرتے ہین رات کو عبادت خالق مین صبح
کرتے ہین نکو اندیشہ مآل چاہیے بندوبست کا خیال چاہیے امور سلطنت کو

دہیان نہین لاؤ کاغذ دیکھو دل بہلاؤ تم آسمانِ سلطنت کی ستارے ہو

پدر پیر کی زندگی کے سہارے ہو دنیا گذرگاہ ہے ہم رہگذری ہین کوچ مقام

لگا ہے عدم کے سفری ہین تم ہی تم ہو آخر نہین اول نہین ہمارا کیا بھروسا ہے

آج ہین کل نہین دم آیا نہ آیا بشر محض بی اختیار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے

جوانی کی دوپہر ڈہلی شام غربت نی صورت دکھائی کوچ کا نقارہ ہوا

صبح پیری آئی بیٹھا ہمتو چراغ سحری ہین آفتاب لب بام ہین سر کا ہلنا

اجل کے اشارے ہین موت کی پیام ہین تمہارا آنکھون سے اوجہل ہونا

غضب ہے بیٹا پدر ضعیف جان بلب ہی خورشید کو مہر وش کے ہوش اڑ گئے

ساغر چشم چھلک پڑے آنسو رخسارون پر ڈہلک پڑے عرض کی ابکی بات کا

دو لکھنا سراسر بیجا ہی لیکن بی عرض کیے بھی نہین بنتا ہی غلام خجلت سی زمین مین

گڑ گیا کیا کہون لاکہون گھڑی پانی پڑ گیا حضور کی ارشاد سے فدوی کی

جان پر بنی ہے ہر حرف ہیرے کی کنی ہے ہر لفظ نشتر ہے ہر فقرہ خنجر ہی بعد اسکی

فقط ابکا ارے حضور کے سوا دنیا مین کون ہمارا ہی قیامت تک جیا چشم ہے

رہتی دنیا تک یہ دم رہے پھر زندگی کہان اگر حضور نہین ہے آسمان ستارونکا ظہور نہین السفر صورت السقر یہ بجا ہی مگر پونہچے ہوؤن نے السفر وسیلۃ الظفر کہا ہی شکار تجربہ کارون کا کام نہین مگر تعلیم اوسکی فرض ہی اس مین بہی کلام نہین شکار سے انسان دلیر ہوتا ہی آدمی کا دل شیر ہوتا ہی بہادر شکار پر مرتے ہین بزدلے ڈرتے ہین جنگل جگہہ شیرون کی ہی کسوٹی دلیرون کی ہی دلیرون کو رات دن جنگل مین رہنا سہنا ہے تیغ و خنجر اونکا گہنا ہی تلوارون کے سایے مین بسر کرتے ہین کوہ و بیابان مین گذر کرتے ہین عزلت گزینی سی فقیرون کا نام ہی سیر و شکار شاہزادون کا کام ہی بادشاہ سمجھا شباب کا ولولہ ہی جوانی کا حوصلہ ہے اب یہ کسی طرح نمانینگے ہماری فہمایش کو قید شدید جانینگے چار و ناچار کہا بسم اللہ بہتر جاؤ شکار کھیلو دل بہلاؤ ماتھا چوما گلے لگایا فی امان اللہ کہکر رخصت فرمایا سو کھے دھانون مین پانی پڑا رخصت ملی اجازت کیا ملی دین دنیا کی دولت ملی خوش ہو کر سلام رخصت کیا باہر نکل کر رفیقونکو

مژدہ دیا سب نے عید کی اہتمام سفر کی تاکید کی ہشاش بشاش کانپر تشریف
لائی کہا الحمد للہ کامیاب ہوکر آئی ناگاہ وزیر زادی کا خیال آیا ادہر ادہر دیکھکر
اسطرح ارشاد فرمایا ہمارا جلیس خاص کہاں ہے رفیق با اختصاص کہاں ہے سوار دوڑی وزیر زادہ
آیا شاہزادی نے ہنسکر گلی سے لگایا کہا بھائی بڑا مرحلہ طی ہوا حضرت سے رخصت پائی وہ
بولا بجا ہے غلام نے بھی سنا ہے مگر یہ تو ارشاد ہو کیونکر اجازت ہاتھ آئی حضرت سے رخصت
لینا حضور ہی کا کام تھا جان نثار کو تو آمین کلام تھا سنکر ارشاد کیا سچ ہے
معشوق کا عاشق سے جدا ہونا دشوار طالب کو مطلوب کی مفارقت ناگوار اگر قسمت
لڑی بات بن پڑی ہے حضرت نے میری خوشی کی مجبور رخصت دی وزیر زادے نے کہا
شکر ہے خدا نے یہ خوشخبری سنوائی آرزو پوری ہوئی مراد بر آئی ہر چند
یہ حسن اتفاق ہے مگر حضور کے حسن بیان کی تاثیر ہے ماشاء اللہ بیان تقدیر
مقلد تدبیر ہے بسم اللہ تماشای سیر و شکار مبارک گلگشت باغ و بہار مبارک
مگر یہ روز آدینہ ہے آج کے دن سفر نامناسب ہے پیروی شارع اور پابندی
شریعت واجب ہے اگرچہ بعد نماز جمعہ حکم سفر آیا ہے مگر بارک اللہ یوم السبت

والخمیس مخبر صادق نے فرمایا ہے رخصت ملنے مین تردد تھا یہ مرحلہ طی ہو چکا
اب اندیشہ کسکا ہے جلدی کیا ہے رات کی رات توقف ضرور ہے پیر و مرشد
صبح کیا دور ہی آگے جو کچھ حضور کی راے خانہ زاد کو جو حکم ہو بجا لاے شاہزادہ
بولا بھائی خوب یاد دلوایا مجھے جمعہ کا خیال نہ رہا تھا اچھا بنام افسران فوج
حکمنامی اس مضمون کے جاری کروا ور کارخانہ دارونکو اس امر کی اطلاع
دو کہ آج بسبب جمعے کی فسخ عزیمت کیا گیا ہفتی کی صبح پر موقوف ہا کل مین
اندھیرے سب آکر حاضر ہون انشاء اللہ تعالیٰ پچھلے سے تارونکی چھاؤن مین
کوچ ہوگا لیکن پیشخیمہ وغیرہ آج ہی روانہ کیا جاے اور شاگرد پیشہ کو بھی
حکم دیا جاے کہ یہ سب بھی پیشتر سے راہ لین انہین کارخانونکے ساتھ چل نکلین
وزیرزادے نے ہاتھ باندھکر عرض کیا بہت خوب خانہ زاد ابھی اس حکم کی
تعمیل کرتا ہے اور اسیوقت سے علی روانگی کی سبیل کرتا ہے ہنوز یہ ذکر تھا
کہ نواب ناظر جناب عالیہ کا آیا اور بعد دعاے عمر و دولت یہ کلمہ زبان پر لایا
پیر و مرشد حضور کو فکر سفر ہے کچھ محل کی بھی خبر ہے صبح سے اک حشر بپا ہے

قیامت بپا ہے جناب عالیہ پر رنج والم طاری ہے مصلے پر بیٹھی ہین
اور روانہ اشک سی سبحہ شماری ہے ہر دل پر قلق کا جوش ہی ہر شخص
بصورت تصویر خاموش ہے ذرا محل مین قدم رنجہ فرمایئے پہلے اپنے
چاہنے والونکو چلکر سمجہایئے پھر کہین تشریف لیجایئے شاہزادہ یہ سنکی
نواب ناظر کے ساتھ جو آیا تو کل صاحبات محل کو چپ چپ پایا ماں کے
سامنے گیا اور ادب سے تسلیم کو جھکا جناب عالیہ فی اشارے سے سلام لیا
اور تسبیح کو ہاتھ سے رکھکر ارشاد کیا میان مین کون جسکو تم کلام کرو جسی
لائق سلام سمجہو اوسے جاکر سلام کرو واری اس زمانے کے لڑکونکا عجب
حال ہے نہ کسی کی الفت کا دھیان ہے نہ کسی کی محبت کا خیال
ہے تمہین کسی کی ریاضت کی کیا خبر کسی کی مشقت پر کیا نظر کن
منت اور مرادون سے پالا نہ ہیرے او جالے باہر نکالا اگر کبھی
دشمنونکو سیوقت ہچکی آتی تھی تو دائی بندی کی جان نکل جاتی تھی
جب دو ر از حال ذرا طبیعت بیچین ہوئی ہے تو ہین وہ شب آنکھون

کٹی ہے تمام رات تسبیحین پڑہ پڑہ کر صبح کی ہے مگر تمہین اسکی کیا پروا
اب نام خدا جوان ہوئی اور ہی کچھ نشہ آیا کیا قہر ہے جنہین بہونری مین
پالتے ہین وہی پیٹ سی پاؤن نکالتے ہین ہمین جہوٹون بہی نہ خبر کی
اوپر ہی اوپر رخصت لی کیا خوب پاضت کا ثمرہ ملا ہے ہان واری
تمہارا قصور نہین اپنی تقدیر کا گلا ہے شہزادی نے گردن جھکا کر عرض کیا
البتہ خطا ہوئی کہ پہلے حضور سے پوچھ نہ لیا اسد اس قصور کو معاف
کیجیے اور غلام کو رخصت شکار دیجیے ہان بولی ہے ہے پہر وہی تقریر کی
جس سے کلیجے پہ چھری لگی خوب میرا عندیہ سمجہا لو سب باتون کا ایک
بات مین جواب ہوگیا مین تو یہ چاہون کہ تم آنکھون کے سامنے سے
دم بہر اوجہل نہو تمہین سیر و شکار کا شوق رخصت کے لیے اپنے مطلب
کی کہو صدقے گئی اتنی نے اعتنائی نہین کرتی ایسا انصاف سی نہین
گذرے تجب اللہ کہو اولاد ہوگی اوسوقت ہماری پیار کی یاد ہوگی
شہزادی نے جب جواب پایا منہ بنا کر آنکھون مین آنسو بھر لایا یہ دیکھکر

مان گھبرائی پھر کوئی بات بن نہ آئی ادھر نور چشم کی آنکھوں مین آنسو
ڈبڈبا آئے ادھر قریب تھا کلیجہ مان کا منہ کو آجائے کہا ہان ہان واری
آزردہ نہو اچھا مین راضی ہون جہان جی چاہے سدہار و یہ سنکے شاہزادی
کے چہرے پہ سرخی آگئی دلمین کہا شکر ہے دوسری مشکل بھی آسان ہوئی
جب یہ مرحلہ بھی طے ہو چکا تو شاہزادہ محل سے برآمد ہوا دیوانخانے مین
تشریف لایا کھانا مانگا دسترخوان بچھا مع مصاحبین و رفقا خاصہ نوش
کیا آرام فرمایا سہ پہر کو جب بیدار ہوا پھر دربار ہوا مجرائی سلامی حاضر ہوئے
تذکرے سیر و شکار کے ہونے لگے شاہزادہ مصاحبانِ خاص کیطرف
متوجہ ہوا اور ارشاد کیا مثل مشہور ہے کہ اگر لومڑی کے شکار کو نکلے تو شیر کے
شکار کا سامان کرے سب اپنی کیل کانٹے سے ہوشیار دیکھو کسی بات
کی کمی نہو خبردار خبردار ایسا نہو کہ ہنسنے والے اپنی جگہ پر کہین کہ سب اپنے
جمع تھے اپنا سا منہ لیکر پھر آئے رفیقون نے عرض کی حضور خاطر جمع رکھین
جب وہ وقت آئیگا تو ہنسنے والونکو دکھا دینگے چیتل باڑے کا کیا ذکر

اگر شیر سامنے آئے گا تو انشاءاللہ ماری گولیونکے بٹھا دینگے فضل خدا سے
ایک ایک رفیق حضور کا فن سپہ گری مین ممتاز ہے ہر شخص گلچلا ہے
ہر شخص قدر انداز ہے جب جان نثار روشنگافی پر آتے ہین بال باندھا نشانہ
اوڑاتے ہین شاہزادے نے مسکراکر کہا دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے پہلے پہل کا
معاملہ ہے یہ اندیشہ ہی بس اہنین تذکرونمین شام ہوئی سبنے مغرب مین
ادا کی پہر دستر خوان بچہا کھانے مین بہی اسیطرحکا ذکر رہا شاہزادے نے
فرمایا سنا ہے کہ اہل مذاق جو شکار کہیلنے جاتے ہین اور شکار پاتے ہین
تو وہین کباب لگاتی ہین کہتے ہین کہ اوسوقت کی چیٹ پٹاہٹ عجب
مزا دیتی ہے اون کبابون کی گرما گرمی گہر کے کہانونکو بہلا دیتی ہے
سبنے یکزبان عرض کیا خداوند نعمت بجا ہے شکار مین اسی کا لطف ہے
اسی کا مزا ہے غرض شاہزادہ خاصہ نوش فرماکر حسن محفل پیکر گلوری
کہاکر پلنگ پر گیا اور خواصونسے ارشاد کیا چپی والونسے کہہ رکہو کہ آج
ہمین صبح صادق سے پیشتر جگا دین بلکہ بعد نصف شب اوٹھا دین

کسواسطے کہ حوائج ضروری سے فرصت کرتے کرتے نماز کا وقت آجائے گا
اور سوار ہوتے ہوتے آفتاب نکل آئے گا ہم چاہتے ہین ایسے وقت سوار ہون
کہ شکارگاہ مین جاکر صبح ہو اور اوسی میدانمین نمازین پڑہی جائین صحرا مین
لطف نسیم اوٹہائین جنگل مین بہشت کی ہوائین کہائین خواصون نے ہاتھ
باندہکر عرض کیا جیسا حکم ہوا اسی طرح عمل مین آئیگا سب تاکید یا جائیگا
مگر اوس شب نیند کجا آنکھونمین خواب کا خیال بہی نتہا وہ شب عید کی شب تہی
لطف طالع بیدار تہا ہر شخص کو صبح کا انتظار تہا رفقا شاہزادے کے اپنے اپنے طور پر
اہتمام کر رہے تہے سب ہنرمند کامل فن اپنا اپنا کام کر رہے تہے کوئی تیرون مین
نئی پر گیریان لگاتا تہا کوئی کمانپر چلہ چڑہاتا تہا کوئی چقماق کے پرزے صاف
کر رہا تہا کوئی کُپّی مین بجلی کی بارود بہر رہا تہا کوئی کسی سے کہتا تہا میرے
طپنچے کا پتہر لیکے ایک عقیق کا پتہر دینا کسی کا کسی سے اشارہ تہا ذرا بہائی
چہرے دانی اوٹہا لینا کوئی گولیان ڈہالتا تہا کوئی کسیی مین سے کارتوس
نکالتا تہا غرض اوس شب کسی نے سونے کا نام نہ لیا شاہزادہ بہی کروٹین بدلا کیا

بہار آئی ای ساقی گلعذار
کہلی گل ہوا لطف سیر و شکار

مرقع ہین سبزی سی دشت و جبال
ہرن مست ہین شوخیونپر غزال ہا

گہٹاونکی آمد ہے بارش کا تار
کبہی ہے تقاطر کبہی ہے پہوار

چمن مین عنادل ہین جنگل مین مور
وہ کوئل کی کوکو پپیہون کا شور

کہین جدول آب کی آب و تاب
کسی جا ہے لالہ کسی جا گلاب

گلستان کا ہے اب سبق بر زبان
وہ موسم ہی کانٹی بہی ہین تر زبان

کہلین سب پہ اس دور کی فائدے
در میکدہ تو بہی اب کہولدی

نشکار بط مے ہے مد نظر ہا
دکہا سیر میخانہ ای باخبر

ہوئی دختر رز کو خلوت پسند
پری اب رہیگی نہ شیشے مین بند

ہوا ہی چہلاوا ہے بنت العنب
لگاوٹ قیامت ہی چہل بل غضب

نکلتی ہین اب رند بہی سیر کو
پلا جام ہونی جو ہی بس وہ ہو

صیادان آہوے مرغزار تازہ بیانی شیر شکاران بیشۂ سخندانی صید افگنان
دشت بلاغت شکار اندازان صیدگاہ فصاحت کباب نجیب اس افسانۂ بی نظیر
کی یون سیخ بیان پر لگاتے ہین بعد نصف شب اوٹھکر قضاے حاجت سے
فرصت کی ہاتھہ منہ دہویا پوشاک بدلی زرہ بکتر دستانے پہنکر خود سپر کہا ہتیار
لگاکے رفیقونکو ساتھہ لیے دیوانخانے سے جلوخانے مین تشریف لائے گہوڑے آ
گے حاضر تھے شاہزادہ بہی سوار ہوا رفیق بہی سوار ہوئے پلٹنین رسالے جو موجود تھے
وہ بہی سلامی لیکر چلنے پر تیار ہوئے رسالونمین شم ہوا اونٹون پر برابر جہنڈیان
افسرونکی یارونسے نگاہین لڑین پلٹنونمین طنبور ہوا وردی بجی صوبیدارون
نے بول بول کر آواز دی اسوقت عجب بہار تہی وہ کیفیت بہی یادگار تہی
وہ تارونکی روشنی وہ آخر شب کی چاندنی آگے پیدل پیچھے سوار وہ سبز سیاہ
وردیان جیسے لالہ زار وہ دہوندلکی کا عالم وہ تہرکاونکا چمکنا وہ تلنگونکے جچے
ہوئے قدم وہ سوارونکی گہوڑونکی چلبلاہٹ وہ کرچونکی کہڑکہڑاہٹ وہ نشانونکی
پہریری ہواسے اوڑتی ہوئے وہ پرچم وہ علم آگے آگے فوجین پیچھے پیچھے شاگرد پیشہ

اور دوا بیچ مین شاہزادہ خورشید کلاہ قمر رکاب رفیق و مصاحب بھی مین لیا
جیسے چودہوین کے چاند کے گرد اختر سیارہ دو رویہ بہیر اور بہیر دور دور لوازم
شکار اور لوازمہ دار اپنی اپنی نوکری پر مستعد اپنے اپنے کام مین ہوشیار آگے آگے
ڈورے پے تازیونکی جوڑیان لیے تازی وہ تازی کہ شیرون سے بازی لیجائین ہنگام
صید اُچکنی کرگدن کو خاطر مین نہ لائین کمرین تپلی سینے چوڑے جب زور کیا اونکو دور
لی دوڑ کی باولی پائی من چلے سنہال جیتون سے کشتی لڑے زبانین نکالی دم کرتی
کبہی ادہر جا پڑے کبہی ادہر جا پڑے ایک طرف بادامی ہنوسے ماشی دگلے
پہنے ہاتہونمین بہی صابری داستانی کاندہون پر کہارونکی تہیلی باز شکرا چرخ بہرتی
گلگر جہگر چرغ جرہ کوہی ترمتی یعنی کل جانور شکاری پردار اور کڑا اوڑائے ستیا پیچھے
جہکڑونپر نواڑ کے پلنگ بچہی اونپر چیتے اور شیر و پلنگ بیٹہے ہر پلنگ کی چارون
کونون پر چار چار بہیلیے سبز سبز وردیان پہنے چوریان رومال لیے کوئی پٹہہ پیہ
ہاتہہ پہیرتا یار بنا تا کوئی آواز لگاتا شیران بہادر کہکہ جگاتا غرض قریب صبح
صادق مرغزار مین جا پہنچے ٹہرنے والے ٹہر گئے بڑہنے والے بڑہ گئے جنگل کی فضا

دیکھتے ہی غنچۂ دل کھلا سبزی کی لطافت نے آنکھونکو اک لطف ملا کوسون تک فرش زمردین نظر آیا دُرہای شبنم کو دامن خضر پر لوٹتا پایا گل خودرو سے صحرا کو بھرا دیکھا جوش طراوت سے خشک کانٹون کو بھی ہرا دیکھا

اشعار

تھا وہ میدان فرح بخش کہ باغ رضوان
اک طرف دشت فضا ایک طرف آب روان

کہین جھیلین کہین چتر کہین سبزہ کہین گل
بی تکلف تو کمال اور تکلف بالکل

قیس کی خون سے کانٹونکی زبانین گلگون
کوٹ رکھا تھا کہ ویرانی مین گنج قارون

خط گلزار کتی دیکھ کے جادی کی بہا
جھاڑیان وہ کہ ہو جھاڑیکی روش جنبش نشار

شجر بید کہین سرو لب آب کہین
سایۂ نخل کہین پرتو مہتاب کہین

کسی جانب کو چنار اور کہین لالہ اُگا
طرفہ وہ جیب مین جسپہ تصدق افلاک

ٹیلون پر مدار کے درخت اسطرح جیسے توسیکے خوانون پر گلدستے یا مستوالونکی پگڑیون پر طرے تحریک ہوا سے یہ اشعار از قدرت خدا عجب بار ہٹے ہیں ہوکے اوڑتے گمان ہوتا تھا کہ جنون کو بلند حوصلگی کی ولولے ہین عیار چالاک وطرار تبدیل ہیئت آسمانکی خبر لینے چلے ہین تو بہتر تھا راجو دیار انہون نے سوکھا نخل مراد اکسیر کی

بوٹی کا ہمزاد جھیلوں مین مرغابیان ہنڈبیان لطین قازین پیریان جسب اس
کثرت سے کہ پانی نہین نظر آتا ہے جب ہوا کے چلنے سے پانی ہلتا ہے اور موج
آتی ہے کنارہ چھپ جاتا ہے ڈوبی آباد ترائی گلزار ساحل پر بگلے کلنگ کبوتر
صحرائی بیشمار گولی بھر کے ٹپے پر ہرن چرتے غزال چوکڑیان بھرتے کسی طرف
چیتل پاڑے نیل گاؤ نظر آئے کچہ چرنے مین مشغول کچہ آدمیونکی آہٹ سے چونکنے
اور گردن اوٹھای ادہر درختونپر مرغان سحر کے چہچہے اودہر پہاڑ کی چوٹی پر چکورونکے
قہقہے گھوڑے میدان پاکر ہوا مین بہرے اچپلی کرنے لگے برچھون طرارے بھر بھر کر
اوترنے لگے ہر شہسوار نے باگ کا پودھا روک کر راہوار کی گردن پر ہاتھ مارا بس
بیٹا بس یہ کہکر چمکارا شاہزادہ عالیقدر نے کہا صاحبو نماز پڑہ لو پھر سیر و شکار مین
مشغول ہوجیو سنتے سوار اپنے اپنے گھوڑونسے اوترے اور زمین پر زین پوش بچھائے
خدمتگار شاہزادے کا بھی مصلی لیکر آئے سب نے آبجاری سے وضو کیا اور بکمال
تفریح فریضہ سحری بجا لائے تسبیحین پڑہین سجدہ آخر کیا سوار ہوئے اور گھوڑونکو پوقدی
پر رکھ لیا ناگاہ ایک ہرن جسکا معشوق کا ہرن سنگوٹیان سونیسے منڈہی

مخملی کارچوبی جهول پڑی چوکڑی بھرتا ہوا سامنے کچہ دور پر نظر آیا شاہزادہ دیکھتے
ہی بی اختیار ہو گیا اور بیساختہ یہ کلمہ زبان پر لایا شاید یہ آہو کسی شوقین کا پالا ہوا ہے
غفلت مین چھوٹ کر یہان آگیا ہے خبردار نہ اسکو کوئی تیر مارے نہ گولی لگائے
نہ کوئی شخص اسکے پاس جاے مین اپنے ہاتھہ سے اسے گرفتار کرونگا اور جناب عالیہ
کو جا کر دونگا رفیق تو سب ناتجربہ کار تھے نہ اس اسرار کو خود سمجھے نہ سمجھایا شاہزادے
نے گھوڑے کو قدم قدم بڑہایا قریب جاکر چاہتا تہا حلقہ کمان کا گردن مین ڈالدے کہ
ہرن نے چوکڑی بہری ساتھہ ہی اسنے بھی گھوڑا اوڑایا مگر کیا ہوتا ہے یہ ہوا کہ وہ ہرن
دو چار ہی جست مین رمنے سے باہر تہا غرض لگا کر لیچلا طرفۃ العین مین صید و صیاد
دونون آنکھون سے اوجہل ہو گئے رفیق گھبرا کر تعاقب مین دوڑے لیکن یہ وہ اسرار تہا
جسکا پتا ملتا ہر چند خاک اوڑائی مگر دونو کی ہوا بھی نپائی وزیرزادہ قمر طلعت اور
عیار سبک سیر زمنہ منظر العینی تلاش اور تجسس کی جا دیکو پہنچوڑا چرخ تفرقہ
انداز کا وار چل گیا یہ دونون اور طرف نکل گئے شاہزادہ اور طرف نکل گیا باقیماندہ
سب اپنی اپنی جگہہ پر حیران تہے آخر سرگردان ہو کر بہانسے پلٹے اور ہی مقام

پھر گئے تمام دن چشم براہ ہے کرب انتظار اور اضطرار سے انواع انواع طرح کے
صدمے سہے شاہد مقصود کی صورت نظر آئی نہ کسی طرف سے کچھ خبر آئی آفتاب
مغرب مین پہونچا دنیا تیرہ و تار ہوئی جدائی کی رات بال کھولے نمودار ہوئی اشعار

وہ شب تھی کہ ناگن بلا تھی کہ شام ۔۔۔ تھا نور کا نام کو جسمین نام ہا ہا
وہ ہیبت وہ جنگل وہ آفت کی رات ۔۔۔ کہو تو کہ آئی قیامت کی رات
سمر بار تھا اژدہا با فلک ۔۔۔ ستارو نپہ تھا نیش عقرب کا شک
دیا باد صرصر نے سبکو فشار ۔۔۔ زمین کی طرح ہلگئی کوہسار
ہوئی بجھکی خاموش شمع و چراغ ۔۔۔ گھٹے اہل ماتم پڑے دلمین داغ

کسی نے فریاد کی کسی نے گردش چرخ سے داد و بیداد کی کوئی بولا کل
بازپرس کا دن ہے اب عتاب سلطانی سے بچنا غیر ممکن ہے ہائے حضرت شاہزادگی کو
پوچھین گے تو کیا جواب دینگے شرمندہ و خفت زدہ ہو کر آنکھیں جھکا لین گے آہ
خورشید گوہر پوش کے مقدر مین تباہی تھی ہماری قسمت مین روسیاہی تھی
وائے تقدیر آسمان نے اچھی چال کی افسوس صد افسوس جان بھی گئی آبرو بھی گئی

بعضے بمقتضائے محبت درختون سے سر ٹکراتے تھے یہ بیان کرتے تھے اور آنکھون سے
خون دل بہلاتے تھے ہاے وہ آہو بڑا داغ دے گیا خدا جانے شاہزادی کو کدہر
لگا کر لے گیا ہے ہے ستم ہوا ہے ہے خوشی مین غم ہوا ہاے کیسی بلا مین گرفتار ہو گئے
ہے ہے شکار کھیلنے کیا آئے خود شکار ہو گئے بس تمام رات یہی ماتم رہا ہر شخص مبتلاے
رنج والم رہا صبح ہوتی روتے پیٹتے شہر کو چلے بکر اس ہیئت سے کہ گریبان دریدہ
سر کھولے چہرونپر خاک ملی جس طرح کسی پادشاہ کے جنازے کے ساتھ جلوسی
فوج ہوتی ہے اوس فوج کی یہ کیفیت تہی ہر ایک دم بخود تہا سکتے کا عالم تہا
تصویر کی صورت تہی سوارونکے سنان وترے قربوس پہ سر جہکے آنسو روان
نقیبون کو نالہ ورد زبان ڈنکے والے چوب سے انگشت بدندان نجیبونکی وردیان
سوگ کی نشانی مبیرو سامانی دلیل پریشانی نشان بردار سنان شقی نشانونکے
بند غرض خاک اوڑاتے ماتمی باجا بجاتے داخل دار الامارۃ ہوئے یہان پادشاہ کو
از روی پرچہ معلوم ہوچکا تہا عجب طرح کا حشر ہو رہا تہا کیا شہری کیا بازاری
جسے دیکھیے مصروف اشکباری نوحہ وشیون ہر طرف ہر گہر مین ماتم کی صف

صاحبات محل مین وقت کا جوش و خروش بادشاہ سکوت کے عالم مین خاموش
دستور اعظم حیران ہوتا تھا وہ اپنے بیٹے کے لیے جان کھوتا تھا سوار شتر سوار ہرکارے
چارون طرف گئی ہوئے تھے ایک ایک منتظر تھا کہ آہی کسی جانب سے تو کچھ خبر آئی
آخر سب ٹاپ ٹاپ کر پھر آئے روتے گئے مصیبت کی خبر لائے بادشاہ کو جب ہر طرف سے
یاس ہوئی سلطنت اور ملک داری ترک کی گوشہ گیر ہوا یعنے فقیر ہوا انتظام ملک
وزیر و نیر محول رہا سچ ہے جب وارث تخت و تاج نہو پھر سلطنت کا کیا مزا یہان تو
یہ صورت ہوئی اب سنیے کہ شاہزادے پر کیا گذری جاتے جاتے وہ آہو نظرون سے
پوشیدہ ہو گیا اوسوقت اسکی آنکھین کھلین اور ہوش ہوا کیا دیکھتا ہے کہ ایک
جنگل سنسان ہے نہ بوٹے عمارات نہ آبادی کا نشان ہے کوسون تک سناٹا ہے
نہ کہین چرند ہے نہ پرند کا نام ہے ہر طرف سے سائین سائین کی آواز آرہی ہے عجب ہو کا
مقام ہے گل بوٹے کا کیا ذکر خار و خس بھی نایاب سائے کے بدلے دھوپ ہے پانی کے
عوض سراب ہے آفتاب بالاے سر ٹھیک دوپہر ہے دھوپ آفت کی گرمی
قیامت کی لو چل رہی ہے زمین مثل خمیر رنگ بدل رہی ہے سنگریزے انگارے ہین

ذرّے شرارے ہین آسمان صاعقہ بار اور ہوا آتشبار ہے خاک اوڑ رہی ہے کہ
زمانہ دہوان دہار ہے کپڑے بدن پر وبال ہین سلاح مثل آہن جدا دلال ہین جہونکا
باد سموم کا آگ لگائے دیتا ہے زمین اسقدر گرم ہے کہ گہوڑا نعل در آتش ہے ہر بار
ٹاپ اوٹھا لیتا ہے شاہزادہ یہ عالم دیکہکر نہایت گہبرایا حواس اوڑ گئے کلیجہ منہ کو آیا
گرمی سے زہرہ آب ہوا شدت حرارت سے بیتاب ہوا پیاس کے مارے زبان مین
کانٹے پڑ گئے رنگ متغیر ہوا تیور بگڑ گئے ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا غش طاری ہوا
پانی کی جستجو مین گہوڑا اوٹھایا کبھی ادہر گیا کبھی ادہر آیا

زہی بزم دلچسپ پیر مغان
پرستان مین یہ تکلف کہان

یہ جلوے حقیقت مین ہین یادگار
یہ دلکش مرقع یہ نقش و نگار

لگائین ہین آنکھین نظر باز سب
پری ہے کہ شیشے مین بنت العنب

پیالہ ہے یا چشم مخمور ہے / صراحی ہے یا گردن حور ہے
عجب حسن و صورت کی تاثیر ہے / خوشا لطف جوشی بہی تصویر ہے
نگر نقش ارژنگ ایجاد کے / مرقع ہین مانے و بہزاد کے
وہ ساقی کی غمزے وہ عشوے وہ ناز / وہ رندونکی چشمک وہ سازش وساز
کسیکو نہین فکر نیکی بدی / نہی ہوشیاری نہ ہے بیخودی
ہوا ہی جو حسرتکدے مین گذر / مجھی بہی یہ مشرب ہی مدنظر
تمنا ہی اس دور مین جام کی / کہ پروا نہو ننگ اور نام کی
نہون رند مشرب قدح نوش ہون / رہون ہوش مین یا کہ بیہوش ہون
ذرا چشم انصاف ساقی ادہر / کہ بیخود ہون یہ صورتین دیکہکر
نہ بت بن اسا ہی حسن کی سرغنا / خدا کے لیے اپنا بندہ بنا

مصوران صورتکدۂ انشا پردازی نقاشان نگارخانۂ سخن طرازی چہرہ پردازان شبیہ خوش مقالی رنگ بر وطرازان تصویر نازک خیالی صورتگران ارژنگ تقریر رنگ آمیزان مرقع تحریر رنگ و روغن افسانہ نیرنگ نگار کو اس صورت سے

چہرۂ بیابان پر لگاتے ہین ناگاہ چاردیواری ایک باغ کی نظر آئی دیکھتے ہی
جان مین جان آئی روح نے تسکین پائی پھولون کی مہک دماغ کو بسانے
لگی گرمی مین ٹھنڈی بہشت کی ہوا آنے لگی قریب جا کر اور لطف اوٹھایا
دروازیکو مانند دیدۂ مشتاق کے کھلا پایا گھوڑے سے اوتر کر اوس بوستان جنت نشان مین
داخل ہوا اور نگاہ غور سے ہر طرف دیکھا سبحان اللہ عجب بہار تھی عجب رنگ تھا
باغ تھا یا نگارستان ارژنگ تھا پھول پتی نقش دلپذیر گل بوٹا تصویر بیل
بوٹی پرکار سے بنی ہوئی وہ سرخی کا خط وہ سبزی کی نازک تحریر دیتی ہوئی
چمن مرقع باغ و بہار نہال سایہ دار سرو شمشاد باقامت دلجو سرکھینچے اور دوہرے
گلاب کی ورق گونکی تشبیہین لاثانی سنبل موقلم بہزاد و مانی وہ سوسن کا رنگ
لاجوردی وہ لالہ کی سرخی اور سیاہی وہ گیندیکی زردی چاندنی کا سفید
تمام باغ پر چادری گل بیضا کی ہر ورق پر تفسیر بیضاوی تنا و قرآنی سطح کی
آفتابی وہ کلغی کی بیرخی وہ نرگس کی چشم نیم باز وہ شبو کی بجائی صورت وہ
کیتکی کا انداز وہ گلو نگار نگ کا لنا وہ پا صبا کا روغن قاز منا بیلی چنبیلی کی چھبنی

خوشبو شاعرونکی نازک خیالی بڑہانے والی دارلبست کی تاک سیاہ قلم کی
یاد دلوانے والی وہ انگریزی پہولونکا نیا رنگ نرالا ڈہنگ کوئی شوخ رنگ
کوئی نیم رنگ طاؤس طنّاز بلبلین زمزمہ پرداز گلونکے عکس سے آبجو کے دونی
بہار ہرطرف پیرایہ گلشن ہرسمت سرجوشی لالہ زار یہ معلوم ہوتا تہا کسی مصور نے
خدائی کا دم مارا ہی آئینہ طلسم بہشت کا چربہ اوتارا ہی اور گرد باغ کے گنگا جمنی
چار دیواری جسمین جواہر کی مرصع کاری چارون کونون پر چار برج یشب کافوری
کے وہ بُرج ڈلک کہ جنپر نگاہ پہسل جاے اونکی چمک دمک دیکہکر آفتاب آنکہہ چرائے
وسط صحن مین الماس کی بارہ دری نور وتجلی سے بہری درونمین کاشانی مخمل
کے زردوزی پردے پڑے عیاذاً باللہ سطر پردہ عرش سے بہی چار ہاتہہ بڑہے
وہ سلطانی بانات کا سائبان جسپر چرخ اطلس کا گمان جسکی چوب زر پر نگیرہ مغرق
بصد آب وتاب بجای خود آفتاب اورجہین سونے کی شعاع آفتاب اوسمین جہالر
موتیون کی وہ نایاب جسکو دیکہکر ابرنیسان آب آب سامنے ایک حوض پکہراج
کا چشمۂ خورشید کا جواب بلکہ چشمۂ خورشید کو بہی اوس سے حجاب وہ لعل رمانی کی

ٹپریان وہ یاقوت احمر کی لب گردان وہ ستہرا ہوا پانی جسمین لطافت آب
زندگانی صفائی کا یہ حال کہ منہ نظر آئے ہزار تہ کی بات ہو مگر کہل جاے وہ سطح
آب تہا صانع نے اپنے کمال کا اظہار کیا تہا اوس حوض مین جو ٹپریان جوا ہر
کی پڑی تہین تو آئینہ جوہر مین لگا دیا تہا فوارے چہوٹ رہے تہے دیکھنے والے
مزے لوٹ رہے تہے ازبسکہ چارطرف جوش لالہ وریحان تہا حوض بہی وہ بہار
دیکہکر اوصاف مین تر زبان تہا تحریک ہوا سے جو نہالونکو جہومتا پایا پانی
بہی بیساختہ وجد مین آیا ہرچند شاہزادے نے جسدن سے آنکہہ کہولی تہی
ہزار ہا مکان شاہانہ دیکہہ چکا تہا مگر اس عمارت لاجواب کو دیکہکر بہک رہ گیا
عقل دنگ ہو گئی بہوک پیاس جاتی رہی ناگاہ برج مغرب سے ایک صدا جانفزا
آئی جسکے سننے سے روح بیچین ہو گئی کان لگا کر جو سنا تو معلوم ہوا کوئی شخص
بلحن داودی قرآن پڑہ رہا ہے آواز کیا ہی اعجاز ہے قرات کیا ہے قدرت
خدا ہی عجب وقت ہی عجب سماں ہی تمام باغ گونج رہا ہے بے اختیار دل اوس
صاحب دل کا اوس آواز پر کہنچا بیتابانہ زینے کی راہ سے برج پر پہونچا دیکہا

کہ ایک پیر مرد روشن دل باروے نورانی بساط سلیمانی پر بیٹھا مصداق
افضل قرات القرآن نظراً تلاوت مین مشغول ہے توجہ خاطر شاہ رجوع قلب
قرات و فصاحت گواہ حسن قبول ہے ہر آیہ پر وقف تہلیل ہی منزل اپنی توحید کا
دم بھر رہا ہے قرآن کیا پڑہتا ہی گویا خدا سے باتین کر رہا ہی صورت سے رعب
و جلال پیدا ہے چشم و ابرو سے عظمت و شوکت ہویدا ہے سامنی مصحف زردان
بالای سر ایک خادم مہذب مگس ران شاہزادہ وہ لب و لہجہ دیکھکر متحیر ہوا العالم محویت
جہان پہونچا تہا وہین رہگیا پیر مرد نے جب تلاوت سی فرصت پائی اور سکیطرف
آنکھ اوٹھائی اسنے تسلیم کی اوسنے دعا دی کہا آیئے تشریف لایئ میزبان
نے مہمان کو اپنے پاس بلایا اور بکمال تکریم بیٹھ آیا ازراہ کشف سرگذشت
کے پتے دیے اسرار نادیدہ بیان کیے نہایت تشفی کی بہت سی تسلی دی
اس تقویت سی شاہزادے کی خاطر پریشان جمع ہوئی تعریف و توصیف
مین اوس بزرگ کی زبان کہولی شاہ صاحب نی خادم سے اشارہ کیا او
رمز شناس نی طعام بہشت لاکر دستر خوان پر چن دیا درویش حقیقت کیش نے

کہا بابا فقیر محتاج شکستہ خاطر ہے تکلف بر طرف ما حضر حاضر ہے شاہزادی نے گردن جھکالی اور وہ نعمت غیر مترقبہ نوش کی غرض کھانا کھایا پانی پیا اور شکر خداوند عالم کیا پیر مرد نے کہا اگر کسل راہ سے طبیعت سست ہو تو آرام فرمایئے نہیں جا کر گلگشت باغ کیجیے دل بہلایئے جس جگہہ کی چاہیے سیر کیجیے اختیار ہے لیکن ایک مقام کچھ اسرار ہے یعنی بارہ دری کا پردہ نہ اوٹھایئے گا وہاں تشریف نہ لیجایئے گا شاہزادی تو مشتاق سیر تھا اوس ارشاد کو تسلیم کیا اور برج کے نیچے اوترا اشعار

وہ بارہ جو کی بوستان نظیر
ہوا اور ہی کچھہ سمان جلوہ گر

تمازت مین گلگشت گلشن بخیر
خوش ہے کہ ہے دن ٹہلی لطف سیر

وہ سرخی شفق کی گلون کی بہار
فلک لالہ گون اور زمین لالہ زار

وہ سبزہ فدا جسپہ بالِ ہما
خوش آئندہ گل آب جو خوشنما

کہین بلبلون کی ترانونکی دہوم
کہین طائران چمن کا ہجوم

نہ سردی نہ گرمی نہ سایہ نہ دہوپ
درختون پہ جوبن نہالون پہ روپ

وہ چلنا ہوا کا زیادہ نہ کم
چٹکنا شگوفون کا وہ دمبدم

کہین مائل رقص طاؤس مست | کسی جا گل و لالہ ساغر بدست
وہ سامان تہا یادگار بہشت | حضور نظر تہی بہار بہشت
اور اک سمت بارہ دری کی وہ شان | پرستان کا ہوتا تہا جسپر گمان
حقیقت تو یہ ہی وہ بارہ دری | اکہاڑے کے اندر کی تصویر تہی

المختصر دن سیر اور تماشے مین تمام ہوا وقت شام ہوا ساری باغمین خود بخود روشنی ہوگئی گل چاندنی کہلی ہر طرف چاندنی ہوگئی مہندی کی ٹٹیان روشنی کی ٹٹیان بنگئین پہولون نے ستارون پر چشمکین کین شاہزادہ نے دل مین کہا یہ طرفہ عجائبات ہے اللہ اللہ کیا دن تہا کیا رات ہے سبزہ سورج کی کرن ہے ہر شجر شجرۂ وادی ایمن خوشے انگور کے عقد پروین ہر شمشاد فانوس زمردین کانٹے ہلال شگوفے ماہ باکمال پتیان جگنو کی طرح چمکتی ہین بجلی کوندتی ہے یا ڈالیان لچکتی ہین نہر کے گرد عجب تجلی کا سمان ہے آئینہ مین باغ کہلا ہے پانی مین چراغان ہے حباب قمقمی موجین شمع طور زمین سے آسمان تک اور علی نور شام پر صبح کا گمان ہی شب برات کی آرائش لغو روز کا

سامان ہے طائر آشیانون سے باہر نکلے آتے ہین مرغ سحر چہچہاتے ہین
خورشید گوہر پوش یہ سیر دیکہتا قریب بارہ دری کے پہونچا وہان سب سے زیادہ
تکلف تہا ہر چند پردے پڑے تہے مگر مضمون در پردہ سامنے ہاتہ باندہے کہڑے تہے
وہ پردے آنکہون کے پردے تہے یا دیدۂ اہل بصیرت یا آئینۂ تصویر کہ حجاب اونکا حاجب
نگاہ نہ تہا بس سوا حکم شاہ صاحب کے اور کوئی سد راہ نہ تہا نمایش کا عجب قرینہ تہا
تمام حال آئینہ تہا بارہ دری دلہن تہی وہ حجاب گہونگہٹ تہا دیکہنے والون کا دل
اولٹ پلٹ تہا یا نقاب یوسفی سے نور طلعت نمودار تہا یا مراقبۂ ارباب کشف سے
جلوۂ اسرار تہا وہ شیشہ آلات کا نور وہ تجلیونکا ظہور وہ روشنی سہانی وہ آرایش
شہانی سب طرح یہ کہ پریونکا مجمع جمیلی صورتون کا مرقع شاہزادہ کہ یہ کیفیت دیکہکر
بیخود ہوگیا مطلق شاہ صاحب کی ممانعت کا خیال نہ رہا بے تکلف حجاب
اوٹہا دیا بالمشافہ جا کر اون صورتونکا نظارہ کیا کیا دیکہتا ہے کہ حسینین
نازنین جہرمٹ کیے کہڑی ہین اللہ رے حسن کہ نگاہین قدسیون کی لڑتی ہین
مگر ایک عالم حیرت ہے ہر شخص تصویر کی صورت ہے نہ کوئی اپنی جگہہ سے سرکتی ہے

نکسی کی پلک جھپکتی ہے پیچھین ایک نوجوان سارے مرقع کی جان عجب شان
دکھا رہی ہے عبیر کا کیا ذکر ہمجنسون کو دیوانہ بنا رہی ہے حسن اوس لعبت دلفریب کا
سب پر بالا ہی وہ چاند ہے اور دو سہیلونکا ہالہ ہے وہ بھولا بھولا مکھڑا وہ پیاری
پیاری صورت وہ آئینہ رخسار بی زنگ و بی کدورت سادگی مین لاکہ طرح کے
بناؤ خودداری مین ہزار طرح کا تپاو خاموشی مین گویائی کا انداز لب ہای اعجاز
آنکھین سحر ساز خندہ زیر لب سے تبسم پیدا سکوت سے تکلم ہویدا وہ گدرایا بدن
وہ ابھرا ابھرا جوبن حور کیصورت پریکا پیرایہ بتونکی طرح حسن خداداد حصے مین آیا
سر سے پاؤن تک سب عضو سانچے مین ڈہلے قیامت کی کیا مجال کہ اوس قامت
سے بڑھ چلے شاہزادہ یہ عجائبات دیکھکر حیران ہوا نہایت پریشان ہوا کہا
الٰہی یہ کیا ایجاد ہی یہ بت ہین یا پریزاد ہین یہ قالب عجب قالب ہین خدا جانے
مطلوب ہین یا طالب ظاہر مین چپ باطن مین گویا مجاز کی پتلیان حقیقت
کی جویا یہ سب سرمست بادہ سرخوش ہین سخت حیرت ہی کس وجہ سے خاموش ہین
اسمین کچھہ نہ کچھہ اسرار ہے شائد انہین کسی کا انتظار ہے دیکھون کون آتا ہے

مقدر اب اور کیا دکھاتا ہے غرض دیر تک سکوت کے عالم مین کھڑا رہا
ورطۂ حیرت مین پڑا رہا لیکن باوجود این انتظار بعید صدای برخواست نہ ندای برنامد
بالآخر دلکو ٹھہرایا اور قدم جرأت بڑہایا قریب جا کر بے اختیار اوس صدر محفل
کے مُنہ پر مُنہ رکھدیا اور غور سے ملاحظہ کیا اب دیکھا تو معلوم ہوا کہ نہ پری زاد ہے
نہ بنی آدم ہے صنم کدۂ چین کا ایک رعنا صنم ہے مگر دل سے آواز آئی کہ یہ نقل
دراصل وجیہ ہے بے شبہ یہ کسی کی شبیہ ہو اور سب اسی جلسے کی نظیرین ہین
یہ اسکی ہمجلیسونکی تصویرین ہین واللہ اعلم یہ اس باغ کی مالک و مختار ہے
قاف کی تاجدار ہے مگر تنہائی مین کس سے استفسار کرتا کون تھا کہ اس راز
نہفتہ کا اظہار کرتا اوسی وارفتگی کے عالم مین اوس صورت ناآشنا اور معنی آشنا
کیطرف متوجہ ہوا گردن مین ہاتھ ڈالکر لب برلب اور سینے پر سینہ رکھکر کہا
ایجان جان ای غارت گر دین و ایمان اب تاب و توان عاشق رنجور اور صبر و
قرار دل ناصبور کچھ اپنا حال کہہ قریب ہی کہ دم میرا گھٹ کر نکل جای خدا کیلیے
چپ نرہ للہ دل لیے دل ملا زبان سے زبان لڑا آنکھ سے آنکھ چار کر ارے ظالم

جسطرح مین تجھے پیار کر رہا ہون تو بھی مجھے پیار کر کبھی اوسی حالت مین منھ
پر منھ رکھکر پکارتا تھا کبھی اون سخت سخت چھاتیون پر ہاتھ پھیر کر اپنے سینے پر تھپ
مارتا تھا غرض دل ہی دل مین بوس و کنار کے مزے اوٹھاتا تھا بلکہ نشۂ شراب
جوش مستی سے بیچین ہوا جاتا تھا کبھی دم سرد بھرتا تھا کبھی شعر پڑھکر تحسین کرتا تھا

چپ ہو کیون کچھہ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے	آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کیواسطے
پاس رسوائی کا دونون جانب سے شرط ہے	مین تمہین تم مجھکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

مگر وہ سنگدل کب زبان کھولتی تھی سب کچھ سنتی تھی مگر منھ سے نہ بولتی تھی
صورت سے لگاوٹ کا اظہار تھا ہر بات پر اس شعر کا اشعار تھا **بیت**

بفکرم ہیچ مضمون بہ ز لب بستن نمی آید	خموشی معنئی دارد کہ در گفتن نمی آید

الحاصل جب کسی طرح اوس راز نہفتہ کا سراغ نہ پایا کف افسوس ملتا پڑا سے
باہر آیا دلمین تجویز کی کہ یہ اسرار شاہ صاحب بیان کرینگے اس مشکل کو وہی
آسان کرینگے یہ سوچ کر پھر وہان پہنچ گیا اور حضور پیر مرد سر جھکا کر بیٹھا شاہ صاحب
نے کہا کیون کیا حال ہے کیا فکر ہے کیا خیال ہے کبھی گلگشت کا لطف اوٹھایا

اب کونسا گل کھلایا غمگینونکی صورت نہ بنایئے ذرا گردن اوٹھایئے فقیر سب
جانتا ہے بندہ یہ تیور پہچانتا ہے واہ رے بچپن اسدر نا تجربہ کاری نے بیخودی
خوشنابی اختیاری وہان باپ کی نصیحت نمانی ٹہنکار کی دُہن مین جنگلون کی
خاک چہانی یہان فقیر کا کہنا خاطر مین نہ لائی سیر کو گئے جا لنسے سیر ہو کر آئی ہیجڑے
سن رسیدہ کی بات مانتے ہین با بزرگونکے قول کو آیت و حدیث جانتے ہین
ہمنے اول ہی باصرار کہدیا تہا کہ بارہ دری مین کچھ اسرار ہے اب دل گرفتہ
ہونا بیکار ہے اور ضرر ہے ایک تو کہنا نمانا دوسرے یہ کہ اوس تصویر کو کسی کی
شبیہ جانا اب صورت فرضی کا اشتیاق ہے بوجہ صدمہ فراق ہے صاحبزادے
خدا خدا کرو خبط کی دوا کرو معاذ اللہ بتونپر عاشق ہونا اور بحالت کفر جان کہونا
شاہزادے نے آبدیدہ ہو کر کہا حضور اگر اسکا پتا نپاؤنگا تو یقین جانیے ابہی
سر پٹک کر مر جاؤنگا آپکو قسم ہے اپنی ملت و مذہب کی سچ بتایئے کس کی تصویر ہے
اب مجہ خانمان خراب کی جان بچنے کی یہی تدبیر ہے پیرمرد نے کہا استغفر اللہ جسکا
اندیشہ تہا آخر وہی ہوا کہا سنیے ملک مغرب مین ایک شہر یاقوت نگار ہے وہانکا

یاقوت شاہ نامی ایک شہریار ہے وہ جو بادشاہ ہے یہ اوسکی نورنگاہ ہے
اسکے حسن کی پرستانمین چرچے رہتے ہین اسے ملکۂ مہ جبین یاقوت پوش
کہتے ہین شاہزادہ بولا مین پہلے ہی سمجھا تہا شکر ہے مظنہ میرا باطل نہوا آخیر شعر

سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب	ہر چہ آید بر سر من یا نصیب

پیر مرد نے کہا وہ محل وہ ہے جہان ہوا کا گذر نہین وہان آفتاب و ماہتاب
کو تاب نظر نہین انسان کو چاہیے اپنے حد سے نگذرے دعوی بیجا نکرے ادعای
امر خلاف قیاس و ناممکن عین نادانی ہے انجام کار ندامت و پشیمانی ہے
قطع نظر اسکے جسے نادان اپنے زعم مین عشق سمجھے ہین وہ سودای خام ہے یہ کام
ہمیشہ ناتمام ہے یہ سودا نے سود یہ نیو دبی بو دہی یہ دشمن نام و ننگ ہے یہ ہزار رنگ
نیرنگ ہی یہ تیر دل دوز ہے یہ شعلۂ جانسوز ہے اس سی آبرو پر حرف آتا ہے
اس سے نام وضع مٹ جاتا ہے یہ بہانۂ مرگ مفاجات ہی یہ پیمانۂ بزم خرابات ہے
یہ بدنامی اور رسوائی کی دلیل ہے بوالہوس ہمیشہ ذلیل اسنے فرشتون کو
کنوین جہکائے اسنے زاہدونکو کفر کے رستے بتایے اسنے عاقلونکو دیوانہ بنایا اسنے نیکونکو

بیگانہ بنایا مجنون کو بیابان مرگ کیا فرہاد کو حکم کوہکنی دیا یہ صورتین
شہد سیرت مین زہر ہے یہ بندہ ونکے حق مین خدا کا قہر ہے ہان جنکے دلمین
حقیقت کی محبت بسی ہے اون لوگون نے عشق پر کمر کسی ہے وہ عشق
عشق مولے ہے یہ طریقہ البتہ افضل و اولے ہے بتون کی الفت مین ایمان کا
زوال عزت کا نقصان ہے اللہ کی محبت مین دین کا استحکام آبرو اور شان ہے
عشق مین تین حرف ہین اور ہر حرف مشعر حقیقت عین سے عبادت شین سے
شغل قاف سے قناعت جسکی اس رمز سے آگاہی ہے وہی حقیقت آگاہ ہے عالم اسباب
مین سب دنیا کا اسباب ہے اسکا آرزومند برباد و خراب ہے مآل اندیشی ضرور ہے

جہالت [illegible] دوستو شعر	دنیا پہ خاک طالب دنیا پہ خاک ہے
عشق خدا کرو کہ وہ سب سے پاک ہے	کہ عشق جو دنیا دارو نپر آفت لاتا ہے

نا تجربہ کارون کو صحبت مین پہنچاتا ہے اسے خدا کہتے ہین حق دوست کسی
دوست ہین دنیا و مال دنیا شوہر کش ہے جسنے ہزارون کی جان لی
اسکے ہاتھ سے کسے راحت ملی یہ عجب بیوا ہے غضب فتنہ ہے ہر روز نیا آشنا

کرتی ہے ایک کو چھوڑتی ہے دوسرے پر مرتی ہے بدکاری کی فکر مین مستی کی
جہل مین آج اسکی گود مین کل اوسکی بغل مین اسکے عاشق دربدر کی ٹھوکرین
کھاتے ہین ہزارون طرحکی ذلتین اوتھاتے ہین عورتین شوخ چشم معشوق
فراخ اسی کے ہم فن ہین انکے بھی یہی طریقے ہین یہی چلن ہین عیاری
انکی سرشت ہی مکاری انکی سرنوشت ہی انکے مکر کا ذکر قرآن مین آیا ہے

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ خدا نے فرمایا ہے

شوخیان حسن کی یہ دکھاتی ہین	دام مین کاکل خمدار کے لاتی ہین
لوٹتی ہین وے خواہان جسے پاتی ہین	رات دن چاہنے والی کو ستاتی ہین

خاتمہ انپہ ہے دنیا مین جفاکاری کا
خوب آتا ہے طریقہ انہین عیاری کا

پہلے عاشق کو لبھاتی ہین سمجھکر نادان	پھر وہ کرتی ہین وہ تیری کہ نہین جسکا گمان
انکی الفت پہ محبت پہ نہ بھولی انسان	کسکو پھل انسے ملا کس کی بر آئی ارمان

غنچۂ خاطر افسردہ نہ کھلتے دیکھے

سیکڑون صاحبدل خاکمین ملتی دیکھی

لیلے نے مجنون سے کیا وفا کی یہ دیوانہ ہوگیا اوسے وحشت بہی نہو گی فرہاد نے
تیشہ سے سر پہوڑا شیرین نے خسرو کو چہوڑا ایسی بیوفاؤن سے خدا واجب ہے اِس
ارادے سے درگذر واجب ہے یہ راہین پر فریب پرپیچ ہین دنیا کے عاشق بہی
ہیچ ہین معشوق بہی ہیچ ہین ایک تو معشوقونکی بیوفائیان باعث رنج و
ملال ہین دوسرے یہ کہ خود مورد زوال ہین بزم افروزی شمع رات کی رات
ہی صبح ہوتی اندہیرے ادہر دیکہی ہوئی پڑی ہے اودہر پروانونکی خاک کا
ڈہیر ہے بلبل جی بہر کے دیکہنے نہین پاتی ہے کہ بہار گلونکی خزان ہو جاتی
ہے غرض نقش و نگار ہستی بے بقا نقش بر آب ہین یہ ذرے ملے ہوئے ہین
پستاری حباب ہین انہین یہ الہوسون مین بہت سے ایسے عاشق ہین کہ انہین
معشوق تک رسائی دشوار ہے نہ مرنے پر قابو نہ جینے پر اختیار ہے چکور چاند کے
عشق مین انگارے کہاتا ہے اور حسرت سے آسمان کی طرف دیکہکر رہجاتا ہے طاؤس
ابر کی ہوا خواہی مین بیقرار اور ابر ہوا کے گہوڑے پر سوار المختصر یعنے حسرت وصال مین

زار و نحیف ہے باوجود نزدیکی دور ای نوجوان مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے
فقیر دوست نہ سمجھتا ہے اس نقش باطل کو صفحہ خاطر سے دھو ڈال اس حسرت بیجا کو
دل سے نکال ای مدہوش و بیہوش کہان تو کہان ملکہ مہ جبین یاقوت پوش نولاج
پرستان میں بنی آدم کا جانا معلوم اور بالفرض اگر پہونچا ہے تو گوہر مراد کا ہاتھ آنا
معلوم اس راہ مین سیکڑون منزلین جانگداز ہین ہزارون مرحلے روح فرسا ہین
کہین دن ہے کہین رات ہے کہین عالم نیرنگ ہے کہین طلسمات ہے بیٹھے بٹھائے
خاک چھاننا مشکل کو سہل جاننا کونسی دانائی ہے تصویر دیکھکر دیوانے ہوے ابھی سے
بیگانے ہوئے یہ کیا دل مین آیا ہے کیا سمائی ہے شاہزادہ نے کہا حضور کا ارشاد بجا ہے
میرے فہم کی خطا ہے مگر آپ انصاف فرمائین بشر باوجود اختیار مجبور ہے میرا قصور نہین
بشریت کا قصور ہے گستاخی معاف جس دل پر عشق کی تاثیر نہین وہ پتھر ہے
انسان بے مذاق جانور سے بدتر ہے نبی ولی قطب امام اس سے خالی نہین
یہ اسرار یہ اکسیر جالی نہین مگر بہ الامتیاز گونہ امتیاز ہے فقط فرق حقیقت
و مجاز ہے لیکن مجاز حقیقت کا زینہ ہے ڈانک ہے وہ نگینہ ہے اول لفظاً ہے

نازیبا ہی مختصر یہ ہے کہ گنہگار پیشتر عشق مجازی سے دلکو گداز کرتا ہے دیکھون اس
مرحلے مین قدم ٹھہرتا ہی یا نہین ٹھہرتا ہی پہلے یہ کڑیان جھیلونگا سختیان اوٹھاؤنگا
بعد ازین انشا اللہ بزرگونکے فیض صحبت سی جادۂ حقیقت پر آجاؤنگا دیکھیی تو پردۂ
غیب سی بفضل اللہ کیا ظہور مین آتا ہی بشر پر جیسی پڑتی ہی ویسی جھیل جاتا ہی بیت

بهر کاری که همت بسته گردد	اگر خاری بود گلدسته گردد

پیر مرد نے کہا ماشا اللہ کیون نہو ہان مہربان مؤید من اللہ ہو جو جی چاہی کہو مین
آپکی فصاحت و بلاغت کا قائل ہوا سر مطلب اور اصل مدعا حاصل ہوا جو صورت
آج نظر آئی ہے مینے اسکی اپنے مرشد سی خبر پائی ہے یہ گفت و شنود برای امتحان تہی
بلکہ مزید ایقان الحمد للہ چشم مشتاق پر نور ہوئی کلفت انتظار دور ہوئی آپ حقیقت
آشنا ہین آپ طلسم کشا ہین رہائی چند بندونکی آپکی توجہ پر موقوف ہی یہ وجہ ہے
کہ طبیعت حق طلب اس طرف مصروف ہی اوسکی قدرت کی عجب کارخانے ہین
کار برار کیلئے ہزارون بہانے ہین اس پردے مین تعلق خاطر کی ضرورت تہی سبحان اللہ
حل مہمات کی یہ صورت تہی ای شہزادۂ عالی حشمت سلیمانی مبارک وعوے

صاحبقرانی مبارک مگر ذرا فقیر کے مرشد کا مزار بہی دیکہہ لیجیے اول خاکسار ونکے
ڈہیر پر قدم رنجہ کیجیے وہ اللہ والا بہی نہایت آپکا مشتاق تہا از بس شوق تہا
از حد اشتیاق تہا اگر آج وہ بزرگ زندہ ہوتا تو کسقدر خوش ہوتا افسوس حسرت
دید و دیدار دلمین لے گیا ہنگام رحلت جہان اور سب اسرار تعلیم کہی آپکے بہی
پتے دیے اگر وہ اولو العزم آنکلے تو ہماری طرف سے بہی یاد اللہ کہنا اور جب تک
وہ صاحب کرم کرم کری بدل سرگرم مدارات رہنا شاہزادے نے کہا مین
آنکہون سے اوس بزرگ کی زیارت کو چلونگا مین اوس ولی اللہ سے فیض روحانی
لونگا پیر مرد بولا زمانہ اوس اہل اللہ کے فاتحہ خوانی کا جسے عرف عوام مین
عرس کہتے ہین بہت قریب ہی جلسہ قابل دید ہے یہ لطف بہی عجیب و غریب ہے
اگر ایک ہفتہ توقف کیا جاے تو وہ زمانہ بہی آجاے شاہزادی نے بدل اقرار کیا
اور اپنے بہی ذوق شوق کا اظہار کیا شاہ صاحب نے کہا بسم اللہ اب آپ خانقاہ جمالی
مین مقام کرین وہان جاکر استراحت فرماوین آرام کرین یا آپکا تشریف رکہنا
باعث شگفتگی خاطر تہا فقیر کے ذکر و شغل مین فرق آنیگا وہ ندیدگان جاں نثار تہا

خورشید گوہر پوش نے کہا مجھے آپکی تکلیف منظور نہین وہ برج بھی تو کچھ دور نہین
قایم بندہ توجہ خاطر نزدیکی و دوری پر نہین موقوف ہی جو اسکا پابند ہی وہ نہایت
بیوقوف ہی امیر ہو یا غریب ہو دل سے قریب ہو پیر مرد بولا یوہین ہی اسمین کچھ
شبہ نہین ہے یہ کہکر خادم سے ایما کیا وہ صاحب تہذیب شاہزادی کو برج شمالی مین
لے گیا وہ برج کیا تھا گویا خورشید منزل تھا یا عارفونکا خانۂ دل صفائی مین
لاجواب تجلی مین آفتاب ظاہر مین مختصر باطن وسیع پر تکلف پر فضا ہوادار صحن فرش
کل چیزین ضرورت کی مہیا حریر و دیبا کے پردی لطیف سندس و استبرق کا فرش
زیبا تصویرین نفیس مرقع شیشہ آلات ستہرے آئینہ مسہریان چھپر کھٹ دنگل کرسیان فرش
بقرینہ مکان دار خدمتگار منتظر احکام شاہانہ احتشام امیرانہ اہتمام شاہزادہ حسین
انتظام دیکھکر نہایت مسرور ہوا صد عزت اور غبار کلفت ہر ایک کے دل سے
دور ہوا ابھی آتے ہوئے دیر نہوئی تھی کہ وہین خادم سات خوان توری کے لایا
اور خدمتگارون نے بھی لطف خدمت گذاری دکھایا کوئی سلفچی لایا کوئی
آفتابہ لایا کسی نے ہاتھ دہلوایا کسی نے دسترخوان بچھایا آبدار صراحی جھرنا

تہالی جوڑ لیکر سامنے استادہ ہوئے غرض سب اپنے اپنے کام پر مستعد اور آمادہ ہوئے شاہزادہ ذی نعمت خانے مین بیٹھکر خاصہ نوش فرمایا بعد فراغ گلوریان سونے چاندیکے ورقونکی آئین حسن محفل آیا مگر تعلق خاطر نے دن کو تڑپایا اور راتون کو جگایا آخر بہزار مصیبت ہفتہ گذرا اور عرس کا دن آیا فقط

پلا جام ای پیر مغ خم کی خیر | فقیرونکا میلہ ہی رندونکی سیر
بہار آئی بدلی ہوا رُت پھرے | یہ ہی دور یا نقش گرداوری ہے
قمری بس ہین اب حال او قال کی | ملا ہی یہ دن بعد اک سال کی
زہی عرس ہی میکشون کا ہجوم | تری دم سی ہی لبق جابجہ دہوم
کوئی رند ہے دست بوس سبو | کوئی جام سے لب بلب دو بدو
کسیکی صراحی کی گردن مین ہاتھ | کوئی ساقی مست کی ساتھ ساتھ
صدا عشق مولی کی ہے چارسو | کہین شور قلقل کہین ہای ہو

نئی رنگ ہین ہر قدح خوار ہی — عجب بسیر ہی طرفہ اسرار ہی
زرا دیکھہ آزاد صفون کی سج — فقیرونکی باتین ہین مستون کی دہج
یہ وہ راہ ہی جسمین ہی بہول چوک — رہی سب سی جاری طریق سلوک
لنڈہی مے کہ ہے مجمع اہل درد — یہ دعوت تو ہی فرض ای پیر مرد

قوالان مجلس عرس معجز بیانی غزل سرایان صوفی خانہ رموز دانی مجذوبان کمند پیچ وتاب بفکر سخن سرائی سالکان راہ باریک نازک ادائی مستان بادۂ معرفت اسرار مدہوشان شراب حقیقت اسمار ہو حق سرائیدگان حلقہ تحریر یاہو گویندگان سلسلۂ تقریر سامعان غنای بلاغت مستمعان سرود فصاحت مریدان خانقاہ فقرہ پردازی مرشدان عبادتگاہ مضمون طرازی نغمۂ توحید اس داستان کرامت نشان کو بزم مشتاقان بیان مین اسطرح اداکرتے ہین خورشید گوہر پوش ہر روز بعد نماز صبح شاہ صاحب کے سلام کو جاتا تہا اور کچہہ دیر بیٹہکر پہر آتا تہا بعد ایک ہفتی کے جو شاہزادہ سلام کو آیا شاہ صاحب نے فرمایا بابا فقیر نے جس روز کو کہا تہا وہ یہ روز ہے ہمسے بنیاد نکو یہ روز نوروزہے آج مرشد کا

ویسے ہی اور فاتحہ خیر ہے فقیرون کا میلہ ہے امیرونکی سیر ہے باورہ دریکی
پشت پر اصطبل ہے وہان تکلیف فرمایئے جو گہوڑا پسند آئے اوسپر سوار ہو جایئے
زندگی را عشق خدا نے یہ دن دکہایا آپ تشریف لے چلیے فقیر بہی آیا شاہزادے
نے کہا مین تو اس دن کا منتظر تہا بہت خوب بہت مبارک بہت اچہا یہ کہکر اوٹہا
اور اصطبل مین گیا ایک اسپ خوش خرام پسند آیا سئیس فوراً کس کسا کر ساز
ویراق لگا کر تہان سے باہر لایا شاہزادہ سوار ہوا ہر ایک اہل دل وہ حشمت
ہیمہ او ربا ہمہ دیکہکر ہزار جان سے نثار ہوا سے خرامان خرامان سواری چلی

کبہی تو کہ بادِ بہاری چلی — وہ گلگون وہ موسم چمن زار کا
وہ جلوہ مہ و مہر و سیار کا — وہ رہوار جم جم کی سے بجنے لگی ٹاپ
کہ طاؤس طنازتنے لگے — اوڑائی صبا نے گلون کی شمیم
لگی لوٹنے ہر قدم پر نسیم — نظر پر وہ دلکش ادائین چڑہین
وہ توسن ٹہہی یا امیدین ٹہین — اللہ اللہ وہ جریدہ سواری تہی

یا قدرت باری تہی چار طرف قدسیونکی نگاہون کا ہجوم تہا دلون سے خوشا

اور روی زمین سے نقش قدم معدوم تہا تعیناتی خدمتگار خوش قطع
خوش وضع طرحدار آگے آگے روان گلے مین محمودیکی چنی ہوئی چپکن سپید
گہیردار گل انار پگڑیان وہ جالی لوٹ کی رومال جنپر دل لوٹ پوٹ
وہ کپاسی پیازی رنگ وہ اودی اودی گرنٹ کی گوٹ اونسے کمر کسی ہوئی
اور ڈیرہ گرہ دی ہوئی جنسے یہ سواریکی شان دیکہی دیکہتا رہگیا ہر شخص کو
حیرت ہوئی ہر شخص کو سکتا ہوا ایک دوسرے سے پوچہتا تہا کیون بہائی یوسف
کا بہی ایسا ہی جمال تہا حضرت سلیمان کا بہی یہی ٹہاٹ کا جاہ و جلال تہا اللہ اکبر
ایسے بہی بندہ خدا ہین یہ طرز اور یہ انداز سب سے جدا ہین تصویر رفتہ رفتہ درگاہ
نمودار ہوا فضای صحن بہشت آشکار ہوا جدہر آنکہہ اوٹہائی قدرت خدا نظر آئی
وہ بازار رین آئین بند وہ دیسپرا ہین وہ کوسون تک بچہی ہیں سرچی بارگا ہین
دنیا دنیا عالم عالم ہجوم خاص و عام سیدنی کی کثرت تماشائیون کا اژدہام
ہر قسم کی دوکان ہر طرحکا سامان کہین سوداگر نامی و نامدار ایک ایک سے آمد
روزگار ایک ایک ملک التجار کہین نجدکے گہوڑونکی وہ لین جسکا نظارہ

فرض عین کہین ہاتہیونکا وہ کجلی بن نمودار جس سے ساون بہادون کی
گہٹائین شرمسار کہین میوات کراونٹ ناگور کے بیل قشون در قشون خیل
در خیل میدان کا تو یہ سامان اور دوکانونکی یہ شان ہر جگہ قدرت خدا کی
جلوہ گری ہر دوکان تحائف بیش قیمتی سے بہری کشمیر کا پشمینہ حلب کا
آبگینہ بنارس کا مشروع گلبدن زربفت کمخاب عجب تحفہ نادر نایاب چین دیبائی
مخمل کاشانی روم کا دیبا مصر کا حریر غرض ہر شی بے مثل و بے نظیر کہین
سفید کپڑا ہاکی کی جان وہ ململ اور جامدانی کے تہان وہ جہیرونکی نمود
وہ اشیای نادر الوجود وہ جواہر کی گٹہریان وہ جڑاؤ زیور کی کشتیان ایک ایک
موتی پادشاہونکا درۃ التاج ایک ایک نگینے کی قیمت سکندر کی سلطنت کا
خراج اونکی تجارت کا کیا مذکور جنکے قبضے مین کوہ نور کو دیکہو جوہری کیطرف
سے شیشے موتی والونکا کارخانہ امیرانہ اور شاہانہ وہ اونکی لطافت و صنعتین وہ اسباب
وہ دوکانون کی آب و تاب درگاہ کے دروازے کے سامنے شہر کو دوکاندارونکی
گرم بازاری ہر طرح کی درستی ہر طرح کی تیاری ایکطرف حلوائی ایکطرف

تان بابی ایکطرف کبابی کوئلے دہکا رہے ہین کباب لگا رہے ہین ایکطرف
لونگ چڑے والی غل مچا رہے ہین تماشائیونکا ہجوم ہے خوانچے والونکی دہوم
ہے کہوے سے کہوا چھلتا ہی وصل کا مزا ملتا ہے کوئی پکارتا ہے گڑا کی ریوڑیان
کیسکی حصے ہے اگلابی گنڈیریان کوئی یہ کہ رہا ہے اجی پیڑون مین مزا ہی سنکہ
سرخ سرخ پگڑیان باندہے میوونکی تہالیان ہاتہونپر رکہے ایکطرف یہ شور ہی
ہوٹ ہین ہرے بہرے ایکطرف یہ غل ہے اجی سلمٹ کی رنگترے کہین یہ پکار ہی
ہان جی ہوے کی ٹونگا رہے کہین برف والی مٹکیان سرونپر سبنہالے کہین
فالودے والے کہاروے کی لنگیان خوانچونپر ڈالے ہار والے بدہیان کاندہونپر
ڈالے کہڑے ہین کہان ہے تماش بین البیلا البیلا لوجی ہار ہین جہٹ لگن بلا ہی
پلنگ توڑ بیلا متصل دروازہ اونچے اونچے تختونپر الایچی دانے والونکی دوکانین
جنہین تمام مسلمان حلوائی اپنا پیر جانتے ہین وہ الایچی دانے ستارونکی طرح خوشنما
وہ سہرے بیلے کی بہاری گوندہی جسکی خوشبو روح افزا وہ سرخ سبز شمعونکی
لٹکنے کی شان وہ کوری کوری چلمونکے شمعدان ہر مرتبہ یہ سناتی ہین

ہر بار یہ آواز لگاتے ہین پیر شہید کی زیارت ہی مشتاقونکو بشارت ہی مدد
یا مسعود روشندل سنت والونکی نعتین مراد والونکی مرادین حاصل قریب
دروازےکے پہونچکر گہوڑے سیسونکو دیدیے اور آپ مع رفقا داخل بارگاہ ہوے وہان
اور لالہ زار تہا وہ صحن گلشن بہار تہا دروازےسے درجۂ آخر تک چاندنی کے فرش
سے چار طرف چاندنی پہیلی بلکہ اوس سفیدی اور براقی کے سامنے چاندنی میلی
وہ بارگاہ سلیمانی کا شامیانہ وہ صحبت وہ جلسہ وہ دور وہ زمانہ محفل پر نور
اہل محفل پر سرور حاضرین مجلس اہل اللہ اہل مذاق کتنے مشتاق کتنے مشتاق وجد کیے
جتنے اکثر حال وارد اکثر شمشیر سے تسلیم تہی چلا لیے بڑی بڑے وجد ہنی باہو کہین لیے
محکمہ فقر کے قوال بگیے دل صورت صاحب جذب صاحب جلال قلندر اشتیاق کے
چاک اوڑاے دنیا سے دست دار خسرو کیطرح گویا معرفت کی جویا حقیقت کے طلبگار
رسول شاہی صورت نمائی مین فرد حقیقت آگاہی مین وحید اشتیاق ان
آرزومی طالبان دیدار گیروی چادرین لپیٹے منہ پر راکہ ملے فنا فی اللہ
کے حوصلے دم مدار کے ولولے بنوا استغنائی پر دل دیے جاں ابرو کا اشارا پائے

ظاہر و باطن کا ایک قرینہ سراپا بی زنگ ہمہ تن آئینہ قادریے پیر و پیران پیر
تھید سہروردیہ نکے دستگیر چشتی جنکے قبضے مین تمام ہندوستان اونکی طرف تکیے
فتح نشان ارباب طریقت کی سعی اصحاب حقیقت کی کفیل وہ نقشبندی تھے
شہید و نکے بانی شہادت کی دلیل سہروردیہ حالت جذب مین نعرے کرتے
صابری صبر و شکر کا دم بھرتے وہ ازاد و نکی ٹولیان وہ اونکے آوازے
وہ بولیان سہاگ سہاگنونکا لباس پہنے وہی آرایش وہی گہنے جب ہاتھ
اوٹھا کر بتاو بتا یا بسمل لوٹنے لگے صاحبدلونکو حال آیا ڈھولک بج رہی ہے
قوالی ہو رہی ہے ہو حق کی صدائین بلند ہین صاحبان کیفیت محویت کی عالم
مین جھوم رہے ہین آنکھین بند ہین استنے مین شاہ صاحب بھی آئے اور
شاہزادے کو اپنے ساتھ صدر محفل مین لائے حضار مجلس نے عشق مولے کہکر
سلام کیا شاہ صاحب نے کرم مولے فرما کر جواب دیا پہر تو رونق محفل دو بالا ہو گئی
زمین ہمپایہ عرش اعلی ہو گئی لطف سماع دمبدم بڑہنے لگا ہر شخص قابل حال قال
ہو کر قوالونکے قول کا کلمہ پڑہنے لگا تاثیر نغمہ تر سے چوب خشک کو بھی لیہد گی

صوفیونکی طرح شامیانے کی چوبونکو جنبش ہونے لگی معرفت خوانی مقام
دانی ہو رہی تھی کہ ایک مست نغم خوش گلو نکیسہ خو نے یہ غزل خسرو کی شروع کی

ای چہرۂ زیبای تو رشک بتانِ آذری — ہرچند وصفت میکنم در حسن زان بالاتری
تو از پری چابکتری و ز برگ گل نازکتری — از ہر چہ گویم برتری حقا عجائب دلبری
گرد جہان گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام — بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزی دیگری
من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی — تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری
خسرو غریبست و گدا افتادہ در شہر شما — باشد کہ از بہر خدا سوی غریبان بنگری

صاحبان عشق کو گداز طبیعت ضرور ہی العاشق اہل المعرفت مشہور ہے یہ سنتے ہی
شاہزادے کے دل پر چوٹ لگی ضبط کی طاقت نہ رہی رنگ رخ خاکستری ہو گیا
بیخودی کے عالم مین آکر خود بیپری ہو گیا بیتابی خاطر کی بدولت آنسو جاری ہو
ڈھل آئے تصور معشوق مین جی کہونے لگا ہچکیان لے لیکے رونے لگا آخر اہل دل تہا
فی الحقیقت ایسے وقت مین ضبط مشکل تہا اسے جو جانے وہ جانے بیگانۂ عشق
کیا جانے سر و بستان یاد دہانیدن دیوانہ را از محفل پریان نشانیدن

بلبل کے آگے گل کا افسانہ ذکر شمع پیش پروانہ رقیق القلب کے حضور شیدا
دردمند کے سامنے آہ و بکا مجنون اور لیلی کی داستان فرہاد اور شیرین کا بیان
مستسقی اور ترغیب آب بدمست اور کثرت شراب زخمی اور چاندنی دل افگا
اور سینہ زنی سودائیونکی صحبت مین عاشقانہ اشعار شیدا ہونکے جلسے مین معشوق کا
اشعار اوس فرقت نصیب دور از حبیب مشتاق وصال مبتلائے رنج و ملال کا
یہ حال ہوا جسطرح کوئی پہوڑیکو چہیڑے ہر شعر سے کلیجے کے ٹکڑے اوڑے ہر آہ سنگ
سے دل پتہر پڑے ہر نکتے نے کار نشتر کیا ہر زخمی نے گلے پر خنجر پہیرا بس کے
سنبہالے سنبہلے یہ حال دیکہکر ہر صاحب حال بیحال ہوا اہل مجاز کو مجاز کا
اہل حقیقت کو حقیقت کا خیال ہوا کسی نے بیساختہ آہ کی کسی نے حیرت سے
نگاہ کی کوئی بے دست ہوکر پکارنے لگا کوئی چیخین مارنے لگا کوئی زندگی سے
منہ موڑنے لگا کوئی دم توڑنے لگا کسی کو لوٹتا کسی کو پہڑکتا پایا جابجا رقص بسمل
کا تماشا نظر آیا حق ہی مشاہدۂ حقیقت کا یہی مقتضا ہے صاحبدلون نے سچ کہا ہے

جانگداز عشق کی تقریر نہو کیا معنی	اہل تاثیر مین تاثیر نہو کیا معنی

شاہ صاحب نے یہ کیفیت دیکھکر قوالونسے کہا بس صاحبو رنگ مجلس دگرگون ہے
چپ ہو جاؤ دوسرے ارشاد کیا کہ شاہزادی کو سنبھالو جلد قفس مین ڈالکر لیچلو
فوراً سبنے خورشید گوہر پوش کو ہاتھون ہاتھ لیا اور قفس مین لاکر سوار کیا
شاہ صاحب بھی باغ مین آئے شاہزادہ بھی آیا وہان قتل ہوا پہلے نے کھانا کھا
پایا رات کو جب شاہزادہ ہوش مین آیا تو شاہ صاحب نے خوش وقت ہو کر فرمایا
کہا آج تو آپ اچھا رنگ لائے خوب کیفیت مین آئے اپنے ساتھ اور ونکا بھی
تباہ حال کیا کس کا تصور کیا کسکا خیال کیا دیکھنے لگی اسکو کہتے ہین اسے دوا لے
اس دھن مین رہتے ہین یون دل آنے کا سبب تاثیر دکھائی عود سلگتا ہے خوشبو تب
دیتا ہے دریا جوش مین آکر خوب لہرین لیتا ہے ہنوز منزل ناتمام ہے سودا خام
ہے ہنوز رہ بحر اولین ہے ہنوز دور و تسلسل نہین ہے ہنوز بادہ در سبو ہے ہنوز
نالہ درگلو ہے ہنوز شاہد تمنا در حجاب ہے ہنوز روی مدعا زیر نقاب ہے ہنوز نقل
دور از اصل ہے ہنوز منزلون کا فصل ہے مگر والی کیفیت پیدا ہو چلی
صورت معرفت ہویدا ہو چلی اور توجہ مین کمال ہوا کہ شیدا سالک ہو

اونکے دلون کو دیکھا چاہیے جو ہمہ تن درد سراپا لذت ہین عین محبت اور
عین محنت ہین بے درد اونپر ہنستے ہین نافہم آوازے کستے ہین حاصل اس
طول کلام سے یہ کہ تقریر فقیر لاطائل نہین یہ گفت و شنود تحصیل حاصل
نہین سینئے ارباب معرفت کے دو فریق ہین اصحاب کیفیت کی دو طریق ہین
ایک سالک و خاموش ایک مجذوب و مدہوش کہتے ہین کہ رتبہ سالک کا
مجذوب سے زیادہ ہے وہ عامل بالارادہ ہے یہ بلے ارادہ ہے وہ لبریز ہے
اور چھلکتا نہین مخمور ہے اور بہکتا نہین یہ سرشار ہے اور بی اختیار بیتاب ہے
اور بیقرار وہ ہوشیار ہے یہ مستانہ یہ بلبل ہے وہ پروانہ شیخ شیراز نے بھی
سلوک کو اختیار کیا ہے یعنی سالک کو مجذوب پر فوق دیا ہے **اشعار**

ای مرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز	کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد
این مدعیان در طلبش بیخبرانند	کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد

مجذوب بیچارے جذب کے ہاتھون گرفتار بلا ہوتے ہین جوش مین اگر
مصیبت مین مبتلا ہوتے ہین منصور کے حق مین زبان سولی ہو گئی

سب تقریر فضولی ہو گئی دنیاداروں نے اوسے کافر ٹھہرا دیا معاذ اللہ
بندے کو خدا بنا دیا دنیا کے عاشقوں کا بھی یہی حال ہے انکی بھی یہی
مثال ہے انمین بھی ایک فرزانہ ہے ایک دیوانہ فرزانہ وہ جسنے معشوق کے
راز کو کھلنے نہ دیا دیوانہ وہ کہ خود بھی رسوا ہوا اور اوسے بھی رسوا کیا پس
عاقل کو ایک اشارہ بس ہے زیادہ ہوس ہے اگر سلسلہ اوکے پابند ہو گئے
جہان رہوگے اچھے رہوگے آیندہ اختیار ہے یہ تو ہم سمجھے ہوئے ہین کہ سمجھانا
بیکار ہے خیر جب زمانہ مصیبت مین پھنسائیگا اوسوقت یہ سمجھانا یاد آئیگا
طریقۂ عشق مین رازداری سے بہتر کوئی تدبیر نہین اس عمل سے بڑھکر کسی
عمل مین تاثیر نہین دیوانگی سے کام بگڑ جاتا ہے عجب خرابی پڑتی عجب پیچ پڑ جاتا ہے
صاحب ضبط حتی الامکان راز کو چھپاتے ہین دل کی بات زبان پر نہین
لاتے ہین جب اغیار سر ہوئے اور یار مصر ہوئے پھر کچھ نہین بنتی ہے یہ وہ بات
اور وہ بوٹی ہے کہ دل ہی دل مین چھنتی ہے شاہزادی نے لکھا جیسا ارشاد ہوا
یوہین عمل مین آئیگا افشاء اللہ اسرار سربستہ او مضمون نہفتہ کھلنے نپائیگا

مجھے تو حضور نے بمصداق الانسان عبید الاحسان بندہ بنالیا اس شفقت
بے نہایت نے شفقت پدری کو بھلا دیا اللہ اللہ یہ نصیحت محبت آمیز ہے
یہ فہمایش دل آویز ہے ہر نکتے مین ایک بات ہے ہر بات مین کرامات ہے
یہ فرمان دستور العمل ہے یہ بیان آیات و حدیث کا ماحصل ہے یہ دلیل ہدایت
کی دلیل ہے یہ سبیل رہنمائی کی سبیل ہے آپ تو میرے حق مین خضر ہین مقتدا
ہین ہادی ہین مرشد ہین رہنما ہین خدا نے مجھ گمراہ کو راہ سے لگا یا کہ ایسے
اللہ والے کے قدمون کے تلے آیا مین تو حضور کا فرمان واجب الاذعان اب دو عنایتون کا
امیدوار ہون ایک تو یہ کہ راہ دیار یار بتائیے دوسرے اس امر مین تسکین
فرمائیے کہ شاید زمانہ حادث کوئی عقدہ لاحل بر روی کار لائے تو اوسوقت بندہ
حضور کو کیونکر پائے شاہ صاحب نے ہنسکر کہا شاباش کوئی بات پوچھنے نپائے
کوئی نکتہ رہ نجائے بہت خوب اس حکم کی بھی تعمیل ہوئی جاتی ہے یہ راہ بھی
نکلی آتی ہے یہ کہکر قلم دوات کاغذ طلب فرمایا اور نقشہ جہات اربع کا بنایا
ہر سمت مین دشت و جبال آبادی و ویرانہ شہر اور دریا کی توضیح کر دی

ہر اقلیم کی تہ تقسیم سبعہ سیارہ تصریح کردی بیاض دیدہ کو نور سے اور صفحۂ دل کو
سرور سے بھر دیا مشرق مغرب جنوب شمال کو آئینہ کر دیا اوس صاحب ریاضت
کو ریاضی مین بھی ید طولے حاصل تھا اشراقیون اور مشائیونکے علم مین بھی
کامل تھا وہ نقشہ گویا ودود کا نقش مربع تھا یا چار دانگ عالم کا زایچا نہین
اوس نقشے پر نقش حب کا اطلاق کرنا بجا ہے یا عاشقون کا حرز جان کہنا
زیبا ہے کہا دیکھیے جانب شمال یہ جو کوہ پرشکوہ ہے اسے کوہ قاف کہتے ہین
باعتبار مشہور یہ ہے کہ پریزاد اور سلاطین بنی جان اسی کے دامن مین رہتے ہین
ہر چند کہ یہ پہاڑ تمام دنیا کا گرد آورہے مگر ابتدائے آبادی اور روز اول سے
عوام مین پرستان اسی کے نواح کا نام ہے الحق عجب پر فضا اور دلچسپ مقام ہے
اور وہ جو گوشۂ مغرب لیے ہوئے ایک شہر پر سواد ہے وہ یاقوت نگار کی
بنیاد ہے اور یہ جو دنیا مین حد فاصل نمود ہے طلسم اسرار ہے غرض اس
نقشہ کے دکھانے سے یہ ہے کہ اگر جائیگا تو اس طلسم سے بچکر جائیگا ورنہ بڑی
خطا اوٹھائیگا بہت پچھتائیگا اور اگر خدانخواستہ کبھی کسی طرح کی کوئی دقت پڑے تو

اور فقیر سے ملنے کی ضرورت ہو تو یہ چار نام ہین یعنی یا مسعود یا محمود یا موجود
یا موجود انہین یاد کر لیجیے بلکہ لوح دل اور صفحہ خاطر پر ثبت کیجیے نام خدا یہ نام
مفید نام ہین اسم اعظم کے قائم مقام ہین انمین جلالی اور جمالی دونون طرح کی
شان ہے انشاء اللہ کی برکت سے اس عزیمت کی مشکل آسان ہے جب کبھی
کوئی مصیبت پیش آئے اور دل گھبرائے تو ان اسمائے جلیلہ کو زبان پر لائیگا
بس بحکم اللہ فقیر کو وہین پائیگا خورشید گوہر پوش نے اوٹھکر تین تسلیمین کین
اور بہت سی دعائین دین کہا خداوند عالم آپکو سلامت و باکرامت رکھے
و رجہ اویس زندگی خضر علو مسیح دے اوس نقشے کو لیکر مثل تعویذ داہنی بازو پر
باندھا کمال خورسند اور نہایت مسرور ہوا غرض کی کہ فدوی صبح کو رہگرای
منزل مقصود ہوگا پیر مرد نے کہا اب روکنا اور اصرار کرنا جبر صریح ہے خیر
بہت اچھا مگر کیا ہمارے پاس بھی نہ آئیگا بے ملے چلے جائیگا شاہزادی نے
کہا نہین حضور بھلے آپکے پاس آؤنگا بغیر رخصت و قدمبوسی کس طرح جاؤنگا
یہ سنکے شاہ صاحب تشریف لیگئے اور شاہزادی صاحب منتظر صبح بیٹھے برج کی

دروازونکو کھول دیا اور آسمان کو دیکھنا شروع کیا دنیا مین تین راتین
غضب کی ہین عاشق کے لیے شب انتظار اور حاجتمند کو لیے شب غربت
اور بیمار کے لیے شب تنہائی نہ بستر سے پیٹھ لگی نہ پلک سے پلک کسی پہلو قرار آیا
نہ کسی طرح نیند آئی پھر بار بار یہ دعا تھی الٰہی جلد یہ رات تمام ہو الٰہی جلد صبح کا
سرانجام ہو الٰہی یہ بلا کٹے الٰہی یہ پردہ تاریک آنکھونکے سامنے سے ہٹے غرض
تڑپ تڑپ کر اوتنی رات کاٹی صبح ہوتے ہی جلدی جلدی نماز پڑھی پان مانگا
حقہ طلب فرمایا کمر باندھتا شاہ صاحب کی خدمت مین آیا پیر مرد نے کہا
اللہ ری مستعدی نہ مد روشن کی بھی راہ نہ دیکھی کچھ سواری کی بھی فکر کی یا نہین
کوئی چیز ضرورت کی بھی ساتھ لی یا نہین خدا کی عنایت سے کسی شے کی
کمی نہین تکلف کو موقوف فرمائیے تکلف جس کو شے پہ چاہیے سواری ہو تو
جس خدمتگار کو چاہیے ساتھ لیجائیے شاہزادے نے کہا حضور اس سفر مین
تنہائی کا لطف ہے پیادہ پائی کا مزا ہے آزاد منش کو تعلقات سے کیا غرض
چیز و سامان کی حاجت کیا ہے فقط بزرگونکی دعا کفایت کرتی

اس راہ مین کچھ اسطرح خوب گذرتی ہی شاہ صاحب کو بھی امتحان منظور تھا کہا فی حفظ اللہ بسم اللہ

شعر بسفر رفتنت مبارک باد | بسلامت روی و باز آئی

بازو تھام کر کچھ سورہ پڑھی کچھ آیہ دم کیے کچھ اس کانین چپکے سے کہا کچھ اوس کانین کہا ہاتھ پھیلا کر گلیسے لگایا اور سیر پر دست شفقت پھیرا انسی سلام رخصت کیا
اوس بزرگ نے اللہ معک کہکر سر جھکا لیا

نہین دلکو زاہد یہ غفلت پسند | بتا راہ میخانہ ای ہوشمند
ملی راہ باد صبا لی اوڑی | ہوائی می دلربا لے اوڑی
غضب ہی کہ پابند ہون زند مست | کہان صومعہ اور کہان می پرست
مبرا ہی تکلیف سی یہ فریق | یہ مجذوب اور سالکون کا طریق
نہ سمجھین گی پی کو جہ گردی کیی | نہ سمجھا نہ سمجھا خدا کے لیی

نہ گھبرانہ ہوگی یہ بندی تباہ | ملی گا ضرور اک نہ اک خضر راہ
نصیحت کا اب قطع کر سلسلہ | مگر از رہِ لطف دی راحلہ
وہ توشہ ہی کیا بادۂ ناب ہی | یہی انکی راحت کا اسباب ہی
اوٹھا دی تکلف پلادی شراب | نہ سوجھی گی پی اسکی راہِ ثواب
بغل مین صراحی ہو دلمین سرور | برابر ہی پھر راہ نزدیک و دور

رہ نوردان تشنۂ زاد و راحلہ و یار بیقراری بیتابی بیابان گردان بی توشۂ [illegible]
مہجور و خوابی آبلہ پایان بادیۂ تشنہ لبی گرد آلودگان بیابان فراق یعنی پویندگان
منازل معانی و جویندگان اہل سخندانی اس ماجرہ غریب کو آشنائی گوش
اظہار کرتے ہین غرض خورشید گوہر پوش شاہ صاحب جب رخصت ہو کر نکلا یا آفتاب
عالمتاب افق سے برآمد ہوا خسرو خاور نے مشرق سے مغرب کا رخ کیا یا خسرو
مغربی نے کوہ قاف کا رستہ لیا یا وہ سبک سیر پیارہ ہوا طائر اولوالاجنحہ اور پری زنبا
ہوا مجنون کو صحرا نوردی کی دھن ہوئی فرہاد کو کوہکنی پر کمر باندھی ہمت [illegible]
تاب و توان ہوئی عزیمت غیبت ان ہوئی چپلی قبلہ وہ ہو کر [illegible]

پھر بسم اللہ و باللہ و توکلت علی اللہ کہکر بڑہا تسکین کو ردا روپی بدل کیا
سیروا فی الارض پر عمل کیا کانٹون نے قدمبوسی کے لیے سر اوٹہایا آبلون نے کف پا کو
ید بیضا بنایا ہر صحرا کو فضاے دل جانا ہر منزل کو قرآن کی منزل جانا پیادہ پائی کو
راہ دوست مین پامردی سمجہا دہوپ کو سایہ گرمی کو سردی سمجہا باد سموم کو نسیم گلزار
تصور کیا گرد و غبار کو گلگونہ بہار تصور کیا سچ ہے طریق وفا مین تکلیف راحت ہے بینائی
استراحت ہی ولولہ شوق مین کہین دم لیا کسی مقام پر آرام کیا بقول شاعر بیت

ایک جا رہتی نہین عاشق بدنام کہین	دن کہین رات کہین صبح کہین شام کہین

باطن مین توشہ توکل تہا ظاہر مین درختونکے پتونپر اور جنگل کی جڑی بوٹی پر قناعت
کی ہنگام تشنگی چشمون کا اور چہرونکا پانی پیکر پیاس بجہالی جب بہت نیند نے غلبہ کیا
تو کہین پتہر پر تکیہ کر کے دم بہر سو رہا طرفہ یہ ہے کہ کہبرا کر آنکہین ملتا اوٹہا اور راہی ہوا
اگر کہین آہو دیکہہ پاے تو خیال چشم دلدار مین آنسو نکل آے کبہی دیر تک کہسار چہانتا کہین
جنگل خود رو پہ منہ رکہکر روتا تہا کبہی مجنون کا ہمنشین سمجہکر بید مجنون سے لپٹ کر بیٹہ جاتا تہا
کبہی خون کف پا سے زمین کو سر زمین یاقوت نگار بناتا تہا کبہی نگ رنگی خار سے

صحرا کو گلزار بناتا تھا کبھی فلک کو دیکھ کر دم سرد بھرتا تھا کبھی ہوا سے خطاب
کرتا تھا ع صبا بلطف بگو آن غزال رعنا را * کہ سر بکوہ و بیابان تو دادۂ ما را
ایک مدت تک در بدر خاک بسر رہا ایک دن جاتے جاتے ایک صحرائے وسیع الفضا
اور مرغزار دل افزا میں گذر ہوا دیکھا کہ ایک تختۂ بہشت نمودار ہے کہیں سبزہ زار ہے
کہیں لالہ زار ہے آخر روز ہے دھوپ ڈھل چکی ہے شفق پھولنے لگی ہے آسمان کی
رنگت بدل چکی ہے ٹھنڈا وقت ہے ہوا سنک رہی ہے پھول کھلتے جاتے ہیں
پتی پتی مہک رہی ہے طاؤس بول رہے ہیں بلبلیں چہک رہی ہیں چشمے لہرا رہے ہیں
کھیتیاں لہک رہی ہیں نہال خود سر ہیں پھل خود رو ہیں جا بجا جوئے پر نور ہیں
ذرے پرضو ہیں خار صحرائی گلوں کو خار دیتے ہیں دھانوں کے کھیت اور لالے کے تختے
طرفہ بہار دیتے ہیں کبک طاؤسوں کو ٹھوکریں لگا رہے ہیں چشمے آبشار بار گوہر
لٹا رہے ہیں صحرا قالب بے جان وان روح روان ہے دریا عجب لطف سے جاری ہے جو
لطافت سے روان ہے وہ آب شیرین کی حلاوت کا شور گرداب کا دو دو چمن کا رو
کشتی کے عوض عکس ماہ نو ہے جہاز دخانی کی جگہ آسمان کا پیرتو ہے صحرائے عجب

دریای غضب دلکش ہے وہ لطف اور لطافت خداساز دیکھکر جان غمگین ہے
یہ مسافت زدہ مصیبت زدہ آفت رسیدہ زحمت کشیدہ یہ کیفیت دیکھکر اور وارفتہ
ہوگیا گویا کسی نے چوب خشک مین آگ دیدی یا دیوانیکی بیڑی کاٹ دی
سودیکی افزونی ہوئی وحشت دونی ہوئی عجب حال ہوا کہا الٰہی پہاڑو نہین
یہ گل لالہ تاریکی مین یہ اوجالا جی چاہتا ہے کہ آج رات کی رات یہان مقام
کیجیے دل بیقرار اور جان زار کو گونہ تسکین دیجیے ہرچند توقف ناگوار ہے تامل
دشوار ہے مگر خیر چونکہ دل گرفتگی سے حال غیر ہے لہذا یہ بہانہ تفریح اور حیلہ سیر ہے
یہ سوچکر اک آہ کی اور چار طرف نگاہ کی لب دریا ایک چبوترے پر درخت چنار
نہایت گھنا اور نہایت سایہ دار دیکھا یہ درماندہ واماندہ اوس چبوترے پر جا بیٹھا
اور خشک و تر کا تماشا دیکھنے لگا اتنے مین سیاح ہفت اقلیم سموات نے منزل
مغرب مین جاکر آرام کیا چرندون نے اپنی اپنی جگہہ لی پرندون نے بسیرا لیا
جنگل کے پھول آسمان کے ستارے چراغ بن گئے چراغ کیا بلکہ گوہر شب چراغ بن گئے
ہر جادہ نور افشان ہوا دریا مین جیسا ہو بسی چراغان ہوا شب کہ جو چرخ اول نے طلائی کی

فلک کی تارونکی روندا اور کہکشان کی مشعل ساتھ لی خورشید گوہر پوش نے

دریا کنارے جاکر وضو کی تجدید کی اور نماز مغرب مین پڑہی یاد محبوب مین سبحہ شماری

اور دم شماری کرنے لگا زبان سے شکر اور آنکھون سے سرشک خون جاری کرنے لگا

کبھی دریا کو دیکھکر جوش مین آتا تھا اور یہ شعر زبان پر لاتا تھا شعر

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل	کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

کبھی بخیال دور اندیشی پریشان تھا یہ اظہار تھا اور یہ بیان تھا شعر

عاشق وشیدا ہوا ہون دلبر طناز کا	دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اس آغاز کا

کبھی دل ہی دل مین صدمے سہتا تھا آخر گھبرا کر کہتا تھا شعر

ہے یہ وہ درد کہ جس درد کا چارا ہی نہین	وہان اٹھی آنکھ جہان بن کے گذارا ہی نہین

شام سے تا نصف شب یہی اوسکی یہی دہن یہی خواب و خیال تھا

جب تشنا نتی دل ٹھہرا طبیعت نے تسکین پائی ناگاہ ایک طرف سے گانیکی آواز

آنی کان لگا کر جو سنا تو معلوم ہوا کہ اسی میدان مین کوئی گاتا ہے مگر آواز وہ آواز ہے

جسکی طرف دل کھچا جاتا ہے سنتے ہی ذرا ضیا ہو کر اوٹھا اور اس مقام پر پہونچا

قریب جا کر جو مشاہدہ کیا تو یہ مشاہدہ کیا کہ ایک نوجوان خوشرو خوش الحان
طنبور لیے بہاگ الاپ رہا ہی وہ کرتب کا ولولہ وہ ستھرا گلا وہ وقت کی چیز
سناٹے کا عالم ہے سمان بندھا ہے ہر اونچ پر قدسیون کے دل ہلتے ہین ہر تان
تان سین کی تان اور بیجو باورے کی الاپ کو مزے ملتے ہین وحشیان صحرائی کیا دام
کیا دو سامنے جمع ہین اور بکمال رغبت سن رہے ہین ایک دوسرے کی خبر نہین
اپنی اپنے حال مین مست ہین محو ہو ہو کر سر دھن رہے ہین غزال چیتون کے منھ
پر پٹھنہ رکھے مدہوش ہین آہو شیرون کی بغل مین بیہوش ہین کوہی ہرن بھیڑون کے
برابر کھڑے ہین سب کی جانین لڑی ہین دل لڑے ہین یہ سودائی وحشت زدہ
بھی وحشیونمین جا کر شامل ہوا اور ہمہ تن گوش و سراپا دل ہو کر سننے لگا وہ جوان
رعنا گایا کیا یہ درد رسیدہ آنسو بہایا کیا وہان سُرونکا تار تھا یہان اشکونکا تار
وہان جوش طبیعت ہر بار تھا یہان جوش رقت ہر بار وہان راگ کی دھن
تھی یہان شوریدہ سری کی دھن رہی وہان لطف ساز یہان فغان ساز وہان
زمزمہ یہان ہچکی پر ہچکی وہان رکھ رکھاو تھا تال سم کا خیال تھا یہان خود رفتگی

اور وارفتگی سے غیر حال تھا وہان طنبورے پر ہاتھہ تھا یہان کلیجے پر ہاتھہ تھا
وہان دلچسپ سنگت یہان وحشیونکا ساتھہ تھا اس صاحب شوق کو سوا گانیکے
کسی طرف توجہ نتھی یہ بھی نجانا کون آیا کون گیا کے از خود ربودگی ہوئی
کسے محویت ہوئی جب کثرت سے فرصت پائی وحدت کی صورت نظر آئی
جانور تو اوس لے پر آئے تھے گانا موقوف ہوتے ہی اپنی اپنی طرف راہی ہوئے
مگر یہ حیرت زدہ عالم حیرت مین نقش قدم بنکر رہگیا اوس صاحب نظر نے
جو بغور نظر کی نہایت متعجب ہوکر پوچھا اس جنگل مین آدمی کا گذر محال ہے
ہمصورت کی شکل کا نظر آنا اشکال ہے اے شخص تو انسان ہے یا از قسم جن و پری
شاہزادے نے کہا مین اک غریب آشفتہ حال ہون مصداق تکلیف محال ہون
راہ راست سے برگشتہ ہون گردش فلکی سے سرگشتہ ہون مسافر ہستی ہون منزل
عدم خود خبر نیست کہ کیستم و کجا میروم آدمی ہون لیکن حادثیت سے آگاہ
صحرا نورد بیابان گرد در بدر خاک بسر حق ہے کہان مین کہان یہ جنگل قدرت
باری ہے مشفق بندہ اس طرف آنکلنا بندے کا اختیاری نہین اضطراری ہے

تقدیر مین فیض پاتا تھا کانون کو اور دلکو یہ حظ اوٹھاتا تھا یہ اتفاق کیف
ما تفق ہے مشیت ایزدی حق ہے اوسکے حکم مین کسے دخل ہے نہ مجال وہم
وگمان ہے نہ امکان عقل ہے اوسکا بھید کہین سمجھ مین آتا ہے ممکنات مین مجال لا تکا
تماشا و کھاتا ہے کجا خاک آدم کجا عرش اعظم جب یہ جسم خاکی زمین سے آسمان تک
پھونچا تو ادھر آنکلنے کا تعجب کیا مسافت ہستی و عدم قیامت ہے ان مرحلونکے
طے ہونیکی کون صورت ہے مگر آیندو روند نہ بھٹکتے نہ پھیر کھاتے ہین رات دن
برابر آتے جاتے ہین یہ خدا کی قدرت کی کارخانے ہین جو اسمین قیل و قال
کرتے ہین مخبط ہین دیوانے ہین یہ تقریر عالمانہ اور عارفانہ سنکے سمجھا کہ یہ بھی کوئی
اہل کمال ہے باطن مین جمعیت خاطر ہے ظاہر مین پریشان حال ہے یا یہ اہل
معرفت ہے یا اہل دل ہے غرض بہرکیف صاحب استعداد ہے کامل ہے بکمال
ذوق شوق اوٹھکر بغلگیر ہوا اور اپنے پاس بٹھالیا کہا آپکی باتون مین تاثیر ہے
سبحان اللہ کیا روزمرہ ہے کیا تقریر ہے بقول سعدی **شعر** تا مرد سخن نگفتہ باشد
عیب و ہنرش نہفتہ باشد + آپکا کلام ہے یا الہام ہے ہر لفظ سے علمیت ٹپکتی ہے

فضیلت پیدا ہے صورت سے حسن سیرت کا ظہور ہے بشرے سے شرافت ہویدا ہے
بندہ لاعلم تھا معاف فرمایئے گا کچھ اپنے دولتخانے کا پتا دیجیے کچھ نام و نشان
سے مطلع کیجیے اس استفسار سے اوس پراگندہ روزگار کو اور اک صدمہ ہوا
بے اختیار اک ٹھنڈی سانس لی اور آبدیدہ ہو کر کہا

چہ می پرسی حال من از عمر بیست چو کاکل	سیہ بختم پریشان روزگارم خانہ بردوشم

اس گفتگو نے عشق کی تصدیق کر دی ہر جملے نے راز دل کی خبر دی ناچار
بہزار اصرار بشرح اجمالی کچھ کچھ حال کہا یہ اپنی سرگذشت کہتے رہتے تھے
وہ افسوس کرتا رہا بعد اسکے اوس نوجوان کی کیفیت پوچھی اوسنے بھی تمام
اپنی داستان بیان کی کہا جناب حقیر کا نام خضران ہے اور باپ کا نام ضمیران
ابن نعمان ہے نواح مغرب میں ایک شہر نامی ہے وہ وطن آبائی ہے آب جنید
اس قرب و جوار میں بستی بسائی ہے تجارت ہم لوگوں کا پیشہ ہے اوسکی عنایت سے
صورت اکل حلال ہو موسہ اور نہ اندیشہ ہے پر حقیر کو بسبب عداوت اقارب
کالعقارب سکونت وطن کی ناگوار ہوئی ناچار اس نواح میں آکر بود و باش اختیار کی

مجھے علم موسیقی کا شوق ہے اور اس فن کے لوگون سے ارتباط مگر بزرگون کا لحاظ ہی
اور حفظ راز کی احتیاط ہے لہذا یہ بندوبست کیا ہے کہ مرغزار مین ایک باغچہ بنا لیا ہے
مہینے مین بحیلہ شکار دو چار مرتبہ آتا ہون کثرت بھی کرتا ہون اور دل بھی بہلاتا ہون
فقیر خانہ یہان سے دو چار فرسخ ہے اور نواح مغرب ہزار فرسخ ہم ایسے شکستہ پا وہان
کب پہنچ سکتے ہین اوس مسافت کی تصور سے وہم وگمان کے پاون تھکتے ہین
راہ مین ہزارون دریا ہین لاکھون مرحلے ہین آفت کا بُعد ہے قیامت کے قافلے چلتے ہین
نیازمند کی تو یہ صلاح ہے کہ اس ارادے سے باز آئیے یا یہان تشریف رکھیے یا دولتخانے کو
پھر جائیے شاہزادے نے کہا بھائی صاحب شاہ صاحب نے پہلے ہی یہ سمجھایا تھا مگر مجھ
سودائی کی سمجھ مین کچھ نہ آیا یاد دلدار مین سب کچھ بھولا ہوا ہی اپنا تو بس اب یہ مقولا ہے
یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید پہلے ہی یہ ارادہ نکرنا تھا حد سے گذرنا تھا
اب قدم بڑھا کے پیچھے ہٹنا بڑی ننگ کی بات ہی خیر خداوند عالم مسبب الاسباب
اور کاشف المہمات ہی ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم ای برادر دیوانونکا
سمجھانا بیکار ہے مجنون اور مفتون کا سمجھانا دشوار ہے اب فقط اسی کی عوض دعا چاہیے

تدبیر حصول مدعا چاہیے اگر تمہاری فکر سے یہ راہ نکلے تو فبہا ورنہ ناصح مشفق بنکر
دل دکھانے سے کیا فائدہ خضران نے کہا معاذ اللہ دل دُکھانا کیسا نصیحت
کیسی سمجھانا کیسا نصیحت شاہ صاحب نے کی تھی مینے تو دوستانہ ایک بات کہی
نیاز مند بار خاطر نہین یار شاطر ہے بندہ جانے اور مال سے سب طرح حاضر ہے
شاہزادہ بولا اللہ آپ کی جانکو رکھے مال آپکا آپکو مبارک رہے مجھے دنیا کی طلب نہین
دولت سے غرض نہین جسکی دوا شربت دینار ہو یہ وہ مرض نہین مجھکو تو منزل مقصود
کی جستجو ہے در دلدار پہ پہنچنے کی آرزو ہے خضران متامل ہوا اور بعد تامل
عرض کیا پہاڑ کے اسطرف اعرابی یعنے بادیہ نشین رہتے ہین سنا ہے کہ اُنہین طُرق
نامعلوم معلوم ہین بہت سے رستے ایسے ہین کہ نہایت نزدیک ہین مگر بظاہر
معدوم ہین انشا اللہ اون لوگونمین سے کسی کو بلوا کے صلاح کی جائیگی
خاطر جمع رکھیے خدا نے چاہا تو کوئی راہ قریب الوقوع نکل آئیگی خورشید گوہر پوش
بولا ہان دل خوش کرنیکی یہ تقریر ہے تسلی قلب کی یہ بات ہے تسکین خاطر کی
یہ تدبیر ہے لیکن یہ راہ شتاب ہو آئین تامل کی کسے تاب ہے اوسنے کہا بہتر

دعوت فقیر قبول کیجیے ہفتے دو ہفتے کسل و ماندگی برطرف ہونے دیجیے یہ بولی کہ یہ
ماندگی تو درماندگی سے ہے آج ہی صبح کو اسکی تدبیر کیجیو شد دم بھر کی نہ تاخیر کرو
اگر حیات مستعار باقی ہے تو جب پھر کر آؤنگا تو اطمینان سے رہونگا اور دعوتین
کھاؤنگا آخر بہزار اصرار بوعدہ فردا اختتام صحبت ہوا خضران شاہزادہ کو اپنے حجرہ میں
لے گیا اور ماحضر حاضر کیا انکی خورش تو خون جگر تھا مگر بخاطر میزبان بھلے نام
کچھ کھا لیا یہی زوال کی کیفیت ہوئی کروٹین لیتے لیتے آدھی رات تمام ہو گئی بقول شاعر

عاشق کو یک وقت مین کب آتی ہی نیند	جب خیال یار آتا ہو تب جاتی ہی نیند

صبح ہوتے ہی اذان ہونی تھی کہ تقاضا ہونے لگا وہ نوجوان بھی اہل دل
اور خدا ترس تھا بیچارہ آنکھین ملتا اوٹھ بیٹھا خدمتگار بھیجکر ایک اعرابی کو طلب کیا
اور سو تمن دیکر اوس سے یہ عہد لیا کہ اس مسافر گم کردہ منزل کو راہ سے لگا دے
یعنی کسی قریب کے رستے سے نواح مغرب تک پہنچا دے یہان تو شاہزادہ کمر باندہے
تیار تھا دم بھر کا توقف دشوار تھا یہ امر طے ہوتے ہی خضران سے رخصت ہو کر اعرابی
کے ساتھ ہوا چلتے وقت خضران نے سو تمن اور بطور زاد راہ بادیہ نشین کی کمر سے

پلا ابتو ساقی مرادون کے جام | ہوئی منزل نامرادے تمام
کوئی دم مین ہی رویتِ ماہ عید | کہ ظلمت مین ہی آب حیوان کی دید
ہوای چمن آج دلخواہ ہے | مقدر نگہ بر سر راہ ہی
ادھر آرہی ہی نسیم بہشت | اودہر رنگ لائی ہین صحرا و کشت
یہ تقریب ہی یادگار سبا | رسول سبا ہی کہ بادِ صبا
زہی روح پرور شمیم جنان | مشام دل و جان ہی یا عطر دان
غم و رنج کی یاد بہولی ہے اب | شفق منہ پہ رندون کی پہولی ہی اب
وہ ساغر نی چشمک صراحی سی کی | بس اب آرہین دخت رز رہ چلی
لگا دی سبو منہ سی اے باکرم | بہت کسل ہے آب انگور کم
اسی تاک مین خاک اوڑاتی ہین مست | ادہر آرہی ہی تاک مین وارست
پلا خوب جی کسل ہی ہوش گم | نکر فکر خالی ہون اب خم کی خم

بلبلان مشتاق مشاہدۂ گلستان شگفتہ بیانی طوطیان آرزومند دیدار بہارستان
معنی طائران خوش الحان بوستان سخندانی قمریان کوکوزنان سروستان

راست بیانی ریاحین نوآئین سخن کو نسیم بیان سے یون کھلاتے ہین شاہزادہ جو بڑہا تو ہوای گلشن مراد آنے لگی روح فزے اوٹھانے لگی پاے سبکروی پاے خیال بنگیا نقش قدم مرات اجمال بنگیا خزان نے پیغام بہار دیا بہار افزروہ وصل گلغذار دیا دلمین سرور آنے لگا آنکہون مین نور آنے لگا وہ راہین گویا طی الارض کی راہین ہوگئین دفعتاً طنابین زمین کی کھچ گئین بلکہ سبا کی خبر آنے لگی عمارت شہر بلقیس کی نظر آنے لگی خورشید کو ہر دوش نے دلمین یہ بات کہی شکر ہے بعد مدت آبادی کی صورت دکھائی دی آیندہ روندہ سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہی دیار یار ہے یہی یاقوت نگار ہی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے جان زار قالب مین سمونی سمائی کہا الہی خواب ہی یا بیداری غفلت ہے یا ہوشیاری یہ زمین ہی یا آسمان ہے بستی کا نشان ہی یا خدا کی شان ہی طلوع نشہ ہے یا خمار ہے ظہور سحر ہے یا کوئی اسرار ہے یہ سواد ہے یا نقش مراد ہے وہانسے وہ شہر کوئی دو چار کوس تھا بیتابانہ ڈورا بس نا کے پر جاکے دم لیا خوشیان کرتا داخل دار الامارہ شہر ہوا پہلے ایک باغ ملا جسکے دیکہنے سے غنچہ خاطر کہلا

سبحان اللہ عجب باغ جنت نشان وبہشت آثار تھا جسکا روکار آئینہ بہار تھا
وہ جواہر کی ترصیع وہ گل کاری پہولونکی اوٹ تھی یا چار دیواری ہر دیوار
حسن لطافت دکہاتی تھی شمیم گل بے تکلف نکل آتی تھی چارون کونون پر
چار برج خلاصہ چار گلزار تھے یا قصائد فردوسی کے چار مطلع نمودار تھے دروازہ
عنوان بہشت کا عین تھا یا حور العین کا قرۃ العین تھا دیباچہ شان و شوکت لوح
صحیفہ تجمل سنبہلے ہوئے عنچہ کہلنے مین گل صاحب لوگونکی نشست جسکی پہرہ بند و بست
سوار پیادے ملازم خدام سرگرم انتظام و مصروف اہتمام شاہزادے نے ایک شخص سے
پوچھا کیون بھائی یہ کسکا باغ ہے اور یہ بند و بست کیسا ہو رہا ہے اوسنے کہا اغلب
تو شائد تازہ وارد ہے ناواقف و ناآشنا ہے یہ ملکہ مہ جبین یاقوت پوش کا عشق باغ ہے
یہ گلزار ہمیشہ بہار فردوس و ارم کا چشم و چراغ ہے اور جا بجا جو بند و بست و انتظام ہے
یہ ملکہ کی آمد کی دہوم دہام ہے یہ سنکے اور بہولے شہر کا بھی جانا بھولے فرمایا بس
اب کیا چاہیے کسی طرح اس باغ مین جا کر کہین پوشیدہ بیٹھ رہا چاہیے مگر پہر سوچے
کہ بند و بست کا یہ حال ہے ہوا کا بھی گذر محال ہے یہان تو عاشق دلبر زور زر

نہ کسی سے رسم و راہ نہ شناسائی نہ قدرت صبر نہ مجال رسائی کچھ دیر تردد مین کھڑا رہا
آخر سوچتے سوچتے یہ مضمون سوجھا ظاہر مین تو روپیے پیسے اشرفی جواہر کی قسم
سے موجود تھا لیکن بازو پر ایک لاکھ الماس کا بندہا رکھا تھا اوسکو خیال آگیا
کہا اب کار براری کیا دشوار ہے اسکے سامنے روپیہ اشرفی بیکار ہے یہ جواہر
بیش بہا ہے کہ ہفت اقلیم کا خراج جسکی قیمت کا بیعانہ ہی حقیقت مین لاکھ ہی
یعنی بیمثیل زمانہ ہی اسپر کسی جوہری کی آنکھ پڑے اور قیمت لگے یہ سوچکر اوس لاکھ
کو ہاتھ مین لیکر بڑہا ایک افسر کو مرد معقول و جوہر شناس تجویز کیا اور وسکے پاس
گیا پہلے صاحب سلامت کی پھر یہ بات کہی کہ مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون سیاحی
کے شوق مین بلباس درویشی شہرون شہرون پھرتا ہون جی چاہتا ہے کہ
اس باغ کو بھی ایک نظر دیکھ لون فقط اتنی اجازت پر یہ لاکھ نذر کرتا ہون
اوس جہاندیدہ کو جو یہ جوہر نایاب نظر آیا بے اختیار پانی منہ مین بھر آیا کچھ
کسی طرحکا استفسار نکیا جھپٹ شاہزادی کے ہاتھ سے وہ لاکھ لے لیا پہرہ والے کو
آواز دی کہ میان سنتری شاہ صاحب کو سیر کے لیے جانے دو جبتک ملکہ کی

سواری آئی انہین باغ مین ہو آنے دو اسنے کہا بسم اللہ جائیے شوق سے ایک نظر
دیکھ آئیے یہ سنکے شاہزادی نے تو عزم گلگشت کیا اور اون افسر صاحب نے گھر کا
راستہ لیا اب کہان کی نوکری کیسا انتظام جسے خدا ایسی دولت دی پھر اوسے
دنیا سے کیا کام اوسنے اپنا سوچتیا کیا اور یہ جو یای وقت و مشتاق جانان باغ مین
داخل ہوا دونون کو اپنا اپنا مطلب اپنا اپنا مدعا حاصل ہوا خورشید گوہر پوش کو
ایک ایک پھول پتی سے قدرت کا تماشا نظر آیا مگر تمام باغکو مرقعہ انتظار پایا
شاہزادی کی استقبال کے ارادے تھے گل سوار تھی سرو و شمشاد پیادے تھے سنبل کو
کرب انتظار سے پیچ و تاب تھا ہر پھول ولولہ شوق سے شاہد بے نقاب تھا آفتابی
سورج مکھی لیے کھڑی تھی نرگس کی آنکھہ دروازے سے لڑی تھی گل کرٹکے کی
آواز پر کان لگائے تھے اطفال غنچہ تماشے کے اشتیاق مین سر اوٹھائے تھے کلیان
نسیلے چمیلی کی خوشی کے مارے کھلی جاتی تہین ڈالیان گلون کی آرایش سے
پہولونکی ڈالیان لگاتی تہین سوسن دہ زبان کو خاموشی ناگوار تھی لالے پر
داغ کی گرانی بار تھی نافرمان وادوی کو دیکھکر آنکھہ مار رہا تھا گیند بسنت بسنت

پکار رہا تھا نہرین روانی پر دل دیے تھین موجین بلائین لینے کو ہجوم کرتی تھین
حباب آنکھ سے کنارہ کرتے تھے سواری کا جلوس دیکھنے کو دہر کر اوبہرتے تھے
ہر نہال کیف بادۂ سرور سے سرمست ہر نہر چمن بامید دید آئینہ دست سبزہ بستن لیتا تھا
ہر بیل بوٹی کا خط مدنگاہ تھا طیور نواسنج مبارکباد گاتے تھے طاؤس وجد کرتے عالم مین
دروازے سے باہر نکلے جاتے تھے شاہزادہ لطف گلگشت اوٹھا کر اور لوگون کی آنکھ بچا کر
ایک گوشہ مین جا چھپا وہان پہرہ جو بدلا گیا تو وہ سنتری بہی بدل گیا وہ افسر جب
اپنی گہر پہنچے تلنگی کی بدلی ہو گئی اب کون پوچھتا ہے اور لوگونکو پڑی ہے کیا خیال
کہ باغ مین کوئی اجنبی بہی گہس گیا ہے باہر کے لوگ باہر کا بندوبست کیلیے چپکے
درختون کی آڑ مین چھپے بیٹھے رہے یہان یہ عاشق زار نظر وین سے چپکے بیٹھا اور ادھر
ملکہ کی سواری آئی نقیبون نے بڑہتے عمر و دولت کی صدا دی کڑکیتون نے آواز لگائی
سانڈنیونکی جہم جہم نے اور بیقرار کیا ہٹو بچو کے شور نے ہر شخص کو ہوشیار کیا وردی کی
سلامی اوتری بگل ہوا الٰہی ملکہ جہان سلامت یہ طرف غل ہوا خواجہ سراؤن نے
زنانے کا بندوبست کیا کہارون نے سکہپال کہارونکے کاندہے سے اپنے کاندہے پہ لیا

اور باغ کے اندر لا کر لگا دیا سکھیاں سے وہ رشک ماہ نکلی یا آنکھ سے نگاہ یا غنچے سے خوشبو
یا دلسے آرزو خواصین انمین چلیں بہی تہوڑے سے اوترا وتر کر آگئین بہشت کی حورین
اور اندر کے اکھاڑے کی پریان ایک جگہ جمع ہو گئین اس غنچے سے ہر روش گلزار
ہو گئی عجب گل لالہ پھولا عجب بہار ہو گئی وہ حسینین نازنینین مصروف گلگشت
ہوئین کچھ ادہر ادہر روشون پر ٹہلنے لگین کچھ بلکہ کر ساتھ ہو لین وہ اونکی شوخیان
وہ خوش فعلیان کبھی اٹھلاتی ہوئی یہان کبھی وہان مسلسل چالی لوٹ
کے رنگین رنگین دوپٹے کاندہون پر ڈالے سینے او بہاری نکیلی انداز نکالے سرو کو اونکے
قامت سے سکتا تماشا حیرت سے کہڑا تکتا کسی کی خرام نازنی چکور کے ہوش اوڑا دیے
کسی کی مستانی چال سے طاؤس وجد مین آئے کوئی نرگس سے آنکھ لڑانے لگی کوئی غنچے کو
دیکھکر مسکرانے لگی کسی نے پھول کٹوری مین کھلیے کسی نے گجرے گوندھکر تیار کیے
کسی کے ہاتھ مین پھولون کی چھڑی تھی کوئی کسی کا ہاتھ مین ہاتھ لیے کھڑی تھی
کوئی دست حنا بستہ کی بہار دکھاتی تھی کوئی کلغے پر اونگلیان اوٹھاتی تھی
ایک جوش مین آکر دوسرے سے لپٹتی تھی ایک آگے بڑہتی تھی ایک پیچھے ہٹتی تھی

ایک عاشقانہ غزلین گاتی تھی ایک بلبل کو چٹکیونمین اوڑاتی تھی کسی کی
صدا کسی کی ادا دلکش تھی کوئی اپنے جوبن پر کوئی اپنی چھب تختی پر غش تھی جابجا
پہر نیرا دو نکا پڑا تھا سبزہ رنگو نسے گلزار بہرا تھا اتفاق سے اون نازنینو نکا اوسطرف
گذر ہوا جہان شاہزادہ چھپا ہوا دیکھہ رہا تھا درختو نسے چاندنی کی جھلکی دکھائی دی
پتو نسے آفتاب کی طلعت نمودار ہوئی دہوپ مین چھاون اور چھاون مین
دہوپ پائی اونکو چاندنی کے کھیت کی کیفیت نظر آئی کوئی ہچکی کوئی ٹھٹکی کسی نے
کسی کی آڑ پکڑی کوئی جھک گئی کوئی بیٹھہ گئی کسی کا کلیجہ ہاتھون اوچھلنے لگا
کسی کا دل دہلنے لگا کسی نے کچھہ کہا کسی نے کچھہ کہا حیرت سے آگے کا قدم آگے
اور پیچھے کا قدم پیچھے رہا کوئی بولی الٰہی یہ کیا واردات ہے یہ چاند ہے یا آفتاب دن
یا رات ہے ایک بولی میری آنکھون کو چکا چوند ہے کچھہ کا کچھہ نظر آتا ہے ایک نے کہا
دہوپ چھاونکے عکس سے میرا دل پکڑا جاتا ہے ایک دبی زبان سے پہر یری لیکے
بولی یہ چھلاوا ہے ایک آنکھو نپر ہاتھہ رکھکر گویا ہوئی ادہی یہ شہابا ہے کہ کسی کی بلا ان
نے ہنسکر کہا سامنے کی چوٹ ہے میرا تو دل لوٹ پوٹ ہے کیا صورت بھولی بھالی

مگر ایسا سادہ ہی تم سبکو دیدوں میں چہپی چہپائی ہی ارے دیوانیوں یہ تو کوئی
پرستان کا شہزادہ ہی آدم زاد کا بہیس بنایا ہی دنیا کی سیر کو آیا ہی خدا انکے سمین
کچہہ کچہہ اسرار ہی ہو نہو یہ کسیکا طلب گار ہی اور وزیرزادی نے ملکہ کے چہیڑنکو یہ بات بنائی
گستاخی معاف سہاگ کی گہڑی آئی تمہاری تقدیر کا ستارہ لو مبارک ہو خدائی جوڑا اوتارا
عجب نبہتی کی تو آنکہوں پر پردہ پڑا ہی دیکہیے تو وہ بیاہ کی آرسی مین کون البیلا اتہرا ہی ملکہ نے
تیوری چڑہا کر کہا او ٹٹکارہ کچہہ شامت آئی ہی یہ کیا بکہیاڑی ہی لو خوب چہچلی کی
واری ٹہنڈی گرمی اول تو یہاں غیر ڈالک کجا اور اگر ہوگا بہی تو تیرا ہی
دہکہا ہوگا یہ کہکر دزدیدہ نگاہ سے جو نظر کی تاب صبر باقی نہ رہی عشق کا اسرار
سے ہوئی قدم لڑکہڑائے نزدیک تہا کہ اپنی بیگانی کی خبر نہ رہی قریب تہا کہ غش آجائے
مگر کچہہ سوچکر ادہر ادہر دیکہا بالا ادسی ہمراز کے کاندہی پر ہاتہہ رکہکر آپکو سنبہالا
یہ دیکہکر وہ بہی چپکی ہی آہستہ سے یہ بات کی بس بس دلکو سنبہالیے چہیڑ دینی
ٹالیے ملکہ نے کہا ارے کمبخت زبان بند کر یہ ہنسی کا وقت ہی خدا سے ڈر کیا بلا ہی
بے اختیار میرا دل اوس طرف کہچا جاتا ہی سنبہالنے سے طبیعت بگڑتی ہی ضبط کروں

کلیجہ منہ کو آتا ہی مین بیہوش ہون تو ہی سنبھل میری سر کسون ذرا آگے چل
غرض شاہزادی اونکے کاندہی پر ہاتھ رکھے آہستہ آہستہ قریب گئی اور غور سی نگاہ کی

آنکھ سی آنکھ چار ہوئی برچھی عشق کی سینے کے پار ہوئی

رنگ رخ دیکھتے ہی زرد ہوا — دل مین بے اختیار درد ہوا
منہ سے مشکل کشا کا نام لیا — ہاتھ سے ملکے دل کو تھام لیا
مضطرب جو ہوا دل بیتاب — چہرے پہ چھوٹنی لگی مہتاب
جان و دل مبتلای درد ہوئے — یک بیک ہاتھ پاؤن سرد ہوئے

شوق نے اپنا کام تمام کیا کلیجہ دونون ہاتھوں سے تھام لیا دل مین تاثیر محبت پیدا ہوئی
اوس جمال عالم آرا کی شیدا ہوئی عشق نے نیا رنگ دکھایا بیٹھے بٹھائے فتنہ سوتا
اور فتنہ اوٹھایا چہرہ کا رنگ بہ زردی چھپائی آنکھون مین نشۂ الفت کی سرخی
آئی رشتۂ ننگ و ناموس کو توڑا اپنے بیگانے سے منہ موڑا وہ شاہزادی اپنی نوبہار
گلشن محبوبی کی جو صورت دیکھی دل کے آئینہ کی تصویر آنکھون کے سامنے آ گئی
اوس چہرۂ رنگین کو جو تصور خیالی سے ملایا سر مو فرق نہ پایا گل سے گلا لالا کا [illegible]

ادہر تو یہ رشک چمن ہمہ تن تصویر کی صورت تہا ادہر وہ غیرت گلشن سراپا شکل آئینے کی محو حیرت مشاہدۂ حسن و جمال نے عجب تماشا دکہایا معشوق مین عاشق اور عاشق مین معشوق نظر آیا گہاتین الفت محبت کی دلونمین گہن گئین آنکہون باتین ہوئین پلکین نہ باتین بن گئین اللہ رے تقابل کی صنعت اسی مدہوشی او سی بیخودی اسی سکتہ او سے حیرت دونون ہو الطالب ہو المطلوب کا دم بہرنے لگے اپنی اپنی تعریف کرنے لگے عاشق نے اشارے مین یہ شعر ادا کیا

اتحادیست میان من و تو	من و تو نیست میان من و تو

معشوق نے در پردہ یہ جواب دیا

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

عاشق کی چشمک تہی یہ قامت ہی بالا تہا معشوق کا عشوہ تہا یہ بندہ ہی یار سرو معشوق کی ہنستی پیشانی مین بوستان مسرت کی شان عاشق کی جبین گلستان کی باب پنجم کا عنوان اسکی مہر نوشت رنگین مین حسن کا افسانہ اسکی سطر خط گلزار مین عبارت عاشقانہ اسکی چوٹی بنفشہ کا جواب اسکی زلفون مین عشق پیچی کا پیچ و تاب

اور قبا پہولونکی چادر نگہ شہیدونکی مزار کی آسکی زلف گل کمر رگ گل اوسکی ناف چشم
بلبل کمر تار سنبل آسکی ساق سیمین گلبن اور کف پائی نگارین عارض نازنینان چمن سے
مقابل اوسکی ساق رنگین عہد و ثاق نگہ پستی طالع سے پابگل ہنگام گلگشت
طرفہ سیر دیکہنے والونکا حال غیر ہر طرف حیرت کا جوش گل دم بخود بلبلین خاموش
طاؤس چاہتے تہے کہ آگر گرد پہرین سرو اس ادا دیکہین کہ دوڑکر قدمونپر گرین نرگس
چشم نیم باز سے تکٹکی لگائی سوسن وہ زبان چپ کرون جہکائے صبا راز دار چمن
برگ گلستان دستک زن اطفال غنچہ مسکراتے تہے نہال نہال ہوئے جاتے تہے
المختصر دیدوادید عاشق و معشوق کیفیت عشق طاری ہوئی محویت نے دونون
دلونکو بیخبری کی خبر دی اوسکی نگاہ نے جادو کیا اسکی چشم مست نے متوالا بنا دیا
بیخودی نے اور ہی عالم دکہایا نیم ڈہال ہوئی وہ لڑکہڑایا ملکہ نے وزیر زادی کے

کاندہی پہ سر رکہکے یہ مطلع سنایا شعر
قابو نہ رہا دل پہ وہ صورت نظر آئی
تقدیر کی گردش سے بلا جان پہ آئی
شہزادہ جہوم جہوم کر یہ مقطع زبان پر لایا
کیفیت چشم اوسکی مجہے یاد ہے سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا مین

ملکہ کو تو وزیرزادی نے سنبھال لیا مگر شاہزادی کو بیتابی خاطر نے بیہوش کر دیا
خنجر عشق کلیجے تک اوتر گیا آخر زمین بوس ہو کر غش کر گیا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا
یہ مسافر شکستہ خاطر آفت کا مارا وطن آوارہ کیا جانے کہ ہر سے آنکلا ہے ہیہات
خدا کی ذات نہ یار ہے نہ مددگار ہے عجب پریشانی ہے طرفہ بیتابی ہے غضب میں گرفتار
مصیبت میں مبتلا ہے اسکی پریشانی میں بھی ایک شان ہے معلوم ہوتا ہے
کوئی عالی خاندان ہے شاہزادہ اسکو دل میں درد ہے کہ جب اسکی شدت ہوتی ہے تو بیہوش
ہو جاتا ہے ہے ہے بیکسی اور بے دیسی کے عالم میں کیا سر دھنتا ہے کیا کیا پیچ و تاب
کھاتا ہے سچ ہے عشق مجبور ہے خدا ترسی ضرور ہے غریب پر رحم کھاؤ خدا کی راہ سے جاکر
اوٹھاؤ گلاب کے چھینٹے دو نخلخہ سنگھاؤ وزیرزادی اپنے ٹھکانے سے کب باز آتی تھی
بگڑی صورت بنا کر گویا ہوئی خوب مجھے کیا پڑی ہے جو غیر والے کے پاس جاؤں
کیا میرا باپ بھائی ہے جو بے تکلف ہاتھ لگاؤں حضور میں خدا ترسی سے باز آئی
لونڈی سنگدل ہی سہی ملکہ نے کہا ہمیں ہے کرے بیچاری ہی تھی کہا تو دیوانی ہے جاکر
نہ اوٹھائی وزیرزادی تو دل میں سمجھ گئی تھی ظاہر میں بات کو اوڑا کر قریب گئی

اور زانو پر سر رکھکے کان مین شاہزادی کے چپکے سے یہ بات کہی لیجیے ہوش مین آئیے

زیادہ غش نلائیے معلوم ہوا کہ آپ بیمار ہین جاسے بیزار ہین خدا نے مراد دی

درد کی دوا ہوگئی تو آنکھین کہولو منہ سے بولو اب کیون غفلت کا پردہ پڑا ہے سینے سے لگا

رکھا ہے شاہزادی نے چشم نیم باز سے دیکھکر کہا زہے غریب پروری جو مسافر نوازی

آپکے دل افگار و پر ترس کہایا بے دیار و نکو بندۂ احسان بنایا بے نیاز اسکی جزا دے

اللہ اسکا صلہ عطا کرے وزیرزادی بولی مجھپر عنایت رکھیو وہ خود بدولت گہبرائی

ہین انکو دعا دیجیے یہ بولا مین کسی کو کیا جانون مجھپر تو حضور نے لطف فرمایا

جیسے تو آپکی زانو پر اپنے سر کو پایا وزیرزادی نے جہٹ سے گہونگٹ ہٹا لیا اور تیکھی

ہوکر جواب دیا معقول جو خوش جرات شدی مین آپ پر فریفتہ ہون سلامتی سے

اس صورت پر شیفتہ میری شامت جو بیٹھے کسی کے کہنے پر عمل کیا پہلے سوچ سمجھ لیا

اسنے کہا آپ خفا ہون بیٹھے پر کیا جو حضور کا شکریہ ادا کیا بندہ نے تو نیازمندانہ

ایک بات کہی اچھا آپ خفا تو سہی وہ سہی خیر اب اتنا کیجیے کہ انکو قدمون پر اچھالکے

گرا دیجیے مین انکا طواف کرون انکے احسانکا دم بہرون یہ بولی لو اور رونے لگی

زیادہ واسطے میری عزت سوا ہوئی متوسطی کی خدمت عطا ہوئی لیکن شہزادی سے کہئے
تشریف لیجائیے کوئی دلالہ ڈہونڈہکر لائیے ہی ہی یہ کیا تمہنے نادان ہین بڑے بہولے
بہت انجان ہین انکے پاؤن مین تو مہندی لگی ہے مین اپنی گود مین اوٹہاکر لیجاؤن
اور زبردستی کسی کے قدمون پر گراؤن شہزادی نے کہا تقصیر معاف آپ تو ہوا سے
لڑتی ہین بات بات پر بگڑتی ہین بہت خوب مین آپ چلا آتا ہون اور شہزادہ مسند کی
سجا لاتا ہون یہ کہکر ملکہ کے قریب گیا اور قدمون پر گرنے کا ارادہ کیا اونہون نے کہا
کہ ملکہ نے سر پاتہون پر لیکر کہا ہان ہان ارے صاحب تم کون ہو کچھہ جنون ہو گیا ہے
کیسا احسان طرفہ سہی وزیرزادی کی طرف دیکہکر کہا بہلا او شاہ یہ کیا آپہی آپ لگی
ذہن مین آئی ایسی بلا میرے سر لگائی یہ بیچارہ تو عقل سے معذور کیا ہے اسکے دماغ
بہی فتور ہے اس ہنسی مین آبرو کا نقصان ہمارا ہی دیوانی کچھہ اپنی بیگانگی کو دیکہا
ہی چل ادہر آ اس غریب کو کسی مقام محفوظ مین لیجا ایسا ہو کوئی خفیہ نویس لکھہ دے کہ
اور یہ مسافر مصیبت مین پہنسے خدا جانے یہ بلا ہونا کہانی کہانکی آئی اور کسکے
راہ چلتی کی دن دہاڑے تو مناسب نہین رات کو کسی تدبیر سے نکال دینا اور اگر کوئی

شُدبُد پاکر کچھ پوچھے تو باتوں نہیں اوڑا کر ٹال دینا وزیرزادی نے کہا یہہ بھی خدا کا
دیا سر پر چلو میان مسافر چلو تم چھاتی کا پتھر ہو گئے ہٹو سر کو بڑہ ہو گی ہو یہہ دہیلا
کہانسے آگئے گرا سارا لطف سارا فرخا کمین مل گیا ملکہ نے کہا اری بدزبان اشراف کو
پہچان یہہ شخص اپنے دلمین کہے گا کن شفتلون سے سابقہ ہوا جنہین بات کرنیکا سلیقہ نہین
کوئی انسانیت کا طریقہ نہین وہ بولی بجا ہے مجہپر بھی میان مجنون کی پرچھائین
پڑی ہے میری بھی خدا نکرے لیلی کی طرح کسی سے آنکھہ لڑی ہے جب تو چھپا چھپا کر باتین
کرتی ہون سب کچھ کہتی ہون یہہ بکرتی ہون ہے ہے میرا توجی جلتا ہے تن بدن سے
دہوان نکلتا ہے میان مسافر نکہون تو کیا کہون اپنا دکھڑا اپنا عاشق بنا لون
ملکہ بولی یہہ وہی سچ مچ آپے مین نہین ہے بس بیاد جھک مارکو نکہا چل چخ چل بیجا
القصہ وہ فرحدان اس نسبل نیم جان کو بارہ دری مین لگئی اور بچھی پائین ایک
پلنگڑی بچھوا کر یہہ بات کہی بیٹھیے آپ یہان تشریف رکھیے آرام کیجیے ابھی کہین آنے جانیکا
موقع نہین ہے رات ہونے دیجیے ایک خواص سے کہا اری خاصہ انہین گلوریان بنوا لا
دوسری کو حکم دیا تو حضور کیلیے بیچنی کی ساتک بھر کر لا آپہ بولے آپ بھی کیون بناتی ہین

کس لیے اتنی عنایت فرماتی ہین مجھہ نالائق کی یہ لیاقت ہی کہ اوس خاصے کے
پان کھاؤن اور اوس بچھوان کو منہ لگاؤن اسنے کہا اپنے گھر آئے ہوئے کتی کو بھی
نہین دو تکارتے ہین بھلے آدمی کیا مہمان کو لاٹھی لیکے مارتی ہین فقیر ہین یا تونگر ہین
آدمی آدمی سب برابر ہین ظاہر مین بعضے آسودہ ہین بعضے تباہ ہین
مگر اپنے اپنے گھر کے سب بادشاہ ہین دنیا ظاہر پرست ہی یہان باطن پر نظر نہین صورت سے
تو پایا جاتا ہی کہ آپ بھی رئیس زادی ہین سیرت کی خبر نہین خورشید کو ہر پوش نے
کہا جی وہ شخص رنگا ہوا جوگی ہی بنا ہوا بیروگی ہی دکھانیکو منہ پر راکھہ مل لی ہی
دلمین خاک اوڑ رہی ہی میری صورت اور ہی سیرت اور ظاہر کا کچھہ طور ہی باطن کا
کچھہ طور بندہ ٹھگ گرہ کاٹ لیجیگا اوچکا کو عقل لگانی مین پورا گھر باندھنی مین یکا
وزیرزادی نے کہا صاحب تو زمانی کی ایک مثل کہی یہ نہ معلوم تھا کہ تم ایسا چپ
ہوکر جواب دو گی مین کیا جانون خیر جیسا کہتی ہو ایسے ہی ہوگی یہ باتین اپنے
ملکہ صاحب سے کہیے گا وہ نہین ایسے جواب دیجیگا آپ تو ایسی باتین کہتی ہین جیسے
کوئی جو تھی کا ڈولا معقول کہ تو اہنس کی چال چلا اپنی بھی چال بھولا کہ

عاشق نہین ہو گئین ہین سلامتی سے اور کچھہ خیال نہ لائیے گا آپ ہی آپ دلمین
سوچ سمجھکر ذرا جامے سے باہر ہو جائیے گا شاہزادی نے کہا آپ تو فرما چکی ہین کہ مین
دلالہ نہین ہون یہ ڈومنی ہین کس لیے ہے خیر تشریف لیجائیے جسکی بات ہی وہ اوسے
سمجھے ہوئی ہی وزیرزادی بولی چلو یا تو نکا تو ذرا اوٹھا لیا کچھہ ہو یا نہو مجھہ ڈومنی
تو بنا لیا کوئی بات اوٹھہ نرہی قرار واقعی بدزبانی کیجیے اب گالیان دینی باقی ہین
دو چار گالیان بھی دیجیے آپکو تو اسکا جواب کیا دون بہت اچھا مین ملکہ صاحب سے
جاکر ڈومنی بنکو سنتی پچھتی ہون یہ کہکر چمن بچمین ملکہ کی پاس آئی اور تیوری چڑھا کر
یہ بات سنائی آپ جانین آپکا مہمان جانے مجھے کچھہ کام نہین آتی تو یہ اس مردو کی
زبان مین لگام نہین ملکہ بولی کیا ہوا کیا کہا کچھہ تو نے بھی چھیڑا ہوگا اپنی خطا تو نہین
بیان کرتی ہی دوسرا اولٹا الزام دھرتی ہی خیر چچھوری کے تلو دم لو صبر کرو شاہزادی کو
مین خود چلکر اسکی روبکاری کرونگی تجھے بھی اور اوسے بھی دونون کو سمجھا دونگی
وہ بولی جی ہان وقت پر جھوٹ سچ ظہور مین آ جائیگا کیا میان بی بی کا جھگڑا ہی کہ رات کو
فیصلہ کر دیا جائیگا خدا نکرے مین کسی کی عاشق نہین جو مجھے نہین کیون اسطرح کی

باتین کہین ملکہ بولی کہہ تو دیا اب کیون بکتی ہی ناحق آگ بگولہ بنکر ہوا سی ٹوکتی ہی
تو عاشق نہین اچھا مین عاشق ہون اب تو خوش ہوئی کیا پردی پردی مین کہتی ہی شاکر ہی
اللہ ری شوخی وزیرزادی نی مسکرا کر سر جھکا لیا اور ادہر ادہر دیکھ کر ٹال دیا شام کو
ملکہ وزیرزادی اور دو چار رازدار خواصون کو ساتھ لیکر شاہزادی کی پاس آئی اور چھپر
سی صندل پر ہاتھ پکڑ کر لائی وزیرزادی نی کہا کسی سی کہہ دو بہت روشنی کی ضرورت
نہین فقط دو دالی لی آئی اور خبردار اب کوئی بی اطلاع آنی نہ پائی پیشکار ایک خواص دوڑ کر
دو لگن اوٹھا لائی ایک خاصدان لی آئی ایک پیچوان لگا لائی اکی خاصدان کو ملکہ
کی گلوری دی اور کہا بس اب شتابی سی ہو چکی کہ دل کی دل کا دل کر پاتین کہو کا ملنا
بر طرف لحاظ موقوف اپنا نام شریف تپائی کچہ دل شریف کا اپنا پتہ بتائی کہان سی آنا ہوا
کہان تشریف لیجائیگا آگی بیٹھنی کا قصد ہی یا یہین قیام فرمائیگا اس شہر مین کس لیے
تشریف لائی یہان کیونکر آئی شاید اس باغ مین آئی ہو تو کہیئی دو بجی وقت دروازے
پہونچ سکی یہ خواجہ سرا کمبخت ایسا ہاتھ جاتی ہین کہ آہ دوا بیچاری گھبراتی ہین خیر ہوا
کہ مین آئی تھی اگر بڑی حضور آتین ہوتین تو قیامت ہو جاتی خدا جانی کیا غضب ہوتا

کیا آفت آئی رسیدہ بود بلائے ولی بخیر گذشت ہرچند کہ وہ بھی اشراف کو پہنچانتی

بھلے آدمی کی قدر جانتی ہین مگر غصہ ستم ہی ساری محل کا لہو پیر دم ہی لو مین تو اپنی

داستان کہنی لگی اے آپ اپنا حال فرمائیے ہمپر تو یہ گذرتی رہتی ہی کچھہ اپنی بیتی

سنائیے شاہزادہ نی کہا کچھہ نپوچھیے ایک فسانہ طولانی ہی جس سی انسان کو وحشت ہو

یہ وہ کہانی ہی اپنی تباہی کی کیفیت کیا کہون مختصر یہ ہی کہ مین فلانی جگہہ کا رہنی والا ہون

شکار کھیلنی نکلا تھا اتفاق سی یہان آگیا ملکہ بولی معلوم ہوتا ہی آپ اوس شہر کی

رئیس ہین یا بادشاہ جب ہی ہم لوگون کی سب طریقون سی خبردار ہین سب باتون سی

آگاہ ہین وزیرزادی سی مخاطب ہوکر کہا ہی کمبخت شرافت بھی کیا چیز ہی اسکا جلوہ

ہر حال مین نظر آتا ہی شریف ہر محجوب الخلقت ہو مگر رویت ہی سی پتا لگ جاتا ہی

اوسنی کہا جی ولی کو ولی پہچانتا ہی موتی کی قدر بادشاہ جانتا ہی یا جوہری جانتا ہی

ع قدر جوہر شاہ داند یا بداند جوہری + آپ تو میرا فیصلہ کرنی آئین تہین یا ست کی

نشان دیکھکر محو ہو گئین یہ باتین تو چار پہر نہ تمام ہونگی رات بہت ہی آپ آرام کرین

تو کہین نہین مجھی اجازت ہو کہ مین جاؤن چلو میان وس کی رئیس ادہی غور کی

شہزادی تمہین تو مین چوہی کی راہ سی نکال آؤن ان بی بی کا کچھہ نہ بگڑیگا صبح کو
مجھپر آفت آئیگی میری ناک چوٹی مفت مین کاٹی جائیگی ملکہ نی کہا اری عقلامہ تو اس
قابل ہی کہ تیری زبان سنسی سی کھینچ لے سوا میری اور کوئی ان باتون کو کیا سمجھی
مجھپر بھی آوازی آتی ہے ان بیچارون کو بھی بناتی ہر ایک کو سمجھاتی ہر ایک کو
وہمیر اکرتی ہے اری تیری بوٹی بوٹی کاٹی جائی تو مجھے آہ نہ آئی وہ بولی دور پرے
میری دشمنون کی کیا خطا ہی اس بات مین خیر خواہی کی یہی سزا ہی مجھے کیا آپ اپنی
فعل کی مختار ہین مین نہ آتو ہون نہ اوستانی نوکر کی بات مانی مانی نہ
مانی لیجیے مین تو جاتی ہون کل کو اگر بڑی حضور پوچھین گی تو اپنی بیچ سی قسمین
کہا لونگی چھنگاسی پر ہاتھہ رکھہ دونگی بڑی روٹی اوٹھا لونگی کہ بیٹی نے تیپر سمجھایا لیکن
شہزادی کے کچھہ دہیان مین نہ آیا ملکہ نے منہ بنا کر کہا جا دفان ہو کون موئی
تہنکاری کی منہ لگے کر پیشیان ہوئینگی وزیر زادی اوٹھہ لئی خواصون نے
بھی اپنی اپنی راہ لی پھر تو نہ معشوق کو تاب حجاب رہی نہ عاشق کو یارائے ضبط
رہا اسنے اپنا حال دل کہا اسنے اپنا حال دل کہا ملکہ نے اپنی مہر و محبت کا اقرار کیا

شاہزادی نے اپنے شوق واشتیاق کا اظہار کیا اشعار

رو کر یہ کہا کہ اے گل اندام | سرمایۂ ناز و عیش و آرام

ای نیّر اوج دلربائی | ای کوکب برج خود نمائی

ای دلبر دلربا و دلدار | ای راحت جان عاشق زار

ای صورت حسن عالم افروز | ای معنی نقش حیرت آموز

صورت نے تری مجھے لبھایا | آئینے نے حیرتی بنایا

الفت تری ہو گئی گلوگیر | بت بن گیا دیکھکر وہ تصویر

آخر نہ قرار دل کو آیا | یہ شوق یہ جذب کھینچ لایا

تا چند یہ عشق کی کہانی | ہین عاشق جان بلب ہون جانی

ہی حب وطن نہ یاد گھر کی | نہ پاؤن کی ہے خبر نہ سر کی

آوارۂ کوہ و دشت و ہامون | لیلی جو ہی تو تو مین ہون مجنون

نالون نے زبان کو کام ہردم | لب خشک ہین نم ہی چشم پرنم

ہے دیدۂ شوق محو دیدار | مشتاق وصال ہی دل زار

اللہ نے شکل یہ دکھائی | صد شکر کہ آرزو بر آئی

اس تقریر سے ملکہ کے دل پر تاثیر ہوئی کہ بے اختیار آنسو نکل آئے دونوں طرف ولولۂ شوق ہوا ادہر عاشق نے ہاتھ بڑہائے اودہر معشوق نے ہاتھ بڑہائے ایک مرتبہ دونوں کو جوش ہوا طالب مطلوب سے اور مطلوب طالب سے ہم آغوش ہوا ہای وہ عاشق کی بیتابی وہ معشوق کی بیحجابی اودہر توجہ اور التفات ادہر بیچینی کی بات کبھی منہ پر منہ رکھدیا کبھی لب پر لب رکھکر اظہار اشتیاق کیا اودہر کرشمہ و ناز ادہر تمنا اور نیاز اودہر ذرا سی جہجک تھوڑی سی آن بان ادہر بالکل بے تکلفی کے سامان ادہر شہوت نفسانی اودہر ولولۂ روحانی

تھی مائل لاگ لپٹ دونوں | پیکے شراب وصلت دونوں
عاشق کا لپٹ کے پیار کرنا | معشوق کی سسکیاں وہ بھرنا
بوسے کا اوسے خیال آنا | شرما کے وہ اوس کا منہ چھپانا
تھا محرم راز ہاتھ ایسے | چولی دامن کا ساتھ جیسے
بلبل کو وصال گل کا تھا جوش | پروانہ تھا شمع سے ہم آغوش

گویا تھا یہ آئینہ وہ تصویر	اس شوق سے تھا بغل گیر

شاہزادہ تو بالکل مدہوش تھا مگر ملکہ کو کچھ کچھ ہوش تھا جب کچھ اور ارادہ کرتا تھا
تو وہ ٹال دیتی تھی بیخودی کے عالم مین بھی بگڑی ہوئی بات کو بنا لیتی تھی بار بار
یہ کہتی تھی خورشید گوہر پوش ہوش مین آؤ کچھ اور خیال دلمین نہ آنے پائے
ایسا نہو کوئی گل پھولے پردہ فاش ہو جائے انشاء اللہ یہ دن بھی دکھائیگا اگر ہم
زندہ ہین تو وصل حقیقی بھی ہو جائیگا طرفۃ العین مین آسمان نے گردش کی
پلک مارتے مین تقدیر سو گئی ہنوز جی بھر کے بوس و کنار نہوا تھا کہ صبح ہو گئی شعر

رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ	تھی شب وصل کھل گئی جو آنکھ

سفیدی کی طلوع سے دونون پر بجلی گری موذن کی تکبیر سے دونون کے دلون پر
چوٹ سی لگی طائرون کی آواز تیر کی آواز ہو گئی نسیم سحری ہواے ناساز ہو گئی عاشق
گھبرا کے معشوق کا منہ دیکھنے لگا ملکہ نے تسلی دیکر کہا کیون گھبراتے ہو خدا کو یاد کرو
گیا آج ہی کی رات تھی بس فرصت کی یہی بات تھی پھر روح شاد و کام ہو گی
پھر شام ہو گی وضو کرو فریضہ سحری ادا کرو انشاء اللہ اطمینان خاطر کی دعا کرو

ہای تمنے اپنے ساتھ مجھے بھی ستیاناس کیا نہ اپنی وضع کا نہ میرے ننگ و ناموس کا
پاس کیا بھلے انجام کا خیال نہ آیا آپ دیوانی ہوئے مجھے بھی دیوانہ بنایا اب جو ہونی ہو
سو ہو جو کچھ تقدیر دکھائے وہ دیکھو جب تک میری جان میں جان ہے پریشان
نہو شوق سے اس باغ مین رہو مین دوسرے تیسرے صورت دکھا جایا کرونگی
کسی نکسی بہانے سے آیا کرونگی یہ باتین ہو رہی تہین کہ وزیرزادی نے آکر تسلیم کی
ملکہ نے مسکرا کر یہ بات کہی پھر تو آئی یہہ منحوس صورت دکھائی وہ بولی نگوڑی
ویسے مجبور ہون بے دیکھے بہی تو چین نہین آتا کیا کرون جی تو یہ چاہتا ہے کہ تمکو
صورت نہ دکھاؤن آپکو اور ان ڈلی کا مل کو یہین چھوڑکر چلی جاؤن لیکن بے مروتی
کی بات نہین دشمنون کے طعنون سے نجات نہین انجان اپنی جگہہ پہ کہین گے کہ بڑی
نالائق تھی ایسی وقت کو چھوڑکر بیٹھ رہی گستاخی معاف ہاتھ منہ دہو ڈالیے
ہوش مین آئیے آئینہ دیکھیے زلفین بنائیے کیا کیسی دھینگا مشتی ہوئی ہے سلاستی
خوب درستی ہوئی ہے دیکھیے آگے آنچل ڈالیے چھوٹے کپڑون کو سنبھالیے غرض اوس
اگر ناگرم نے ایسی شوخیان کین کہ ملکہ نے شرما کر آنکھین جھکا لین اشارے سے کہا ذرا

میرے پاس آ جب وہ پاس آئی تو چپکے سے بولی نصیبونکا لکھا تو پورا ہوا سوچ یہ ہے
کہ دیکھیے اب کیا ہوگا میرا جی چاہتا ہی کہ انہین اسی باغ مین رکھون اور مہینے مین
دو ایک مرتبہ آیا کرون لیکن اندیشہ مآل ہی افشای راز کا خیال ہی وہ بولی مین سبکا
بندوبست کیے لیتی ہون ابھی سب درستی کیے دیتی ہون کچھہ اسکا تردد نفرمائیے ہاتھہ منہہ
دہوئیے حقہ پیجیے پان کھائیے یہ کہکر اوٹھی اور باغبانونکے چودہری کو بلوا کر یہ کہا
کہ میری منہ بولی بہن بیمار ہین وہ یہان رہکر دل بہلائینگی اور دو چار دنکے بعد
جب طبیعت بحال ہو جاے گی تو چلی جائینگی خبردار کوئی مرد اس باغ مین آنے نپاے
بلکہ عورت بھی نجانے پاے انہین خفقانکی بیماری ہی غیر لوگونکو دیکھکر گھبرا اٹھتی ہین
رات دن منہ لپیٹے پڑی رہتی ہین پہرون لونڈیونکو سامنے نہین بلاتی ہین اور جب
بڑی حضور کی آنی کی خبر ہوگی تو مین کہلا بھیجونگی بلکہ انہین ایک دن شبیر بلالونگی
دیکھہ خبردار جسطرح کہدیا ہی اسیطرح عمل مین لانا بلکہ دو چار دن تک کو بھی اپنے گھر
نجانا اوسنے ہاتھہ باندھکر عرض کیا بہت خوب جیسا حکم ہوا یونہین ہوگا شہزادی
بولی ہان بہتا مین بہت خوش ہونگی خاطر جمع رکھہ تجھے اسکا انعام دونگی

یہ کہکر پانچ اشرفیاں اوسی چپکے سے دین اور بولی یہ تو لیجا باقی پہر کسی دن سمجہا
جائیگا وہ تو خوش خوش دعائین دیتا ہوا اپنی طرف راہی ہوا یہ مسکراتی ہوئی
ملکہ کے پاس آئی کہا لیجیے حضور مبارک ہو لونڈی یہ حکم بہی بجا لائی ملکہ نے پوچہا کیا تدبیر
کی اسنے سب کارگزاری کا بیان کہدی شاہزادی یہ سنکے بشاش ہو گئی اسنے خواصونکو
آواز دی اری حضور کا منہ ہاتہہ اگر دہلا دو کنگہی چوٹی لاؤ سنگہار دان لاؤ شاہزادی
کیطرف دیکہکر کہا ابہی ماندگی سفر کی نہین اوتری ابہی سستی طبیعت کی نہین گئی
آئیے یہان تشریف لائیے غسل کا سامان کیجیے چوکی پر جائیے خورشید کو پہر ہنسی
کہا کیا آپ خواب مین آئین تہین جو بندیکو نہانے کی احتیاج ہوئی میری تو تمام
رات آنکہ نہین جہپکی مجہے کیون غسل کی حاجت ہونے لگی وزیرزادی بولی آپکے
خوابمین آنے والین سلامت ہین مین کیون آتی مجہے کیا پڑی تہی کہ خدا واسطے اگر
سوتے فتنے کو جگاتی اچہا غسل شیطانی نہ سہی رحمانی سہی کچہ دلکی نیت ہی
کچہ زبانی سہی ظاہر مین آپ ایسی ہی پارسا ہین ویسے ہی باخدا ہین انہین تو
نام سے نفرت ہی بڑی نیک بندی ہین بری کام سے نفرت ہی ملکہ بولی جبتک

دو دو نوکین ٹُکر نہین لیتی چین نہین آتا کچھ نہو بے منہ آئے رہا نہین جاتا ارے چھوکرو

برا سمجھنا انصاف سے دور ہے جناب مریم کی عصمت اور حضرت یوسف کی پاکدامنی

مشہور ہے پاک محبت مین فرا ہے نگوڑی بُری کام مین کیا ہے تو بھی کتنی بیوقوف ہے

عشق مشق کیا اسی موقوف ہے وہ بڑا احمق ہے جو جان بوجھکر جھک مارتا ہے حرام کوٹھی پر چڑھکر

پکارتا ہے شہزادی سمجھی کہ ابھی وہ بات نہین ہوگی گردن ہلا کر چپ ہو رہی بسجی و چڑھی ہے

تک چھل بہل رہی دل لگی رہی چہل پہل رہی ہنگام چاشت کھانا آیا انہین دو تین

آدمیون نی تخلیے مین بیٹھکر کھایا ملکہ نے شاہزادے سے کہا لو صاحب مین تو جاتی ہون

تم یہان رہو اپنے بس کی بات نہین مین بھی مجبور ہون تم بھی مجبور ہو یہ کہکر

سواری مانگی عاشق کو روتا ہوا چھوڑ کر روتی ہوئی سوار ہوئی ادہر ملکہ کا

محل مین داخلہ ہوا ادہر بادشاہ کو یہ پرچہ گذرا کل ایک شخص مسافر صورت فقیر

وضع ایک انگرکھا الماس کا بیش قیمتی فلان افسر کو رشوت مین دیکر گلزار ارم مین گیا

اور جب ملکہ کی سواری آئی تو خواجہ سرا اونسی غفلت ہوئی کہ شاہزادی اوتر گئی

اور وہ مسافر وہین رہا بلکہ ابتک وہ شخص وہین ہے اور کسی کو خیال نہین زیادہ اوس

آگے عرض کی مجال نہین بادشاہ پیچ پیچ پڑکر آگ ہو گیا اس عاشق شوریدہ سر اور اوس
سپاہی ہندو زر کی گرفتاری کا حکم دیا تمام دربار مین تہلکہ پڑ گیا لوگ دوڑے اور اون
دونون کو لاکر حاضر کیا پہلے اوس افسر پر عتاب ہوا اور خانہ تلاشی مین انگوٹھی
دستیاب ہوا جہان پناہ نے اوس جواہر نایاب پر جو نگاہ کی تو کمال حیرت ہوئی کبھی
اوس انگوٹھی کو دیکھتا کبھی شاہزادہ کو دیکھتا یعنی کیا تصویر بنا گیا پہر جو ہوش مین آیا کہا
اے شخص تو کون ہے بولا مسافر ہون پوچھا نام کیا ہے کہا عبداللہ فرمایا یہ انگوٹھی کہان
پایا جواب دیا مفت ہاتھ آیا کہا باغیون کے یہان سے بولا سمجھا بادشاہ غصے مین
مبہوت ہو رہا تھا چاہتا تھا حکم قتل دے کہ وزیر نے کانون جہک کے عرض کیا اسکی
گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ شخص قابل ہے پیرو مرشد یا شہزادہ ہے یا کوئی عارف کامل
ہے اسمین کچھ اسرار ہے کچھ سبب ہے خداوند نعمت مقدمہ غور طلب ہے اگر حضور کو تحقیق
منظور ہے تو دو ایک دن کا تامل ضرور ہے سلطان والا شان نے وزیر خوش تدبیر کی
رای کو پسند کیا بعد تامل اوس افسر کی نسبت حکم قید اور شاہزادہ کی نسبت حکم
نظر بندی دیا یہ خبر جو ملکہ کو معلوم ہوئی کہ سرکار مین پیچ لگا اور شاہزادہ گرفتار ہو گیا

دم نکل گیا کہا واے تقدیر جس بات کا اندیشہ تہا آخر اوسیکا سامنا ہوا

یہ خبر تہی کہ خنجر خون ریز ۔ یہ وقائع تہا یا کہ دشنۂ تیز
دلپہ رنج والم ہوا طاری ۔ ہوئے آنکہونسے اشک خون جاری
جان رنجور تن مین گہبرائی ۔ دفعتاً منہ پہ مردنی چہائی
ہوگئی زرد عارض گل رنگ ۔ دل پہ برچہی لگی جگر پہ خدنگ
یک بیک زندگی سے یاس ہوئی ۔ اوڑ گئی ہوش بدحواس ہوئی
دیکہکر آسمان کو اک بار ۔ روکی بولی کہ او جفا کردار
ہاے کس کا عوض لیا تونی ۔ ارے ظالم یہ کیا کیا تونی
جسکا ڈر تہا وہی گہڑی آئی ۔ واے تقدیر واے رسوائی
راحت اک دم کی دم اوٹہائی تہی ۔ نوبت وصل بہی نہ آئی تہی
کہ ہوا رشک او ستم ایجاد ۔ شاد ہوتے ہی کردیا ناشاد

اوسی اضطراب مین وزیرزادی کو بلوا کر کہا جو مین کہتی تہی وہی ہوا یہانتک ہی
اسی دنکو روتی تہی ہے ہے اسی فکر مین جان کہوتی تہی ہاے میرے لیے اوس غریب

یہ آفت آئی ہاے آبرو بھی گئی جان بھی گئی خاک میری اس زندگی پہ ایسے جینے سے
دل ہٹ گیا زمانے کے صدمے اوٹھا کر کلیجہ پھٹ گیا لے میں تو زہر کھا لیے لیتی ہون
جان دیے دیتی ہون نہ زندہ رہونگی نہ صدمے سہونگی وزیرزادی بولی کچھ چارہ نہیں ہے
شدنی کو کوئی کیا کرے انقلاب تقدیر کی کیا دوا کرے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے
یہ تو عشق کا اک ادنے سا کرشمہ ہی یہ وہ پتھر ہے کہ شیشۂ ننگ و ناموس کو توڑتا ہی
یہ عاشق اور معشوق دونون کو نے رسوا کیے نہین چھوڑتا ہی اس خانمان خراب کے
عجب کارخانے ہین جہان اسکا نام سنا پھر دوست دشمن ہین اپنے بیگانے ہین
چاہ کی افتاد کوئی حضرت یوسف سی پوچھا عشق کی روداد کوئی زلیخا سی سنا
جب دل دیا اور عذاب جانپر لیا پھر رونا پیٹنا کیا اس راہ مین لیے پھر جانیے آن مصیبت
مین جیسے جانیے خدا سے التجا کرو اللہ سی دعا کرو وہ کارساز ہی بندہ نواز ہی میرا دل
گواہی دیتا ہی کہ یہ آفت بہت جلد ٹل جائیگی خدا نکرے کسی کی آبرو پر حرف آویگا
نہ جانپر نوبت آئیگی انا جان انا جان سی یہ حال کہہ رہے تھے مین چھپکے سے سنا کی
مجھے اسکی ساری کیفیت ساری حقیقت معلوم ہو گئی انا نے حضرت کو سمجھا دیا

که یه کوئی شهزاده هے اب قبله عالم کا کچهه اور اراده هی اسے قید نهین کهتی یه براے مصلحت
چشم نمائی هے ایسی بهڑکتی هوئی آگ کا ٹهنڈا هو جانا فقط اوسکی کبریائی هی اوسکی
رحمت سی بگڑا هوا کام سنورتا هے اضطراب سی کچهه فائده نهین دیکهو تو مسبب الاسباب
کیا کرتا هے ملکه نے کها ایسے نصیب کهان اب مین کهان وه غریب کهان مین خوب جانتی
هون که عشق کا یهی انجام هے مگر دلکو کیا کرون که اسکے هاتهو نسے کام تمام هی کا
ره ره کر جی گهبراتا هے نه چین آتا هی نه قرار آتا هی وزیرزادی جون جون سمجهاتی تهی
شاهزادی اور مضطرب هوتی جاتی تهی کهانا تها نه سونا تها هر گهڑیکا ٹهنڈا تها هر گهڑیکا
رونا تها کبهی اپنے بیگانے کی آنکهه بچا کر اشک بهاتی تهی کبهی لوگون کو دیکهکر آنسو
پی جاتی تهی کبهی بیقرار هو کر محل کے کوٹهے پر جاتی اور جس مکان مین شاهزاده نظربند تها
اوس طرف دیکهکر یه سناتی نظم

هاے اے میرے عاشق و شیدا
دن ڈهلا شام غم هوئی پیدا

یه مصیبت کهان یه قید کهان
هاے اے میرے یوسف زندان

معاذ الله عجب آفت تهی عجب مصیبت تهی

بس اسی بیقراری اور آه و زاری مین رات گذری صبح کو دستور المعظم حسب دستور

دربار شاہی میں حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو بوسہ دیکر عرض کیا جب تک اوس
مقدمہ کی تحقیقات عمل میں آئے حکم ہو تو وہ آئینہ جواہر خانے میں رکھوا دیا جاوے فرمایا
اچھا کیا سنا تھا پس جواہر خانہ کا داروغہ طلب ہوا اور وہ جواہر خوش نما بہ ہزار آبرو اوسکے
سپرد کیا گیا حسن اتفاق دیکھئے بسبب پیرانہ سالی کے وہ آئینہ اوسکے دست تصرف سے گرا
بس گرتے ہی نگ الگ تھا اور خانہ الگ تھا اب جو اوس خانے میں ایک کاغذ تھا اوسپر
تحریر تھا فی الاصل وہ نوشتہ تصدیق تھا وہ کاغذ تھا یا صورت حال تھا وہ کسی کاتب کی
یا قلم کی کھینچی ہوئی تصویر تھی وہ نگ آئینہ اسکندری تھا وہ خانہ آئینہ کا گھر تھا وہ تحریر اوس آئینہ کی
تحریر تھی یا خورشید کا پھر روشن کو یا پتنگ تھا اور وہ صحیفہ کتاب آسمانی تھا ہر نقطہ اوسکا آئینہ
اور ہر حرف اوسکا اعجاز کی نشانی تھا جب وہ خط پڑھا تو اور اعتقاد بڑھا بادشاہ نے پوچھا کیا ہے عرض کی
کسی مولود کا زائچہ ہے حضرت نے جو اوسکو آپ ملاحظہ فرمایا تمام حال اوسمیں پایا
وہ زائچہ کسی شہزادے کے طالع شناس نے بنایا تھا زائچہ کیا تھا یا معجزہ دکھایا تھا تمام
حال ما کان و ما یکون قلم سے کہہ دیا تھا سب خانوں کو کیفیت واقعی سے پر کیا تھا
یہ بھی تحریر تھا کہ یہ نومولود عاشق تن ہوگا پندرھویں برس میں پیچ و تاب عشق میں

یہ پیشانی تحریر پیشانی ہے ظل سبحانی نے اوس مضمون کو وہی جانا کہا ہان وزرا
اوس لڑکے کو لانا وزیر بولا خانہ زاد اوس صاحبزادے کو ابھی لایا بس شہزادہ ہاتھون
ہاتھ آیا حضرت نے بکمال التفات یہ بات کہی تم خورشید گوہر پوش کو جانتے ہو
اسنے کہا جی پوچھا یہ کون ہے بولا سلطان ابن السلطان فرمایا اسکا وطن کہان ہے
کہا فلان شہر جنت نشان ارشاد ہوا اسکی کیفیت جسقدر معلوم ہو حضور مین بکم و
کاست عرض کر اسنے کہا یہ شاہزادہ عالی نسب والا حسب جمیع صفات جمیلہ سے متصف
ہے ایک زمانہ اسکی فضل و کمال کا معترف ہے حکمت مین پیر ہے فطرت مین جوان ہے
اللہ کی قدرت ہے خدا کی شان ہے حسین جمیل بہادر سخی عالم کامل جوان صالح
متقی مشہور ہے کہ ایکدن شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کی تعاقب مین گھوڑا ڈالا
لشکر سے جدا ہوگیا اتفاقیہ باغ سلیمانی مین جا نکلا اور محمود شاہ نامی درویش
حقیقت کیش کی خدمت مین پہونچا وہان کسی شاہزادی کی تصویر تھی اوسے
دیکھکر عاشق ہو گئے ہین کہ اب وہ یار کی راہ لی ہے بمصداق السعی منی والاتمام
من اللہ آزمایش تقدیر کی ہے بادشاہ نے کہا پھر وہ اوس مقام تک پہونچا یا نہوا

کہا نہیں بافضال خدا پہونچا مگر ارشاد کیا بھلا وہ کون مقام ہے یہ بولا کسی
جواہر کے نام پر اوس شہر کا نام ہے اَلکِنَایَۃُ اَبلَغُ مِنَ التَّصرِیحِ کی بھی تصریح
اَلعَاقِلُ تَکفِیہِ الاِشَارَۃُ کی بھی توضیح ہے بہمہ وجوہ تصدیق ہو گئی وہ شاہزادہ
بھی شاہزادہ ہی بسبب اتحاد ازلی اور مشیت ایزدی دل گرفتہ و دلدادہ ہی وزیر نے
اشارے سے عرض کیا دیکھیے غلام نے یہ کہا تھا یاقوت شاہ وہ شادی کا رقعہ لیے ہوئے اوٹھا
اور مسکراتا ہوا داخل محل ہوا چلتے وقت وزیر سے یہ کہتا گیا کہ اس لڑکے کو حمام میں بھجواؤ
اور نہلا دہلا کر پوشاک بدلواؤ ملکہ مہ جبین کی پاس نے جا کر یہ سب حال کہا اور دیر تک
میاں بی بی میں باہم مشورہ ہا غرض اوس نقشہ دوران زیبا و شاہ سے کہا حضور
صاحب آخر یہ فرض ادا کرنا ہے کہیں نہ کہیں اس ناکتخدا کو کتخدا کرنا ہے شکر کا مقام ہے
خدا نے گھر بیٹھے لڑکا بھیجا یا قربان اوسکی کارسازی کے ہر کام کیا نام خدا سب ہی اچھا
گھر بھی اچھا ہے سب اچھا اور تامل کرنا چاہیے مثل مشہور ہے مشرق کی بیٹی مغرب کا بیٹا
ہو یا یہ سنجوگ دونوں کی جنم پتری میں لکھا ہوا تھا اگر صاحب میں اعتبار ہو تو بھی
بات کا کیا اعتبار ہے یاقوت شاہ نے کہا نہیں میری بھی یہ رائے ہے [illegible]

اسکی صلاح دی ہے بہتر اچھا شادی کا سامان کرو اچھی تاریخ اچھی ساعت اچھا دن
دکھلوا باہر نکل کر وزیر سے کہا تو خورشید گوہر پوش کو اپنے گھر لیجا اور جو رو عصمت
قرار پائے اوس دن برات لیکر آوے وہ بولا بہت مبارک سبحان اللہ اس بات کی کیا بات ہے
ماشاء اللہ طرفین میں درجہ مساوات ہے خانہ زاد کی بھی یہی صلاح تھی حضور تو
روشن ضمیر ہیں عرض کرنیکی نوبت ہی نہ آئی یہ کہکر تسلیم کی اور دیوان خاص سے
باہر آیا آتے ہی ایک ہاتھی چتر اٹھوا دیا منگوایا آپ خواصی میں بیٹھا شاہزادی کو آگے بٹھایا
بجمال حشم و خدم نہایت تزک اور جلوس سے اپنے گھر لایا گھر گھر یہ چرچا ہوا انہیں سے
اونہیں سے کہا بادشاہی محلات میں بھی یہ دھوم ہوئی الہی شکر ہے شاہزادی کی
ٹھہر گئی انا چھوچھو دوا دائیوں نے دولہن کی ماں کو آکر مبارکباد دی بولی ہاں
بی بی ہونہار اونکی قسمت کی سن لی وزیرزادی ہنستی ہوئی شاہزادی کے پاس گئی
اور چٹکی بجا کر بولی کچھ بسنت کی خبر ہے کیسے عاشق کی آہ میں اثر ہے معشوق کی
آہ میں اثر ہے ابھی تو آپ آٹھ آٹھ آنسو روتی تھیں کسقدر بیتاب تھیں کیا کیا اودھم
ہو رہی تھیں ابھی اضطراب تھا ابھی دل ٹھہر گیا اللہ کیا ہنسی کو ضبط کیا ہے کیا بات ہے

منہ پھیر لیا ہے ذرا ادھر توجہ فرمایئے یہ ہنستے ہوئے لب چمکتی ہوئی پیشانی نیند کو
بھی دکھایئے ملکہ نے ہنسکر کہا آج محل میں مبارکباد کیسی ہے کس امر کی شادی ہے
کس بات کی خوشی ہے کچھ تجھے بھی خبر ہے کچھ تو بھی سن آئی کیا شاہزادے نے قید سے
رہائی پائی وہ بولی میں کیا جانوں کیا میں کسیکی خبر پوچھتی پھرتی ہوں اور بالفرض
جانتی بھی ہوں تو کیوں کہوں گھبراہٹ کیا ہے جلدی کیا ہے جب میرا جی چاہیگا
بتاؤنگی کچھ مٹھائی کھلاؤ ایسا کیا چراغی چڑھاؤ گی تو خیر ایک خوشخبری سناؤنگی ملکہ نے
کہا جلدی کہہ کیا ہوا یہ بولی ہوا کیا فضل خدا ہوا حضرت کو اون ولی کامل کا
شاہزادہ ہونا ثابت ہو گیا وہ صورت او [illegible] کی کو اپنا بیٹا کیا
میری چھوٹی بہن سے اونکی [illegible] باجان بھی حسب الحکم اقرار کر لیا ہے
اب دو چار [illegible] میں سیر مانجھا آئیگا مہندی آئیگی کہیں چوتھی
آئیگی برات آئیگی [illegible] بولی الٰہی شکر اوس غریب کی جان بچی خدا نے بڑی بلا سے بچا دی
[illegible] سناتی ہے ناحق اٹھلا اٹھلا کر باتیں بناتی ہے تو ہو پھیری
چھوٹی [illegible] ی دیوانی اری خفقان ہوش میں آ اس بانکی سے دولہا کا

یہ حال ہی کہ خوش قطع مرد کو دیکھکر پھسلی جاتی ہین ایک کو سائی ایک بائی
اسی سکھ اڑاتی ہین اور سیر سنہ آتی ہین چھپائین پھوپین ایسی چھنالون کی ساتھ سے
خدا بچائی اللہ کسی کی بہو بیٹی کو انکے پاس نہ بٹھاوے وزیرزادی نے کہا گستاخی معاف
کونسا درخت ہی جسمے ہوا نہین لگی ظاہر ہین سب پارسائی کا دم بہرتی ہین پڑی بڑی
نیک نین بنی ہی عصمت والیان برقع مین چھپی کہاتی ہین گہونگہٹ کی اوٹ
مین نوالے نوش کرتی ہین حضور برہم نہون دشمنونکا چیتا نہوگا آپکا چاہتیا اور دونکا
چاہتیا نہوگا یہ مبارک حضور کی شادی کا بیان ہے اللہ گھر خانہ آبادی کا
سامان ہویا بادشاہ نے شاہزادی کو خلعت سرفرازی سے سرفراز کیا شادیکی تاریخ
ٹھہرادیکا حکم دیا ایمان سے ٹھہرایا کہ لڑکیکو جہیز لیجاو دولہن کی مان دولہن کو
سنوارتی دولہا کو ہم سنوار کر لاوین اب کوئی دن مین بخت کی رات آتی ہی
تاریخ بہی مقرر ہو گئی آئی ہے سبکے ملکہ کی شہ پر سرخی آگئی آنکھین جھکا کہ چپکی ہو رہی
وہان یا وقت شاہ محل مین آیا تو دولہن کی مان نے کہا صاحب مین پاس تجویز
مین ہے لڑکا اگر تم کہو تو ابھی نظر لگکے بلا کر دیکھ لون بادشاہ نے کہا جیسی کیا تو جیسی

شوق سے بلا بھیجو ملکہ کی ماں نے نواب ناظر سے کہا میاں تم ذرا جاؤ اور لڑکی کو
اپنے ساتھ لے آؤ مختصر ادھر لوگ شاہزادی کے لینے کو گئے ادھر اپنے پرائے سب جو تھے
سب اکٹھے جمع ہوئے صحن میں تخت بچھے چاندنیوں کا فرش ہوا بیچ میں کارچوبی نمگیرہ تکیے
شاہانہ مسند تکیہ لگا دیا اتنے میں خواصوں نے دھوم مچائی یعنی خبر آئی کہ لڑکا آیا غرض
نواب ناظر بعد بندوبست خورشید گوہر پوش کو اپنے ساتھ لایا اور مسند پہ بٹھایا
بیبیاں سب اپنی اپنی جگہ مشتاق تھیں ایک مرتبہ چلمن کے پاس آ کر جھانکنے لگیں
کھینچنے دور سے جھٹ جھٹ بلائیں لینے کسی نے منہ اوٹھا کر دعائیں دیں ایک نے کہا
ماشاءاللہ چاند ہے دوسری بولی کہ اے چشم بد دور چاند بھی اسکے سامنے پانی بھرتا ہے کوئی بولی
اللہ رکھے کیا جوانی ہے کوئی بولی نام خدا یوسف ثانی ہے کسی نے کہا یہ لڑکا [illegible]
سلامتی سے جیتی رہیں چاند سا ایسا [illegible] آپ سے ساس سسر [illegible] کیا [illegible]
گوہر شاہ ہوا اور دیا اوس وقت کی شادی کا کیا ذکر کیا جاوے وہ خوشی کیا بیان کی جائے
[illegible] باجے چین کھلی تھیں گھر گھر شادیانے [illegible] دین ملی تھیں انہیں سے ایک کشتی [illegible]
جب تیہہ سیج آیا اور بڑی شگون شاہزادی کو پہنایا اوس وقت کا ذات [illegible]

موقوف رکھا اسی شگون پر اکتفا کیا گیا اور بعد رخصت شاہزادے کی تاریخ
اور دن بھی دکھلوا کر کہلا بھجوایا

مثنوی ساقی بطرف نوشاہ جہان عروس آمدن شادی
از جناب [illegible]

خبردار ساقی کھلا لالہ زار ۔ مبارک ہو شادی کہ آئی بہار
دولہن بن رہی ہے عروس چمن ۔ براتی ہین گل باغ ہے انجمن
ترنم سرا ہین نوا سنج باغ ۔ مرادونکے روشن ہوئے ہین چراغ
نہ بلبل کو کھٹکا نہ گل کو حجاب ۔ اولٹے ہین غنچے بھی رخ سے نقاب
زبان زد یہی ذکر معلوم ہے ۔ مبارک سلامت کی اک دھوم ہے
مہیا ہین اسباب عشرت تمام ۔ کہین دور محفل کہین دور جام
بنو چاند نوشاہ خورشید ہے ۔ شب جشن ہے روز امید ہے
دکھا جلوہ حسن بنت العنب ۔ یہ پردہ غضب ہی غضب
یہی فصل ہے یادگار شراب ۔ نہین لطف نور وز بے آفتاب

مئے ارغوانی پلا بے درنگ	نکھر جائے محفل بدل جائے رنگ

مطربان خوش صدائے بزم شادی مغنیان جادو نوائے انجمن مبارکبادی
رقاصان شیرین ادائے محفل عیش و نشاط خنیاگران دلربائے ہنگامۂ مسرت
و انبساط یعنی پردہ کشایان وشی شاہد رنگین بیانی و نقاب برداران چہرۂ دلبر
نکتہ دانی اس نغمۂ دلکش اور ترانۂ مسرت بخش کو سامعہ نواز فرماتے ہین کہ یہان
تو وزیر خوش تدبیر کے حسن انتظام سے سب سامان تیار تھا فقط تعین تاریخ کا
انتظار تھا دن مقرر ہوتے ہی کل تیاریان ہو گئین جا بجا نقار خانون نوبتین
بجنے لگین رقعۂ شادی کے تقسیم ہوئے تو سیٹھ بڑے لوگ علیٰ قدر مراتب کارخانہ دارون
نے توڑے مہمانونکی آمد ہوئی سواری پر سواری اترنے لگی یہانتک کہ نوبت
بسنت کا مژدہ سنایا شادی کی ابتدا ہوئی مانجھے کا دن آیا آخر روز یعنی دن ڈھلے
دولھن والے مانجھا لیکر چلے مانجھا کیا تھا آمد بہار تھی بسنتی پوشونکے ہجوم سے
زمین زعفران زار تھی وہ بہار دیکھکر آفتاب کا منہ زرد تھا گلشن کا رنگ
گردیدہ تھا آسمان رشک سے کہربا کیطرح رنگ بدلتا تھا ہر برگ صد برگ حسرت سے

کف افسوس ملتا تہا کوسون تک زرد چنبیلی کا چمن کہلا تہا یا عاشقون کے رنگ
پریدہ کو جمعیت کا حکم ملا تہا وہ ہزار در ہزار پنڈیون اور ابٹنے کی خوان وہ فردوس بریون کی
سج دہج اور شان پنڈیان وہ پنڈیان کہ اثمار جنت سے گوی سبقت لیجا ئین پڑی سے
پڑی وہی مین جسینون کا جوبن دکہا ئین آبدار یمین حقۂ بلور خوشبو مین طبلۂ عطار کہلا گئین
مصر کی ڈلیان مذاق مین لعل شکر بار اونمین میوہ کی جا میوۂ جنان شیرینی
کی جگہہ شیرۂ جان وہ اوپر سونے چاندی کی ورق چاند سورج کی ہم طبق اون خوانون سے
اہل مذاق کی آنکہہ لڑتی تہی انسان ایک طرف فرشتون کی رال ٹپکی پڑتی تہی
وہ ابٹنا وہ گلگونہ غازۂ بہشت کا نمونہ جسکی خوشبو نے کوچہ و بازار کو بسا دیا مشک
و عنبر عطار چین کو بندۂ زر خرید بنا لیا وہ ابٹنا جسکی بدن سے ذرا ایک مرتبہ چہو جا عمر بہر
اوسکے جسم سے دولہن کی خوشبو آئے کئی سو کنیزین بسنتی جوڑے جہکا جہک
وہ بسنت گو گہر و چنگی کمرن کی جہلا جہلی وہ سنہری رنگ کی جہک دمک گنگا جمنا اور
بہ از نورتن دست بند کیتہا دی پر طعنہ زن موتیون کی جہومر کو شرمانے عقد ثریا کو
خاطر مین نہ لائے کنگنے مین ناڑا اور ناڑے مین جہلا اور طاؤس بہشتی کا پر ستا و دیدۂ حسن

و واقع نظر وہ کنگنا تھا یا کہ گوہر یکدانہ یا درۃ التاج زیور شاہانہ اوس کنگنے کی خوش قسمت
تہی تقدیر نوشاہ کا دست ہیچ اور بادشاہوں کا دستگیر وہ چوکی جواہر نگار طلا کار
و مرصع کار اوپر سونے کا لوٹا ناٹیپے بندہا ہوا رکھا فی المثل وہ چوکی سپہر نور تہی
اور لوٹا شمس الضحی کٹورا وہ وہ پینی کا جام جمشید کا جواب صورت مین مشتری طلعت
مین ماہتاب لنگی دیبای رومی کی گلنار جیسے کشمیر کی چادر اور بنارس کی ساری
نثار کھیں اگرچہ سادہ مگر دوشالے سے قیمت مین زیادہ تیل خوشبودار مجموعہ بہار پہننے کو وہ وہ
اشرفیون کے توڑے کہاروں کا منہ پھونپہر خاص دار اور دیان نہیں راجہ جلوبن بادشاہی
سامان و ولیعہداہی غرض اس شان سے مانجہا دولہ کو گھر آیا نوشاہ کو نہلا دہلا کر جوڑا آ پہنایا
اندر باہر محفل ہوئی شربت پلائی کی رسم ادا کی گئی دولہ والے چنگیرون مین عطر
پان اور کشتیون مین گوٹے کے ہار لائے علے کو لوگون نے انعام پایا اتیا نوون نے
خلعت پائی نوشاہ کے جوڑا پہنتے ہی رنگین مزاج بکاری رنگ ہی نوروز کی عیش کے
خوشی کی امنگ سے آرزوئین دل کی نکلنے لگین رنگ اوچھلنے لگا پچکاریان چلنے لگین
پہر تو ہولی کا سامان تھا برج کی بہار تہی عبیر و گلال کے بادل تہے رنگ کی بارش ہوتی

عشرت کی کہانیں عیش کی منصوبی سب عورت مرد ایک ہی رنگ مین ڈوبی نظم

جسے دیکھیے بس سرشار تھا | یہی دھوم تھی اور یہی شور تھا
فراموش دنیا کا نیرنگ ہے | بہار آئی ہے رنگ ہر رنگ ہے

چوتھی دن دولہ کی طرف سے ساچق چلی ساچق بھی وہ ساچق جسنے بہار گلزار ارم ساتھ لی وہ چاندیکی گھڑے سونے کے مڑھے سادکارونکی ہاتھ کے گڑھے ہر چوگھڑا چار قب تاج سلیمانی یا چار قبہ تخت نوشیروانی یا چار حد چار دانگ عالم یا چار کنگرہ عرش اعظم ہر گھڑا مربع نشین مسند جہانداری ہر چوگھڑا ہم نسب چار بالش شہریاری عجب عظم و شان سے تختوں پر دہر ولایت کے چیدہ میوے بہی بہی اکثروں مین نقل جیسے برج مین ستارے اکثروں مین طرح طرح کے میوے لطافت مین انگور حلاوت مین شکر پارے وہ سونے کی مٹکی جسمین ماہی مراتب کی شان اوسمین مچھلی لٹکتی ہوئی جیسے سینے مین دل اور منہ مین زبان ایک کشتی مین مہندی کا جوڑا چڑہاوی کا گہنا وہ رکھنے والے کہتے تھے واہ اس تکلف کا کیا کہنا وہ سہاگ پوڑہ سہاگ کی عطر مین بسا ہوا کلاوہ ایسی کسا ہوا وہ اوسیر چاندیکی تیل صندل کے ٹیکی جسکے سامنے گلونکی رنگ پھیکی وہ آرائش کے

تخت جیسے تختۂ گلزار پھول وہ پھول جنکی ہر فصل مین بہار وہ تخت رواں جیسے پایۂ
سلیمان وہ ایک اورنگ جیسے گرد خشت وہ گلہای رنگا رنگ نشیمن و تکیہ مسندون کی
عقل دنگ کہین درختون مین میوون کے گچھے زمرد کی پتی تخت پر چاندنی جواہر نگار کی
وہ گلستان عجب گلستان تہا کہ ہاتھون ہاتھ بیان تہا وہ آرائش دولہن کی
آرایش تہی وہ نمایش حسن کی نمایش تہی تماشائی حیران تہی قدرت کے سامان
تہے آگے آگے جلوس کی سواریان پیچھے پیچھے ہاتھیون کی سواریان جب دولہن دروازے
سانچق پہونچی جوان کشتیان وغل محل ہوئین آرایش لٹادی دہری سانچق گئی
ادہر سے لوگ مہندی لیکے چلے ہزارون وغیرہ کنول لالہ کون دیتیان نور افشان
ہوئین کہ ہر دو دون بخشتا تو سورج چاندی کی روشنی ہوگئی پالکی اور مہندی کی
ایک شان ہوا آئین پہنچا اوپیدا کے ہوش ولیپہ اور بنونگے بدن مین مہندی لگی
وہی سامان ہیں ہمون سے شغل تہا پیچکی نظر چپہا ہی گئی بنگ لاتا تہا
امداد الوسعے کثور ہون کی خلعت جوڑا ہادی نقدی کی علاوہ خاص جہیز کا ذکر کیا جاتا
وہ مسندکی سینہ پر نقش مسند کی گندہی ہوئی وہ سرخ سبز شیشون کی روشنی جیسے جگنو

سبزہ رنگ کی فندق بندا ونگلیان یا خضر کے دامن مین شگوفہ گلزار جنان
یا سبزہ کہسار سے آفتاب کی کرن پھوٹی اوسکے پرتو سے چرخ فیروزہ رنگ اور ہلال
یکشبہ کو منہ پر مہتاب چھوٹی وہ مایدہ شفاف و آبدار دریائی حلوے سے سبقت لیجانیوالا
پنجیری اور تنبول کا یا وہ لوٹنے والا خود نوخوان کی اندر کمرہ لوگون کی زبان پر
وہ روشنی سے روشنی کو سون تک دہوپ کو سون تک چاندنی یا قوت شاہ کی تو ا
ملکہ مہ جبین کی اور کوئی بیٹی نہتی وزیرزادی سالی بنکر مہندی لیگئی جب مہندی
لگانیکے مذکور آئی وزیرزادی نے نیگ لینیکے لیے پاؤن پہیلا دیا کیا منہ آئی کیا کیا
رنگ لائی کبہی پیچ پیچ سے ہاتھ باہر نکالتی تہی کبہی کہینچ لیتی تہی کبہی ٹہکائی تہی
کبہی دہوکے دیتی تہی کبہی چپکے سے کہتی تہی میان مسافر کی گرہ مین کیا ہے جو نیگ
دینگے یہ تو آپ بیگانی ہاتھ کے دیکھنے والی ہین موقع پاکر خود بہت پہیری لینا گو
زمانیکی نیرنگ کا اسوقت مشاہدہ کیا مہندی کا چور کانون سے سنا تہا آج آنکہون سے دیکھ لیا
کبہی تال جہانک مین اشارے سے جتاتی تہی ارہو واہ سے اوستاد اچہا لٹکا ہاتھ آیا
خوب گل کترے خوب رنگ جمایا غرض چہیڑ چہاڑ کی بعد نیگ لیا مہندی لگائی

اور حنا بند کارچوبی باندھ کر پیشانی | ہاتھ باندھے ہے ہر ایک دلبر ہے
اے حنا کیا تری امید رہے | چلتے وقت کہتی گئی ای میاں گڑیونکی

نوشہ ذرا سویری برات لیکر آنا ناچ رنگ مین پڑکر بیہوش نہو جانا گا

[illegible]

[illegible]

سنا ساقیا اب نوید برات | پھرے دن کہ آئی مرادونکی رات
یہی عاشقون کی شب قدر ہے | یہی حسن مین لیلۃ البدر ہے
عجب وقت ہی اور عجب فصل ہے | شب وصل ہی یہ شب وصل ہے
یہی جب دل صفحۂ نور ہے | یہی طرۂ گیسوئے حور ہے
یہی سرمۂ دیدۂ شوق ہے | اسی شب کو نوروز پر فوق ہے
خوشا دور چیدہ ہی بزم نشاط | زہی شادی و عشرت و انبساط
ہنسین جام رندونمین ہون قہقہے | صراحی کرے وجد مین قہقہے
پی جات جنت زبیگمان | پڑھے خطبۂ نقشہ پیمانہ

لنڈہی ہی بجے بربط و عود و چنگ | کہین رنگ ہوا اور کہین جلترنگ

مے نوشان خمخانۂ شادی بادہ پرستان میکدۂ مبارکبادی ساغر کشان ہنگامۂ عیش و سرور سرمستیان محفل عشرت و سرور یعنی رونق افزایان بزم بلاغت و زینت پیرایان انجمن فصاحت عروس سخن کو آغوش وداد بیان مین یون بٹھاتے ہین کہ برات کی رات کا کیا ذکر رو ذرہ ذرہ تجلی تارون تارون نور وہ وزیر باغ کے لگے چھپرکھٹ سیان وہ خیمہ کے استادہ ہونے مین آسمان کہین سلطانی بانات سرخ کے کہیں لالہ کہسار کی بہار کہین کاشانی مخمل سبز کی سبز پوشی کوہ زمرد نمودار کہین مخمل زرنگار کے دل بادل کی ہر طرف جھلک تھی بادل سبز محو ورد ہین ہوش و حواس میں عالم کا آئینہ الیشن مین بارگاہ سلیمانی نمایش مین افتاب وہ شیشہ آلات کی چمک ہین وہ شمعی و کافوری روشن وہ جھاڑ وہ ہانڈیان وہ کنول لاجی وہ جہاز سلیمانی وہ سرخ سبز زرد جادی آسمانی

مرد نگون کی صفین نورانی منتظم | وہ ضو نور کی تہی وہ خیمہ فلک

ستارون کی تہی آسمان پیر | عیان تہی مہ و زہرہ و مشتری کی

کہے تو کہ تھی رات تاروں بھری	دو رویہ پری زادونکا شامیانہ تہا

صدر محفل میں شہانی مسند پر نوشاہ کا جلوس شاہانہ جیسے آسمان پر ہالہ اور ہالے میں
ماہ یا آنکھوں میں پتلی اور پتلی میں نگاہ جابجا جڑاؤ جھاڑونکے جوڑ نایاب روزگار
وہ زیر انداز مغرق وہ تنچے مرصع کار جوش سرور میں قلقل مینا کا دم بھرین ہنسنا
کے پردے میں ہونٹھوں سے باتیں کریں ایک طرف ارباب نشاط کی دہوم ستھرے
طائفونکا ہجوم ہر ایک غارتگر جان سرمایہ ناز و انداز وہ اونکی جھلاجھلی کی
پشوازیں جنکا ہر دامن پر پرواز وہ بھاؤ بتاتی گتھت کہ جنکی نقل اصل سے بہاؤ
معشوقونکی ادا نور تجلی کی چمک وہ طبلے کی تہاپ وہ کونونکی الاپ وہ تال
وہ سم وہ گھیرونکی گہنگہت وہ سارنگیون کی لے وہ گہنگہرونکی جہنجہناہٹ وہ ٹھمری گیت
وہ نغمہ سرائی کے ولولے وہ وجد کا عالم وہ حال وہ ٹپے ٹھمری ترونٹ ترانہ ہمیر
خیال گانے بجانے کی دہوم تہی ناچ رنگ کا سمان تہا اوس محفل کی تعریف میں
زمانہ یکزبان تہا کوئی رنگیلی کٹہن سہی ہوئی غزل گاتی تہی کوئی سانولی سلونی
ہولی گا کر رجہاتی تہی کوئی بہاؤ بتانے میں حسن کی جنس کا بہاؤ بتا کر کوئی

آنے جانے مین عاشق تنونکو دیوانہ بنا گئی کسی نے دو چار پاؤن نکالکر پامال کیا
کسی نے گت ناچ کر بے چھری حلال کیا کوئی تھرکتی آئی اور تمام محفل کو آنکھون مین
بہانپ گئی کسی شوخ و شنگ کی چہل بل دیکھکر بجلی کانپ گئی آدھی رات
تک ناچ رنگ کی دل لگی رہی بعد نصف شب کہانا کہاکر برات چلنے کی تیاری ہوئی
دولہ کو نہلا کر خلعت پہنایا اور سہرا باندہکر طرح بطرح سے پہولون مین بسایا
ناچ موقوف ہوا چہوٹتے چلنے کو تیار ہوئے پہلے دولہ سوار ہوا پہر براتی سوار ہوئے
مشعلچیون نے مشعل ماہ لیکر زبردستیان دکھائین پٹاخون نے روشن ہوکر
ستارون کی طرف انگلیان اوٹھائین دولہ کے مکان سے دولہن کے دروازہ تک دو رویہ
روشنی کے ٹھاٹھ اور آتشبازی کی ٹٹیان تہین روشنی کی کثرت سے رات دن ہوگئی
آتشبازی کے چھوٹنے سے ماہ وآفتاب کے منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین غبارے جو چھوٹ کر
ہوا کے زینے پر سے چڑہ گئے گویا ایک صبا رفتار خبرین لیکر اوڑے بچھیون اور تلنگون کی
جلوسے ہاتھیون سواری بجاتی و رطنبورہ گرگراتی قدم قدم بڑہین سالون کی ڈنکی
والون نے ایسا بڑا ڈنکا و نیر چوبین لگائین نقارچیون نے نوبت پر چوٹین دین آگے آگے نوشہ

پیچھے پیچھے براتیون کی ہاتھی آدمیونکی کثرت اور کشمکش سی ہوا بھی دب دبکے آتی
جاتی دولہ کے ہاتھی کے آگے کنول فانوسین لال ٹینین روشن مرچھے چوبدار خاصبردار
خدمتگار سرخ جوڑے پہنے غنچونکی کیطرح مسکراتی گلون کی روش خندہ زن
روشن چوکی والے سہانی دہن مین شہنائیان پھونکتی آوازکا پلہ دکھاتے کبھی
ٹہرتے کبھی ٹہر کر پیچھے کے سُر لگاتی اس احتشام سی آخر شب دولہن کے دروازے پر آ
پہونچی محل مین ہلڑ ہوا سمدہنون کا اوترنے کی دہوم مچی ماما مین اصیلین
دوڑین اوسوقت کے ٹوٹکے کرنے لگین کوئی ہاتھی کے پاؤن کے تلے پانی کا
طشت لاکر لیٹا ہاگئی کوئی بیلچے پیپلی کی منہ بند کلیان دروازے کی سامنے دبا گئی
یہان شادی کی محفل کے لیے دیوان عام آراستہ ہوا براتی بھی اوس مقام
خاص مین جاکر بیٹھے دولہ بھی بٹھا اس مکانکی کیا تعریف کیجاے یہ تو شاہانہ مکان ہے
اسکی اور ہی کچھ رونق ہے اور ہی کچھ شان ہے ہر چیز خسروانہ ہر شی ملوکانہ ہے بجا
ہمیشہ آلات بالکل جواہر کا کارخانہ ضرورت مشعل نہ احتیاج شمع و چراغ ہے
ہر چراغ اس محفل کا گوہر شبچراغ ہے در و دیوار پر پردے زرنگار آگے سائبان مرصع کا

دیوار در پر موتیوں کی سفیدی براتیوں کے لیے فرش قاقم و سنجاب دولہ کیواسطے مسند
جمشیدی کچھہ دیر یہاں بہی ناچ رنگ کا جلسہ ہا ناگاہ چوبداروں نے پکار کر کہا
صاحبو گانا بجانا موقوف صاحبان شرع آتے ہین حضرت شریعت مآب عدالت
انتساب یعنی جناب قاضی القضات تشریف لاتے ہین یہ سنکی سوا نوشاہ کے
جتنے لوگ تھے سبھون نے تعظیم کو اوٹھہ کھڑے ہوئے جناب قاضی صاحب مع شاہدین عادلین
آکر دولہ کے پاس بیٹھے کچھہ قاضی صاحب نے چپکے سے بیان کیا کچھہ دولہ نے آہستہ سے
جواب دیا وکیلوں نے بہی اس گفتگو پر کان لگائی محل مین گئی اور دولہن سے بہی یون ہی
کہہ سن آئی المختصر بعد ایجاب و قبول جانبین اور تراضی طرفین سنتین خطبہ پڑہا گیا
اندر باہر شادیانے بجے مبارک سلامت کا غل ہوا اودہر قاضی صاحب اور وکیل
گشتیان خلعت اور نقل وغیرہ کی لیکر رخصت ہوئے اودہر دونوں طرف کے ارباب نشاط
مبارکباد گانے لگے اللہ اللہ وہ گھیرو بن کا وقت وہ تہنیت کی دہوم وہ خلعت
و انعام کی تقسیم وہ بیل بٹنے کا اہتمام ایک طرف گوٹے کے ہاروں کی کشتیان بٹتی ہین
ایک طرف شربت آیا پہلے دولہ کو پلایا پھر براتیوں کو پلایا اودہر والوں نے بہت شربت پلائی دی

اور سہرے والون نے ہار اور عطر پان کی کشتیان دین آپس مین فروکشائی کی باتین

ہو رہین چہلین ہو رہین ہنسیان ہو رہین نوشاہ کی محل مین طلب ہوئی محلدار نے ڈیوڑھی پر

آواز دی صاحب دولہا آتا ہے آنے والی سامنے آئین چھپنے والی چھپ جائین سنتے ہی

مصاحبین انیسین جلیسین بالا کی دروازے کی پاس آکر جمع ہوئین اور پردہ اوٹھتے ہی

اپنے اپنے طور پر شوخیان کرنے لگین کوئی پھولونکی چھڑی مار کر ہوا ہوئی کوئی

چٹکی لیکر بھاگی وزیرزادی نے ایک ہاتھ سے بازو تہاما اور دوسرے ہاتھ سے کان

مروڑ کر کہا یہی کیا گلزار ارم تہا جو بیٹہے بیٹہے گم ہس آئی جنانکہ پری کہ انسان نظر

ہو جاتی شاہزادی نے رومال منہ پر سے ہٹا کر کہا ان شوخیونکا جواب بہی کرونگی دونگی

اچھا کہان جاتی ہو ایک روز سمجھ لونگی غرض اون پریون نے اوس رشک ماہ کو

اپنے جھرمٹ مین لیا اور لیجا کر دولہن کے پاس بٹھا دیا اوس وقت سب نے بادشاہزادی

ایک جگہ پایا مشاطہ نے دولہن کا آنچل دولہ کے سر پر ڈالکر آرسی مصحف دکہایا اور دولہ

سے کہا دیکھتے کیا ہو ہاتھ جوڑ کر کہو بی بی اس چاند سی صورت پر نثار ہون لو آنکھین

کہولو مین تمہارا غلام ہون قربان ہو رہا ہون اس رسم سے دونون کی ہنسی آئی

قرآن مین صورت اخلاص اور آئینے مین شکل اتحاد نظر آئی پھر ٹونے گانو کین باگی
پیڑا کھلایا ایک ہاتھ سے دولہن کی پائینچا مین ازاربند ڈلوایا حسب رسوم نعمت فرمایا
تو نوپاتین جیتی کی نوبت آئی نوپاتون مین تو بوس و کنار کا شور اٹھا جس عضو پر شہ
نے مصری رکھی شاہزادے نے منہ رکھا یا کبھی شانونکے بوسے لیے کبھی گوری گوری
کلائیونکے کبھی مہندی ملی ہاتھونکو چوما کبھی جوش مین آکر چھوا کبھی بڑھی ہاتھ
آئی کبھی منہ کی کھائی کبھی زانو پر کبھی پاون پر سر جھکایا غرض سر سے پاون تک
لے لیا چڑھا اوٹھایا اشعار

یہ شادی تو ہوتی ہے ہر ایک کو	لگا اوس سے پوچھو جو عاشق ہوا ہو
وہ معشوق کی شرم عاشق کی چاہ	یہ رسمین تھین یا عشق کی رسم و راہ

آخر بقول مستورات بدا کی گھڑی دولہ نے سلام کیا سلامی پائی رخصت کا
سامان ہوا اسباب جہیز نکلنے لگا روشن چوکی والے بابل گانے لگے صاحبدل آنسو
بہانے لگے ملکہ کی چھوچھو نے آکر سر سے پاؤن تک اماوکی بلائین لین اور گود پھیلا
دعائین دین آبدیدہ ہو کر کہا واری ملکہ بڑی نازون سے پلی ہے پہلے پہل میکے سے

سسرال کو چلی ہی بلا اون دیجو بی اسکی تمہاری ہاتھ ہی اللہ کرو عمر بہر کا ساتھہ
عاشق نی معشوق کیطرف پیار کی نگاہ سی دیکھا اور سر جھکا لیا گویا دیدۂ اشارہ کیا
کہ یہ تو میں پہچان ہی کس لیی یہ سمجھانا ہی کیون یہ بیان ہی اتنی مین نواب ناظر نی آکر
عرض کیا دہوپ چہٹ رہی ہی گرمی بڑہتی ہی دولہن دولہ کی سواری تیار ہی اب کسکا
انتظار ہی نوشاہ نی سہرا اولٹ دیا اور جامی کی دامنونکو گہروا ان لیا پہلی جہک کر
عروس کو پیار کیا پہر آغوش تمنا مین لیکر محافی مین سوار کیا وزیر زادی نوملکہ کی
ساتھہ تہی وہ بہی اوسی محافی مین بیٹھہ لی وزیر نی دولہن پر سی نچہاور کیا اور سونی
چاندی کی پہول اور گوہر و زر کی طبق منگائی دولہ بہی سوار ہوا بڑی بہی سوار ہو
اشرفیان لٹاتی جلوس کہاتی چاندنی چوک کی راہ سی گذر کر پہونچی یہان تک کی اور
انعام کی لینی والی اکتفا کر بیٹھی تہی دربانون نی دروازہ بند کیا فیلبانون نی دولہ
ہاتھی کو روک لیا وزیر نی علی قدر حال سبکو انعام اکرام دیا ڈیوڑہی مین پکارا
گیا کیا گیا نوشاہ نی اوتر کر اپنی پاون کا انگوٹہا اوسکی خون مین ڈبو لیا
محافی کا پردہ اولٹ کر عروس کو گود مین سنبہالا وزیر کی چہوٹی بیٹی نی آگر آنچل ڈالا

دولہن دولہ کی گہر آئی براتیون نے فرصت پائی یہانکی رسمین یہان ہوئین سب عورتین
وزیر کی بی بی کو مبارکبا دینے لگین پہلے دولہن کی رونمائی ہوئی پہر بڑے نتہری کی
ہاتہہ پر کہیر رکہکر نتہری کو کہلائی گئی دولہ خلعت اوتار کر باہر آیا دولہن کو لوگون
نے لیجا کر حجلے مین بٹہایا خورشید گوہر پوش کو اوتنا دن پہاڑ ہوگیا انتظار شام
مین گہڑیان گننا شروع کیا ہر بار مضطرب ہوتا تہا ہر بار گہبرا آتا تہا ہر مرتبہ انگڑائیان
لے لیکر پیچ و تاب کہاتا تہا کبہی خدمتگارونسے اشارہ کرتا تہا دیکہنا دہوپ ڈہلی
سایۂ دیوارونسے بڑہا آفتاب نے مغرب کی راہ لی کبہی عصر کی اذان کان لگاکر سنتا تہا
کبہی جمائیان لیکر سر دہنتا تہا کبہی گہڑی اوٹہا کر دیکہتا تہا اور کہتا تہا عجب آفت ہے
آج کی جو ساعت ہے قیامت کی ساعت ہے سوئی کا یہ چال ہے کہ ہر نقطے پر ٹہرتی ہے
ایک ایک دقیقے کو پہر پہر بہر مین طی کرتی تہی ہر بار یہ دعا تہی یا اللہ دن تمام ہو
الٰہی جلد شام ہو آخر ہزار انتظار کر کے انتظار سے نجات پائی امیدون کی شب
مرادون کی رات آئی اودہر آسمان پر ادہر دولہ کے منہ پر شفق پہولی راحت کی
یاد ہوئی مصیبت بہولی پردۂ شب لوگونکی نگاہ کا حائل ہوا خسرو خاور حجلۂ مغرب مین

اور خورشید گوہر پوش حجلۂ عروسی مین داخل ہوا بڑی لوٹ پوٹ کناری ہوئی نوجوانون کی
اشارے ہونے لگے کوئی جھانکنے تاکنے لگی کوئی پردے کے پاس کان لگا کر کھڑی ہوئی
دولہن کی سہانی خوشبو نے دولہ کو سرمست و سرشار کیا تنہائی اور یکجائی نے دولہ کو
بڑھاوا دیا اودھر شرم و انگیز ادھر بے تکلف کرنے لگی تب پھر وہ دولہ کا بے حجابی جو شمشیر
آنا وہ دولہن کا شرما کر آنکھین جھکانا یہان شوق بوس و کنار طبیعت بے اختیار
وہان باطن مین اقرار ظاہر مین انکار اشعار

غرض سب بخواہ صحبت ہوئی | آہا بند خلوت مین جلوت ہوئی
کسی کا کلیجہ دھڑکنے لگا | کوئی اوس ادا پہ پھڑکنے لگا
یہان اشتہا اور وہان اضطراب | کوئی دم بخود اور کوئی بیتاب
بڑی شرم کی انتہائی ہوئی | ہنسی کی طبیعت سے آئی ہوئی
کھلا ہی دولہن کی وہ دولہ کا پیار | کبھی ہم بغل اور کبھی ہم کنار
وہ چتیا بیان اور وہ جوش و خروش | نہ چولی کی پروا نہ دامن کا ہوش
وہ بوسون کی لذت وہ ارمان سیل | شب وصل معشوق عاشق کی سیل

اودھر آگئی رخ پہ زلفِ دوتا | ادھر کھل گئی اسکی بندِ قبا
اوٹھائے مزے وصل کے ہمدگر | پسینے مین دونون ہوئی تر بتر
نمودار رازِ نہفتہ ہوا | گلِ ناشگفتہ شگفتہ ہوا

مشہور ہی مصیبت کی شب قیامت ڈہاتی ہے اور عیش کی رات پلک مارتے مین گذر جاتی ہے رات کیا گئی گویا ہاتھہ کی آئی ہوئی چیز کہو گئی ابہی پسینہ بھی دونونکا نہ خشک ہوا تہا کہ صبح ہوگئی شعر

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد | روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

شاہزادہ اوٹھکر دیوانخانے مین آیا ملکہ کی سہیلیون نے جاکر ملکہ کو اوٹھایا صبح شب زفاف بہی دولہہ دولہن کی حال کی آئینہ ہی جسکی کیفیت دن نکلے پہ ہویدا ہی وہ بہار شبینہ ہی ہر چند پردے کی بات ہی مگر در پردہ اثبات ہی وہ سوقت سپیدہ سحری تہا گویا توضیح شکل عروس تہی عقلی اور حسی دونون تشبیہونکی تصدیق ہوگئی وہ مہکا بسی ہارونکی وہ چمک افشان کی ستارونکی وہ بچہونے کے پہول سے دالے وہ پہلو کے تکیے پلنگ کی تلے سیج مبارک ڈہیلا ہونے سے اور اوچھے وسٹنے سے شکن ریزگی کا یقین

تاثیر ہم بستر سے چادر پلنگ کی بھی دولہن کی طرح رنگین و دولہن کی صورت کچھ
سستی کچھ بحالی نمودار منہ پر تمتماہٹ آنکھوں میں نیند کا خمار ہونٹھوں میں پان کی
لالی اوڑھنی ہوئی اونکی ایک طرف کی گونج کھلی ہوئی ایک طرف کی مونڈھی ہوئی
مو باف کچھ لپٹا ہوا کچھ کھلا ہوا کاجل کچھ پھیلا ہوا کچھ کھلا ہوا وہ بوجھل ہونا طبع
نازک پسند کا وہ ٹوٹنا بند بند کا وہ بالونکی پریشانی وہ سکوت وہ حیرانی وزیر زادی
نے ہنسکر آئینہ دکھایا ملکہ نے شرماکر سر جھکایا بیکسی چھیری آئی تنبول آیا دولہن
نے اپنے گھر جاکر حمام کیا مصاحبات محل نے دھوم ہی کا اہتمام کیا خورشید کو ہوش کو
ہوا نے میں دیر ہوئی ملکہ کی آنکھوں میں دنیا اندھیر ہوئی تاثیر عشق نے معشوق کو
عاشق بنا دیا مجنون کی محبت نے لیلی کو بھی دیوانہ کیا دم بھر کی مفارقت گوارا نہ ہوئی
بیتابی خاطر سے نے انتہا ہوئی کیفیت وارفتگی بڑھ گئی تنہا کوٹھے پر چڑھ گئی انتظار میں
راہ تکنے لگی مرغ نیم بسمل سی پھڑکنے لگی کبھی چھپر کھٹ کو نگاہ کی کبھی لیر ... گھر
کی اسپنی ایک ساحر غدار ہوا پر تخت اوڑائے جاتا تھا اتفاقا اوس نے یہ لا اونچا سکی نظر
گذر دیکھا کہ ایک مہ جبین نازنین کوٹھے پر بال کھولے کھڑی ہے قیامت سی معلوم ہوتا

اگر کسی پر عاشق ہوکر آفت اور مصیبت مین پڑی ہے یہ دیکہتی تہی ہزار جان سے
عاشق ہوگیا طبیعت بیچین ہوئی دل پر قابو نرہا جلد سے تخت کو نیچا کیا اور اوس
رشک پری کو اوٹہا کر برابر بٹہا لیا ہوا کی سناٹے سے ملکہ کا تن بدن سنسنا گیا کیفیت
بلاے آسمانی دیکہکر آنکہین بند ہوگئین غش آگیا معاذ اللہ یہ وہ آندہی تہی کہ آدمی کو
اوڑا کر لیگئی مصاحبونکو جو دہیان آیا تو شاہزادی کو اپنی جگہہ پر نپایا ایک نے
دوسری سے پوچہا حضور کہان ہین کسینے کہا ادہر ہین کوئی بولی وہان ہین
ہر شخص اپنی اپنی طور پر تلاش کی بات مین چارون طرف ڈہونڈہیا مچ گئی
مامانہ زہرہ جبین بولی ارے یہ کیا ہے کیسا الٹہیا کہا ہے چہوچہو نے کہا صاحبزادی
کہین چہپ گئی ہین چہوکریان دیوانی سی ڈہونڈہ رہی ہین وہ بولی جاؤ اوس
الڑہ کو لاکر سمجہاؤ کہنا دولہا آئیگا تو یہ دیکہکر کیا کہیگا اس چہوکری کا یہی حال ہے
تو سسرال مین خاک وقر ہیگا یہ سنکے چہوچی گئین وہ بہی چارون طرف ڈہونڈہتی
پہرین وہان تو اور ہی کچہہ اسرار تہا اونہین بہی خاک پتا نہ لگا پہر تو اک تلاطم
تہا قیامت تہی ہر شخص کو تعجب تہا ہر شخص کو حیرت تہی بعضی بعضی مشعلین لیے پہرتی تہین

ڈھونڈرہی تھین کچھ کہین تھین کچھ کہین غرض ہر طرف دیکھا بھالا چپہ چپہ ڈھونڈ ڈالا
دولہن کی مان حیران تھی کہ الٰہی یہ کیا بات ہی نیا سانحہ ہی نئی واردات ہی اتنی مین
ایک خواص نے آکر کہا مین صحن مین کھڑی تھی کہ اک ہوکا سا ہوا یعنی صاحبزادی
کو بھی یہ تشریف لیگئین اور کچھ دیر وہین ہین ناگاہ ایک تخت ہوا پر نمود ہوا اوسپر
ایک جوگی جٹا دہاری بیٹھا تہا اوسنے تخت کو نیچا کیا اور ملکہ کو اوسپر بٹھا لیا مین تو
سمجھی تھی کہ وہ خیال تہا اب معلوم ہوا کہ حقیقت حال تہا ملکہ زہرہ جبین
بولی ہے ہے مین اسی سانحہ کے کو ڈرتی تھی اسی واسطے اوسکے نصیب کو منع کرتی تھی
نئی نویلی دولہن تھی آخر چھٹکے مین آگئی اب جستجو بیکار ہے بس یہی آسرا ہی
یہ سنکے بادشاہ بھی آیا خورشید کو بیہوش بھی آیا تمام محل کو جو اس امر نے مضطرب الحال
پایا ارکان دولت بھی بھی فکر کرنے لگی ہر چند ہر طور پر عقل لگا دوڑانے لگی اپنی چال چلکر
دینے لگی تمام شہر کے پیر فقیر عامل کامل آئے کسی نے حاضرات کی کسی نے نقش و تعویذ
لکھکر جلایا مگر سوا حسرت کی کسی عمل نے کچھ تاثیر نہ دکھائی اوس تخت کی پہر پتہ نہ لگا
تو کیا ذکر اودہر کی ہوا بھی نہ آئی غرض کوئی بات نہ بنی امید ٹلی اور ناامیدی

یاقوت شاہ بہی پریشان تہا خورشید گوہر پوش بہی حیران تہا دلمین کہتا تہا
یہ خانہ آبادی ہی یا بربادی یہ مراد تہی یا نامرادی یہ ہجر تہا یا وصال یہ خواب تہا
یا خیال کاش یہ بلا مجہپر آتی مجہے تقدیر اس غضب مین پہنساتی اور ملکہ زہرہ جبین
کی یہ صورت تہی کہ نہ سر کا ہوش تہا نہ پاونکا ہوش کبہی مانند شمع اشکبار کبہی
بصورت تصویر خاموش ہر طرف آنکہین پہاڑ پہاڑ کر نگاہ کرتی تہی ہر مرتبہ کچہہ سوچ
سوچ کر ٹہنڈی سانس بہرتی تہی کبہی کہتی تہی ہے ہے میری بچی پر کیا گذر گئی
ہی ہے ہے میری بنّی کدہر گئی ہی ہے یہ اندہیرا تہا یا اوجالا ہی ہے یہ جو تہی تہی
یا چالا اری لوگو شادیکا فرش اوٹہاو سوگ کا سامان کرو ماتم کی صف بچہاو
خورشید گوہر پوش نے یاقوت شاہ سے آکر کہا حضور عمل خوانسے کیا فائدہ عزمت
نے عزمیت سے کیا ہوگا کون ایسا عامل ہی کہ ہوا کو میرے سامنے سے ہمزاد کا کام
یہان تو تقدیر کا رونا ہی اس جہوٹ چہکے سے کیا ہوتا ہی اب خدا وہی جاتا ہی اور اس
راہ مین خاک اوڑاتا ہی بادشاہ نے کہا ایسے داغ تو آسمان نے دیا اب ایک تم دو
اچہا تو ہی ان مصیبت زدونکو مصیبت مین چہوڑ کر کسی طرح کنارہ کش ہو رہتو تو

زندگی سی بیزار ہوں ملک و مال سی دست بردار ہوں یہ سلطنت کون سنبھالیگا
امور مملکت کون دیکھی بھالیگا خدا کیواسطے یہ حرف زبان پر نلاؤ بسند ذرا انصاف فرماؤ
شاہزادہ بولا آہ سلطنت کہاں میں کہاں یہ حکومت ریاست کہاں میں کہاں
اگر میری تقدیر میں سلطنت ہوتی تو یہ مصیبت ہوتی یہ آفت ہوتی شعر

قدم نامبارک و مسعود	گر بدریا رود برآرد دود

گردش فلکی سے کسو امید روز بہی اپنے مقدر میں سلطنت آبائی تھی نہ یہ ہوتی ایسی
نصیب ہوتی تو پھر کیا تھا قیس خانمان برباد کجا حکومت کجا بمصداق البلاء للولا
نشانہ خدنگ بلا بننا ضرور ہے اسوقت میں دست بستہ حیران ہو کر بیٹھ رہنا طریق وفا اور
آئین حیا سے دور ہے کوتاہ اندیشی ہے یہ شخص کیسا صاحب ارادہ تھا شاہزادہ
تھا نہ رئیس زادہ تھا فقط [illegible] ریاست پہ ننگ لایا تھا خدا جانے کونسا
کہاں سے آیا تھا شرق [illegible] پہونچا یہاں سے غم رسانی نکیا بہتر یہ
ہے کہ تھوڑی [illegible] اور امیدوار رہتا ہو کر [illegible]
اور دم بھر [illegible] کروں ہر چہ بادا باد جیوں یا مروں اگر آج نجاؤنگا تو [illegible]

کیا سنہ دکھاؤنگا یاقوت شاہ نے کہا بابا کہاں جاؤگے کسطرح سراغ لگاؤگے یہ تو ایک
موج تھی آئی اور کشتی کو لے گئی کوئی راہ نکلے کچھ پتا لگے تو انسان جانیکا نام لے شاہزادہ
بولا بھلا یہاں تک آنیکی کون راہ تھی یہ منزل بھی تو سخت جانکاہ تھی جس خدا نے
یہ مشکل آسان کر دی وہ اس مرحلے کو بھی طے کریگا کوئی نہ کوئی خضر طریقت اس راہ میں بھی
خبر لے گا یاقوت شاہ خضر طریقت کے استعارے سے متامل ہوا اور بعد تامل کچھ سوچ کر کہا
دیکھو اگر تمہارے ذہن میں کوئی بات آئی تو جاؤ اور کسی اللہ والے کی رہنمائی سے سراغ لگاؤ

کہاں ہے تو اے ساقی حیلہ کار | بتا راہ بے راہ ہیں بادہ خوار
نہ مے ہے نہ مینا نہ جام و سبو | کہاں جائیں کس جا کریں جستجو
اڑا لے گئی کس طرف کی ہوا | کہ ملتا نہیں دختِ رز کا پتا

قیامت ہے برہم ہے بزم سرور — نہ ساغر میں بادہ نہ آنکھوں میں نور
کھلے راز عشقی وہ تدبیر کر — اوڑیں کاگ بوتل کے بہر خبر
ادھر بوئی کی پیشوائی کرے — ادھر شوق دل رہنمائی کرے
حضور نظر ہے حجاب طلسم — یہ ہے میکدہ یا جواب طلسم
فقط طالب جام ہیں بادہ خوار — یہ میکش نہیں لوح کے خواستگار
مددگار ہے بخت ہمت جوان — ہیں بس ہم تو امید سے پنہان

گم کردگان طریق وصال سرگشتگان دشت رنج و ملال حسرت کشیدگان
بلاہای ناگہانی ستم رسیدگان آفات آسمانی یعنی ناقلان روایات حسرت و غم
و حاکیان حکایات درد و الم چشم تر و دل مضطر یوں تحریر کرتے ہیں کہ
شاہزادہ مستعد غربت ہوا یعنی آفتاب جبین رخصت ہوا ہمت سے
کوچ کا نقارہ بجایا حمیت فولاد صحرا نوردی پڑہا پارا دنا دیدہ پر قدم مارا
[illegible]ال سیدہ کو تجسس کا دم مارا آسمان کی جانب منہ اوٹھایا اور یہ کلمہ زبان پر
لایا یا علام الغیوب یا کشاف الکروب یا مفتح الابواب یا مسبب الاسباب تو قادر

ہواسے ملا یا تونے یعقوب کو دیدار یوسف کہا یا تیرے نام کی برکت سے آصف
بن برخیا نے اظہار اعجاز کیا فوراً تخت بلقیس سبا سے عراق مین منگوالیا تیری
تائید سے داؤد نے جالوت پر فتح پائی تیری عنایت سے سلیمان کو انگشتری
ہاتھ آئی تونے موسی کو قابل اور فرعون کو ناقابل کیا تونے سامری کو سحر کو
بمقابلہ اعجاز باطل کیا الٰہی میری بھی آبرو رکھ لے الٰہی یہ اسرار پوشیدہ جلد کھلے
مور ضعیف کی کیا طاقت کہ دعوی سلیمانی کرے جز ومنحنی کی کیا حقیقت کہ زمین
سنگلاخ مین تیشہ دوانی کرے ہان اگر تیری رحمت کفیل کار ہو تو حل ہونا
اس عقدہ لاحل کا کیا دشوار ہے رباعی

کیا غنا عدو فکر و سبب دم سے ہوگا | ہم کیا ہین جو کوئی کام ہمسے ہوگا
جو کچھ کہ ہوا ہوا کرم سے تیرے | جو کچھ ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

یہ مناجات کرتا ہوا راہی ہوا سامان برگشتگی گواہ بربادی وتباہی ہوا کبھی
نقش قدم کی طرح زمین پر بیٹھ گیا کبھی مانند بگولے کے پیچ وتاب کہا کر اوٹھا کبھی
مثل امید موہوم کے بڑھتا تھا کبھی بحالت یاس یہ شعر پڑھتا تھا شعر

کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے	نہ موسے نہ رفیقی نہ مرغ نامہ برے

جیسے طائر گم کردہ آشیان ٹاپتا پہرتا ہی اور آشیانو کا پتا نہین پاتا ہے
یا برگ خزان دیدہ گرد باد مین پڑکر ہوا کے تہپیڑی کہاتا ہی کچہ پتا اوس سوار
غدّار اور اوس سر پر صرصر رفتار کا جو سن چکا تہا تو اوسی دُہن مین اور اوسی
دہیان مین بقصد صحرا نوردی بشکل تیہین سیر نہوا تہا غرض جدہر وہ بخت گیا تہا
اوسی طرف اسنی بہی رخ کیا آخر جاتے جاتے یہ سوچا کہ یاقوت شاہ نے سچ کہا تہا
کچہ نشان نہین پتا نہین ہوش وحواس بجا نہین شاہ صاحب نے اسی دن کو واسطے
عمل اسماء الرجال تعلیم کیا تہا انہین چہوٹے کیلیے وہ نقش حزب البحر لکہہ دیا تہا
یہ سوچکر ایک درخت کی تلے جا کر دم لیا اور اون اسما کا ورد کیا اوس عمل کا پڑہنا تہا
کہ محمود درویش صندل کا ظہور ہوا خورشید کو سیر پوش نے اوٹہکر تعظیم کی اور مثل ہلال
خم ہوکر تسلیم کی شاہ صاحب نے دعا دیکر ارشاد کیا خیر ہے فقیر کو کیون یاد کیا
آبدیدہ ہوکر گردن جہکالی اور روداد مصیبت تازہ دہیان کی سیر و شنید نہ
کہا بابا تم آپ جانتے ہو پہر ایسا ہی دیدہ و دانستہ اس بلا مین گرفتار ہوئے اب اگلی

نصیحتونکا یاد دلوانا گویا زخم دلپر نمک چھڑکنا اور کلیجے پر نشتر لگانا ہے ہم تو سمجھے
ہوئے تھے کہ اس راہ مین طرح طرح کی مصیبت اوٹھانا ہی لو صاحب ہزار وقت
شادی بھی ہوئی اور طرفۃ العین مین بادی بھی ہوئی زمانہ کبھی انقلاب سے
خالی نہین کسی حال مین صورت بحالی نہین یہ آسمانکی تفرقہ سازی ہے
یہ اسی پیر سالوس کی شعبدہ بازی ہے خیر خدا کو یاد کرو تسکین خاطر ناشاد کرو
وہ کارساز ہے وہ بندہ نواز ہے سپین ناگ نامی ایک جوگی جبل مغرب کا رہنے والا
اوسی ساحر غدار نے یہ تفرقہ ڈالا ہے اوس کافر ناخدا ترس نے ناحق کا مفسدہ
برپا کیا ہے یعنی ملکہ جبین کو بہانے لیجا کر طلسم طاوسی مین پھینک دیا ہے
یہ وہی طلسم ہے کہ فقیر نے نقشہ چار وانگ مین آپکو دکھایا تھا و کر نواح مغرب
مین اسکا بھی ذکر آیا تھا ایسا مکان قلب نے دیکھا نہ سنا تصور سے ہوش اوڑتی ہین
وہانتک پہونچنا کیسا نہ لوح کا کوئی عنوان ہے نہ دروازیکا نشان ہے طرطاوس
نامی ایک حکیم شیر بطلیموس یونانی ہے وہ صاحب فطرت و حکمت اسکا بانی ہے
یہان ساحرونکا دور دورہ ہے اس بنیاد کا کچھ اور ہی طور ہے کہتے ہین کہ جب یہ طلسم

ہنوا الیا تو بحکم بادشاہ وقت اوس حکیم بیچارے کو ساحروں نے طاؤس بنا دیا تقید
کی بگاڑ سے بنانے والے پر آفت آئی اس وجہ سے لوح نہ تیار ہونے پائی اس تناسخ سے
بادشاہ کی یہ غرض تھی کہ لوح نہ بننے پائے کسی صورت سے فتح طلسم کی صورت
مٹ جائے سچ ہے جو قفل بے کلید ہے اوسکا کھلنا عقل سے بعید ہے شاہزادہ یہ سنکے
نہایت مغموم ہوا اور مایوس ہوکر اوس بزرگ کا منہ دیکھنے لگا پیر مرد نے کہا
پریشان نہو کوئی مشکل ایسی نہیں ہے کہ آسان نہو معبود کرم سے فقیروں کے
لبنے میں اور ہی کچھ تاثیر ہے دنیا داروں کو تدبیر تکیہ ہے یہاں پابندی تقدیر ہے
یہ کہکر پہلے دعای حصار تعلیم کی بعد اوسکے ایک اسم بتا کر یہ بات کہی اول
مرحلے پیش آینگے جادوگر انواع انواع طرحسے ستاینگے آخر ساحر طلسم اپنا دو
دکھائیگا یہاں اور ہی کچھ نیرنگ نظر آئیگا وہ جنگل باغ شداد کا جواب ہے جواب کیسا
بلکہ لاجواب ہے اوس وادی میں ایک درخت عجوبہ ہے جیسے بہشت میں طوبے
اوسپر اوس حکیم کا جسے طاؤس طلسمی کہتے ہیں نشیمن ہے وہ بزرگ باوجود تناسخ
اب بھی صاحب حکمت اور صاحب فن ہے جب تم وہاں پہنچو تو اس اسم کو باواز

پڑہنا اور بعضوان صاحبان حکمت آہستہ آہستہ آگی بڑہنا وہ حکیم درخت سے اوتر کر
تمہاری پاس آئیگا اور انشاء اللہ کوئی نکوئی طریقہ کشایش طلسم کا بتائیگا لو
صاحبزادو طلسم کشائی بہی مبارک ملکہ کی رہائی بہی مبارک ہان خوب یاد آیا
آپکے دونون رفیق یعنی وزیرزادہ اور عیار بہی کوہ مغرب کی ساتوین دربند تک
آچکے ہین مگر چونکہ وہ دربند حقیقت مین دربند ہی پس بسبب بند ہونی راہ کے
وہان اکر رکے ہین وہ جو سواد بلند نظر آتا ہی یہ اوسی کوہ کا سواد ہی یہ سیاہی کی
بنیاد نہین اوسی پہاڑ کی بنیاد سے پہلے وہان جاؤ اور اپنی رفیقون کو لی آؤ زیر کوہ
دو پگڈنڈیان ہین داہنی جانب چہٹا دربند اور بائین جانب ساتوان دربند ہے
جادۂ راستی جاری ہی اور طریق مخالف ناہموار ہی اور بند ہے تم مانند اصحاب یمین
کے اوس راہ سے جانا اور اون دونون کو کہ ہمنشین اصحاب رقیم ہین اوسی سمت
اپنے ساتھ لانا الرفیق ثم الطریق پر عمل کرنا ضروری ہی ایسے مرحلے مین تجربہ و دوراندیشی
سے دور ہی اوسی ڈانڈ سے لوح طلسم کا بہی ڈانڈا ملا ہے زنجیر بندی راہون کی
کرنا اوسی ہستی کا سلسلہ ہی اور خدا حافظ و ناصر اوسکا ہمارا کام ہے سالک ہونا تمہارا کام ہے

یہ کہکر شاہ صاحب نے اپنی راہ لی اور شاہزادے نے اپنی راہ لی خضر کی ہدایت سے مقدر نے یاوری اور تقدیر نے رہبری کی پہلے وہ خورشید خاوری جبل مغرب میں گیا وہاں سے قطعات گل پیرہن اور سپاہ سبک سیر کو ساتھ لیکر نواح طلسم میں پہنچا

دکھا ساقیا لطف ساقی گری
کہ مٹ جاے نیرنگی سامری

بدل جاے اکبار محفل کا طور
دکھا دست ذرہ آتش جادو کا دور

قدح کش ہیں عشرت کی امید میں
کی تاب دست جام جمشید میں

وہ چلتا ہوا ہے پئے غل محل
ہوا سے بھی کہتا ہے تھم تھم کے چل

نہیں کوئی لٹکا بہ از ناو نوش
یہ افسون اڑاتا ہے رندوں کے ہوش

جو افیون سے کہدے کہ ہشیار ہوں
بہر لحظہ ہیں میکشی خبردار ہوں

ستمگر ہے چرخ فلاکت زدہ ۔ ستاتا ہے رندون کو بے فائدہ

غریبون نے کیا بغض کیا دشمنی ۔ یہ جوگی ہین بنت العنب جوگنی

اودہر محتسب ہے اودہر پیر مست ۔ کسی کی ہے نصرت کسی کی شکست

باطل السحر خوانان خطۂ سحر سازی سخندانی تیغ بجون حریف تر کردگان معرکۂ سحر بیانی
تیغ کشایان نبرد گاہ تیز بیانی خنجر گذاران قتل گاہ معانی تیر اندازان نشان
بلاغت کمانداران کمین گاہ فصاحت تیر اس ماجرے نے نظیر کا یون سینہ
اظہار پر لگاتے ہین اودہر تو شاہزادے نے رفیقون کو ساتھ لیکر منزل معلوم کی
راہ لی اودہر سپس ناگ کی ہمزاد نے سپس ناگ کو آکر خبر دی کہ لے نصیب تیرا اولٹ گیا
رقیب تیرا آپہونچا حریف عازم طلسم طاؤسی ہے اوسکے مقدر مین کامیابی
تیرے مقدر مین ناکامی ہے اس خبر سے وہ خبیث گھبرایا فوراً اپنے تابعون کو بلایا
اوس عہد مین وہ سامری کا جانشین اور جمشید کا خانہ زاد جیپال ثانی تہا
یعنی سحر آزما ساحران غدار اور سرخیل جنود شیطانی تہا لاکہون بچاتری ہزار ہا اوسکے
چیلے تہے ہر روز بہنڈارے ہوتے تہے ہر روز میلے تہے تلک ہماری تین تلوک کے اوسکا

حکم مانتے تھے چوٹ بہت مین یہ کمال تھا کہ بیہ اپنا پیر جانتے تھے غرض اوس
کافر نے سب چیلونکو جمع کیا اور غصے مین آکر یہ حکم دیا کہ ہان تم مین سے کوئی جاے
اور اوس مورکھ کو پکڑ لائے یہ سنتے ہی ایک گبر نے اوس جتھے سے نکل کر دو دست
کی اور گرو کی جیت لیکر یون کیطرح راہ لی نزد و سحر اوس ہوا پرست نے راہ کو قطع کیا
دم بھر مین اون آوارگان دشت غربت کو جالیا مگر اتفاق سے وہ کافر سیہ کار
اور وہ ساحر غدار اوس وقت اوس مقام پر پہونچا کہ شاہزادہ اور عیار واسطے
قضاے حاجت کی دامن کوہ مین گئے ہوئے تھے فقط وزیرزادہ ایک درخت کے
تلے تنہا بیٹھا ہوا تھا پایا تو وہ گرگ نزادہ ہوا پر سیدھا جاتا تھا یا وزیرزادے کو وہ ہاکا
موڑا یعنی دفعتاً باز کیطرح گرا اور اوس ہماے شکستہ بال کو لیکر اوڑ جا ہی مین
اوسیکو شاہزادہ تصور کیا اور ساتھیونکو نہ دیکھ بھال لیا خوش خوش کوہ پر بوستان
اور سیار سیاہ سپہر جو دامن کوہ سے نکلے تو دیکھا کہ ہمرہ طلعت کو ایک چرخی ہوا پر
اوڑائے لیے جاتا ہے گویا وہ چرخ ہے اور یہ کبوتر ہے بیچارہ پنجۂ آفت مین گرفتار گھر
کیا کیا پھڑکتا ہے کیا کیا تلملاتا ہے یہ دیکھکر دونون کے ہوش اوڑ گئی گھبرا کر

آسمان کو دیکھنے لگے لیکن کیا چارہ تھا کیا اختیار تھا حالت بی پر و بالی مین
اون دونون تک اوڑکر پہونچنا دشوار تھا یہان بعالم مجبوری ایک دوپہر تکو
دیکھتا رہا وہان وہ صیاد ذی کید مع صید طرفۃ العین مین نظرون سے غائب ہو
شاہزادے نے عیار سے آبدیدہ ہو کر یہ بات کہی دیکھو اوس جوگی ملعون نے
یہ دوسری چوٹ کی سیار سبک سیر نے گردن جھکا کر عرض کیا ہان پیر و مرشد
اوس ظالم نے بڑا دہوکا دیا واے غفلت اسکا خیال نتھا کہ دشمن کمین گاہ مین
ہے پہلا یہی مرحلہ اس راہ مین ہی خیر حضور اللہ کو یاد کیجیے عنان استقلال
ہاتھ سے نہ دیجیے خدا نے چاہا تو سحر کو باطل کرینگے اور اوس کافر کو جہنم واصل
کرینگے اگر قوت طاقت کی مقدر مین رہائی ہے تو آثار نصرت آشکار ہونگے نہین تو
چند روز کا پیش و پس ہے ہم بہی اسی بلا مین گرفتار ہونگے اب آپ
کچھ فکر کرنا چاہیے الحاصل سیار جو خورشید شاہ کو اوس درخت کے تلے لایا ہر طرح سے
تسلی کی ہر طرح سے سمجھایا کہا حضور ایسی تدبیر ہے کہ آپ تو یہان حصار
کہینچکر تشریف رکھیں اور خانہ زاد اوسکی تاک مین جاتا ہی اگر افضال خدا

شامل حال ہے تو بندہ کوئی نکوئی راہ نکالگا آتا ہے شاہزادہ نے کہا بہائی
ایک تو وہ چہوٹا دوسرے تو بہی چہوٹتا ہے جیسے چرخ ستم پیشہ عالم غربت مین ہمکو
دوبارا لوٹتا ہے سیار نے کہا خداوند دیکہیے تو اب جو ہونی ہو سو ہو یہ رفتار قسمت
نہین تدبیر وصال ہے خدا کے آگے سب سہل ہے بندیکو سامنی سب محال ہے
شاہزادہ نے رضینا بالقضا اللہ کہکر سر جہکا لیا اور سیار نے جوگی کا برن بنا کر
سمت الراس کا رخ کیا اس ویرانی سی استہان اوس گہر جو دیپ مند کا ایک نکی
راہ تہا پیشاطر سبک سیر مانند باد سریع السیر کے راتون رات وہان جا پہونچا
گرد ایک چشمے کے جوگیونکا دنگل نظر آیا سایونکی کہیٹر کی طرح اوس صحرا کو
جٹا دہاریونسے بہرا پایا اور کہا کہ چشمے کے گرداگرد آتش پرستونکا دورہ
زمین کو گرد و نار بنایا ہے گویا پانی مین آگ لگانیکا طور یہی ہے کہین ڈہاک کے
تونکی چہتریکے تلے دہونی رمائی بیٹہا کر رہا ہے کوئی بہجن گا رہا ہے کوئی
سبے گروکا دم بہر رہا ہے کہین اگیاری کا سامان ہے ہرکوئی سلگا رہا ہے دوربیچ رنگا
سرکالی آئی ہوئی ہے کسی کے سر پر شنکہ آیا ہوا ہے ایک طرف ہیں ناگ اینٹہی ہی

بیٹھا جھوم رہا ہے گرد چیلونکا ہجوم ہے کوئی ڈنڈوت کر رہا ہے کوئی پاؤن چوم رہا ہے
سیار اونھین لوگونکی بھیس مین سیر کرتا ہوا ہر طرف سے گذرا کسی سے جی گرو کھکر صاحب
سلامت کی کسی جگہہ دم بھر ٹھہر گیا آخر ایک طرف آسن مار کر بیٹھہ گیا اور تونبی بجانا شروع کیا
واہ وہ تونبی تھی یا کنھیا کی بانسری تھی نگینہ اور باربد کے گلے کیطرح سُر اور لے سے بھری تھی
ہر شعبہ اوسکا شعبۂ آواز تھا وہ پیہو پیہو نہاوند وحجاز تھا دم بھر مین تمام صحرا گونج اوٹھا
سارا جنگل سائین سائین کرنے لگا جس شخص نے وہ آواز سنی تاب نہ لا یائی جیتا
اوس لے پر کھنچ آیا سیس ناگ کے جھونکے ناک کھنچے اوٹھا کر سننے لگے اور بیتاب خستہ
وجد مین آکر سر دھننے لگے اوس گھر نے کہا یہ کیا ہے دیکھو تو یہ کون تونبی بجا رہا ہے
چیلون نے ہاتھ باندھکر کہا آج بھنڈار یوگین ایک جوگی سیلانی آیا ہے یہ اوسکی
من موہنی نے ساری تپسیون کو لبھایا ہے وہ بولا جاؤ اوسے ہمارے پاس لے آؤ
یہ سنکے لوگ دوڑے اور سیار کو سیس ناگ کے پاس لیگئے اسنے جاتے ہی گرو جی
کے چرن لیے اور ڈنڈوت کی رسم ادا کی اونسے پیٹھہ پر ہاتھ رکھکر کہا سدا سکھی
سدا سکھی رہ بچا کدھر سے پھیرا ہوا کدھر کا گیان ہے کو لنے گرو سے کچھ بچن پایا ہے کونسی سمجھ

استہان

استہان سے اوسنے کہا مہاراج یہہ کون سے نرگیان ہی دہرتی کی پیٹ مین
چھپے شونکی پریم ہے اور پران سے گرکی اسبا ہے گروکی پہچان ہے دیکہا او کہی
جوگ ہی تن من مان پر وگ ہی ماتا پتا کو تجا جن پاس لیا ہے نام سجا جیو کرتا کی
چہپایا ہی جوان جیہہ تن سون لگایا ہی اب گرو کی انجہا سے نستار ہی سانچی بچن کا
سانچ بچار ہی یہہ کہکے تو نبی سنبہالی گویا قالب بیجان مین جان ڈالی ایک
ایک سہر ستی کے کان کہولنے لگا تو نبی کے پردے مین جادو بولنے لگا کہ گرو
کیا چیلا جسنے دوست پایا جا سنا ہوست ہو گیا تن کے کو اپنے سیکہ دیتے ہو گیا
تیس ناک ذرکہا مانک کیا مانگتا ہے یہ بولا سب گرو کی دیا ہے جو سالج
جو مانگون سو پاؤن اتنی ترتیب ہو مین بہی آپکا داس کہاؤن یہہ سنکے اوس
گرو نے اسے بہی اپنے چیلوں مین شامل کیا وہ مندر سے الماس کے انگ کی کان
جو الہ دیپ اور اپنے ہاتہہ سے مندر پہ پیوست مل دیا کہا یہہ سانجہ سو ہی آیا کرو
اور ہمارے سامنے بین موہنی بجایا کرو اوسنے اتنی بولکے کہا کہ ہر روز
صبح شام جایا اور دو چار گہڑی بیٹہکر اپنا راگ گایا اور پہر آتا دو ہی دن مین

سب ہی یارانہ ہو گیا غرض یہ انکا مطلب براری کا بہانہ ہو گیا سچ ہی کمال بھی
عجب چیز ہی بس اسکا عاشق ہے جسکو ذرا بھی تمیز ہے جہان یہ ہنرمند دو گھڑی
بیٹھ گیا اک میلا ہو گیا چیلے تو چیلے گرو بھی اس اہل کمال کا چیلا ہو گیا اصل
یہ صاحب فطرت ہر شخص سے ملا ہر طرف گیا آیا لیکن وزیرزادیکا کہین پتا نپایا
ایک دن قریب شام جاتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ روجی کی منڈھی کے پہلو مین
ایک مینڈھا خوبصورت سا بندھا ہے اوس مینڈھے نے جو اسے دیکھا اوچھلنے
چلانے لگا اور تڑپ تڑپ کر رسی توڑانے لگا جب قریب گیا تو سب بھید کھلا
ہائے خدا دوست کی مصیبت پر دوست کو ندکھائے نگاہ چار ہوتے ہی دونو کی
آنکھوں مین آنسو ڈبڈبا آئے سیانے نے اپنے جی مین کہا اب پتا لگنے مین کیا باقی رہا
بس یقین کی یہی صورت ہی ہو نہو یہ قمر طلعت ہی جسنے ناگ کا فقرہ طلسم
کیا ہے کہ اس بیچارے کو مینڈھا بنا دیا ہی سوچ کس طرح ہو سکا دلکو ٹھہرایا یعنی
اوس وقت ٹالکر پھر آیا بیچارے نے خوب فکر کی کہ اس بھید کو کس سے دریافت کیجیے
کسے ہمراز بنائیے کسی دم وجیے پر ہونا تھا نامی ایک تیتلی کہ بڑا یار باش تھا

اوسنے تجویز کیا رات کو بعد جلسے کی جب صحبت برخاست ہونے لگی تو اوسے
ٹھہرا لیا پہلے ادہر ادہر کی باتون مین لگایا پہر پنڈت کا ذکر زبان پر لایا
اوسنے ساری کیفیت بیان کی جو یہ سوچا تہا وہی بات ثابت ہوئی
کہا رام رام گروجی کی من مین کیا سمائی ایک تو اس تشنگی کی استری
چہین لی دوسرے یہ گت بنائی وہ بولا یہ کل جگ کی کایا پلٹ کا سبہاو ہے
اب کلنک سی سادہون کا بچاو ہے نہ سنتن کا بچاو ہے سیارے نے پوچہا
کیون مہاراج اب یہ پنچہی کا ہے کو اس کشٹ سے مکت پائیگا گروجی کی
کرپا ہوگی نہ یہ اپنے چولے مین آئیگا اوسنے گردن ہلائی اور یہ بات سنائی
سادہو جی دکہی ہوئے پاسکی ہوے اوسکا سری چتر کرتا ہے جو دکہی ہوتا ہے یا
نے سکہی ہوت بارہے شترکی ایک لوٹ پوٹ مان پہر وہی ہے سدہ بیچ
پہر وہی چولا ہے وہی مورت ہے وہی روپ ہو سیار اس نکتہ کو سمجہا
یعنی تردید اس سحر کی آپکی لفظونکی تردید ہے دلمین کہا کیا اوسکی
رحمت ہو گیا تائید ہی عجب قدرت خدا ہے دشمن مطلب کی بات بتا رہا ہے

انشاء اللہ وزیرزادے پر سے سحر اوتارتا ہون اور سیس ناگ موذی کو
مارتا ہون مگر اب اسکو یہ سحر بہ عمل لایا چاہیے اور تردید سحر کی ترکیب کو اوڑایا چاہیے
کہا مہاراج منتر کی اوٹ پوٹ کیا ہے یہ کونسا جتن ہے کونسی پتہیا ہے
اوس سادہ لوح نے بے تکلف الفاظ سحر یہ کہ سب ترکیب بیان کر دی
یہ تو بلا کا ذہین تہا اسے یاد کرتے کیا دیر تہی باتون مین سارا مطلب حاصل کر لیا
بعد اوسکے اوس گاودی کو ٹہلا دیا اب یہی صبح ہوتی ہی تہی تو یہ فکر ہوئی کہ جسطرح
ہو لوگونکی آنکہہ بچا کر جائیے اور حکمت عملی سے قطعات کو ہیئت اصلی پہ لائیے وہان
سیس ناگ سے جا کر کسی مخبر نے یہ کہا یہ تو آپنے مدعی کے رفیق کو گرفتار کر لیا
مدعی تو بچ گیا وہ بولا اوسکا کہین پتا ہے اسنے کہا اوسی جنگل مین ایک درخت کے
تلے بیٹہا ہے سیس ناگ نے یہ سنکر اوس چیلے کو جو وزیرزادے کو گرفتار کر لایا تہا بلایا
اور بہت خفا ہوکر کہا بہت چہوٹا لایا آخر نے از راہ سفارش کہا کہ باندہ سان آیا ہے
دہوکا ہوا آخر یہ صلاح ٹہہری کہ پہر جائیے اور اصل مدعی کو گرفتار کر لائیے یہ خبر سنکے
سیار بہی جا پہونچا اور ہاتہہ باندہکر عرض کیا سری مہاراج اپنے داس کو کرپا کیجیے

ابکی بیری مجھے یہ حکم دیجیے اوسنے اسکی عرض قبول کی اور ڈبیہ سے نکالکر ایک گولی
دی کھالے بچا اسنے منہ مین رکھکر اوڑ جا بصورت اوس کافر کی یہ تہی کہ آپ تو
عمل طیران جسے بہاکہا مین اوڑن کھٹولے کا عمل کہتے ہین جانتا تہا باقی گولیان
گنگو کی تیار کی تہین اونکی یہ تاثیر تہی کہ جسنے وہ ایک گولی منہ مین رکھہ لی
مانند طائر پرواز کے اوڑنے لگا غرض بیمار وہ گولی منہ مین رکھکر اوڑا اور دم کے
دم مین حضور شاہزادہ عالی مقدار پہونچا قمر طلعت کی بہی خبر دی اور باقی
کیفیت بہی سب بیان کی کہا حضور خاطر جمع رکھیے اب یہ قصہ مختصر ہے بحول
اللہ تعالی اب کوئی دشمن یہ ہم سے ہے خانہ زاد فقط حضور کے اطمینان کو لیے
حاضر ہوا تہا نہین تو بفضل اللہ آج ہی خاتمہ تہا ہان یہ تو ارشاد ہو اس
مین حضور نے کیا نوش فرمایا کہا بہائی خدا نے اپنی قدرت کا تماشا دکہایا
دن بہر تو روزہ رکہتا ہون شام کو ایک بزرگ آتا ہے اور تحفے سے تحفہ کہانا اور
ٹھنڈے سے ٹھنڈا پانی کہلا پلا جاتا ہے بیمار نے کہا سبحان اللہ وہ کریم رزاق العباد
جنگل مین منگل اسی سے مراد ہے معلوم ہوتا ہے وہ خضر علیہ السلام ہین

غرضیونکی خبر لیتے ہین یہ اونہین کے کام ہین دیکھیے اوسکی مسبب الاسبابی کے
کارخانے نے بقول مشہور خدا کی مشیت خدا ہی جانے لیجیے جنانہ زاد تو جاتا رہتا ہے
اب یوہین جیسے اوس کافر کے ہوا اڑ جائین گے اور بسبب قلعہ بندی حصار خاک
اوڑا کر پھر جائین گے آخر وہ گھبرا آپ آئیگا اور منہ کی کھائیگا یعنی آسمان اوس برگشتہ بخت
سے پھریگا اور مانند طائر تیر خوردہ کے اس دایرے مین گریگا اوسوقت تامل نکیجیے گا
فوراً اوس صید اجل کے گلے پر چھری پھیر دیجیے گا ورنہ ہوش مین آئیگا تو پھر نہ دبیگا
اور کچھ اندیشہ خاطر مین نہ لائیگا ہرگز کسی طرح نہ گھبرائیگا جان نثار نے پہلے امتحان
کر لیا ہے پھر یہ عرض کیا ہے فی الحقیقت اس حصار مین ہوا کا گذر محال ہے
انسانکی تو کیا مجال ہے یہ کہکر گنگا منہ مین کہا اور ہوا کے آسمان مع اسپ ناگہ سے
جا کر کہا وہ اتا وہ راجپوت نپٹ نیائی ہی جانے اگن کی سمت یہان لنکا بنائی ہے
یہ سنکے وہ مردود مسکرایا سمجھا کہ یہ ناتجربہ کار ڈر کر پھر آیا پہلے اپنے چیلون مین
ایک کی طرف دیکھا وہ ہوا پرست فی الفور امتثال امر سے مستعد ہوا اور اوڑا اور
آندہی کیطرح خاک اوڑاتا اوس جنگل مین آیا مگر قریب حصار پہونچکے سمت کی

تاب نہ لایا وہ وہ دائرہ وہ دائرہ تھا جسکا دور شاہزادی کے لیے تو وہ دورہ گلزار نعیم

تھا اور دشمن کے لیے احاطہ نار جحیم تھا زبانی اوسکی زمین سے آسمان پر جاتی تھی

کوسون تک پہنچے بھی کھٹکنے نپاتے تھے جب اس گبر نے بڑھنے کا ارادہ کیا تو وہ اوسکا

طمانچہ پڑا کہ اولٹ گیا کبھی حرارت باد سموم سے جلنے لگا کبھی ہیبت غربت سے

دہلنے لگا پھر بہت تک ہوا سی لڑا آخر اپنا سا منہ لیکر پھر ناچار اسمین ناگ سے آکر یہ

کیفیت بیان کی سنتے ہی اوس جھنی کے تن بدن مین آگ لگ گئی جھنجلا کر

آپ اوٹھا اور اوڑن کھٹولے پر سوار ہوا بالکے بھی پر پرواز بنانے کو سر کی جٹائین

کھولنے لگے جے گرو کی یہ کہکر سب کو سب گنڈے تولنے لگے غرض ساتھ کے

سادہ پنتھے اوڑکر ہوا چھت باندھی وہ جمعیت تھی یا جنگلی کبوترون کی ٹکڑی تھی

سیاہ بھی منہ مین گولی رکھے اون سب کے ساتھ ساتھ تھا کہ میدان ہی صاحب قرآن کو

ہاتھہ تھا جاتے جاتے جب وہ جھمر انمودار ہوا تو اثر غربت منصور آشکار ہوا و اوس

چیلے کی صورت ہوئی تھی وہی ان سب کی صورت ہوئی یہ دیکھکر ملکہ ناگ کو

کمال حیرت ہوئی بھلا سفلی کی کیا طاقت کہ علوی پر قبضت لیجا بات رشید انکی

کیا اصل کہ عرش کے موکلون پر غالب آئے دم بھر مین سحر و ساحری کی ہوا بدل گئی
ایک ہی جھٹکے مین ساری دہشتری اوس کافر کی نکل گئی افعی سر کوفتہ کی طرح
پلٹے لینے لگا چھو چھو کہکر ہوا کو دم دینے لگا ساتھیونکو کچھ دور ٹھہرایا اور آپ وسط
حصار کی حد مین ہوا پر آیا ہر چند زبانی خط حصار کے جلائے دیتے تھے اور شعلے
اوس دائرہ آتشبار کے آگ لگائے دیتے تھے مگر نیاری آپ اپنی آتش غیظ و غضب مین
جل رہا تھا بات بات مین منہ سے دھوان نکل رہا تھا نہ کچھ اندیشہ مآل تھا نہ کچھ
اوس آگ کا خیال تھا جلنے پر آمادہ تھا مرگ پر دلدادہ تھا اسے تو یہ ذہن
کہ شاہزادے کو اپنے قابو مین لائیے اور ستار کو یہ تاک کہ شان عیاری دکھائیے
وہ تو جھلاہٹ مین مبہوت ہوکر اوس حد پر گیا اور یہ بخیال ہواخواہی خورشید شاہ
کے ساتھ ساتھ پہونچا اوسے غصے نے اندھا بنا دیا تھا یہ بھی نہ دیکھا کون آیا کون گیا
وہ کافر تو ہوا پر تاؤ سے کرنے لگا اور شاہزادہ یا حافظ یا حفیظ کا دم بھرنے لگا
اودھر ستار نے ایک چاند شیشے کا رشک ماہ نخشب کمر سے نکالکر اپنے ہاتھ پر نصب کیا
اور بکمال سرعت اسطرح بغل سے نکل کر سامنے آیا کہ سر سے سر لگ گیا مٹھ بھیر ہوئی تھی

وہ چاند ٹوٹا اور جسطرح انار ہوائی سے ستارے نکلتے ہین جیسے ستارے نکلے وہ ستارے آتشبازی کے ستارے
نتھے بلکہ جیسے ہوشی تھے جو ہین وہ جیسے اوس شقی کی پیشانی پر پھونکا پڑا ٹوٹ کر حیت ہو گیا
مطلق کچھ پیرا اوس کا ہوش نرہا گشتگی تقدیر نے بسزاے اعمال پہونچایا اقلابا زبان
نکالتا ہوا ہولے سے زمین پر آیا یہان شاہزادہ تو منتظر تھا اوتاولا نکلا جب دور کر گلی خنجر چبھو دیا

ندا دی یہ اقبال و اجلال نے	کہ سر چڑھ کے دی جان دجال نے
زہی سطوت شاہ یزدان پرست	بڑھا اوج ایمان ہوا کفر پست
سبک ہو کے بھی بار خاطر رہا	یہ مردود کافر بکا کافر رہا

خورشید شاہ وہی خنجر خونچکان لیے اوس دار حفاظت یعنی حصن حصین جسنا سے
باہر نکلا اور گردن اوٹھا کر جسکی طرف نگاہ غضب دیکھا وہ ہیبت کے مارے
مثل قالب شکستہ کے آہ بھر کر او دھر گرا او دھر گلے پر خنجر سیراب جو چار سر دست
ہو شمشیر آبدار آئے باقی ماندہ جتنے تھے یہ دیکھکر نہایت گھبرائے کہا امان امان
اے شہریار عالیشان خورشید شاہ پکارا اول ایمان بعد امان کفر سے تائب ہو
اسلام کا کلمہ پڑھو یہ سنتی ہی وہ سبکے سب جاحلقہ اطاعت میں آگئے اور بصدق دل

ایمان لائے سب سے پہلے سیار دست بیع ہوا پھر کسی کو کچھ عذر باقی نرہا شاہزادی
نے یہ سامان رحمت دیکھکر حمد خدا کی اور سجدے مین سر جھکایا یعنی باجماعت
براد ران اجمالی دوگانہ شکر بجا لایا بعد فراغ نماز سیس ناگ ملعون کی لاش نخشن کو
توجہ الہٰی سے غرق کیا اور آپ جانتے ہیں سب جوگی آئے تھے اوس مقام کا رستہ لیا
اسمین دو مقصد تھے ایک تو تلقین وہان کے بھنڈاریونکی دوسرے وزیرزادی
قمر طلعت کی رہائی المختصر باجماعت اسلامیہ وہان پہونچکر سطوت اسلام کا
جلوہ دکھایا تمام بھنڈاری بھی مسلمان ہوئے وزیرزادہ بھی بہیئت اصلی آیا

پلا ساقیا بادۂ فلسفی
دکھا جام سے لوح راز خفی

نہیں تو بلیں سحر و ماہ طلسم
نظر آئے ظلمت میں راہ طلسم

دم جرعہ بڑھ جائے آگے قدم
کہ اک دم میں لوں جا کے شہر ارم

بڑھے نشۂ زور آزمائی کروں
سر دست کشور کشائی کروں

ادھر ہو چکے ارغوانی کا دور
ادھر اپنی صاحبقرانی کا دور

تصور ہے نیرنگ نیرنج کا
مٹا دے اثر صدمہ و رنج کا

کہاں ہے وہ نیرنگی آسمان
اوٹھی ابر بجلی کی سی شوخیان

رہے جوش باران جو ہو بحر آب
کہ ہے دور بارش ابھی ہے شراب

خطا پوش ہے رحمت کردگار
نہ ڈر محتسب سے نہ ہمت کو ہار

تماشائیان طلسم جادو زبانی نظارگیان نیرنگ سحر بیانی عالمان لوح اسرار کاملان عمل اسمار شگافندگان حصار سحرسازی کشایندگان حصن فسون طرازی اس قصۂ نیرنگ سازی کو اس رنگ سے بیان کرتے ہیں خورشید شاہ جب اس مہم بالعرض سے فارغ البال ہوا تو پھر مقصود اصلی کا خیال ہوا آیا

اور قمر طلعت سے مشورہ کیا کہ راہ طلسم مین سوا میرے دوسرے کا گذر دشوار ہے
پس اپنا ہو یا بیگانہ کسیکا ساتھہ لیجانا بیکار ہے اون دونون نے عرض کی ہم تو
حضور کو تنہا نچھوڑینگے کچھہ ہو حتی الامکان رفاقت سے منہ نموڑینگے کہا خیر تم
دونون چلو مگر ان سبکو سمجہا دو پہنیکو سیارہ نے تمام نومسلمونکو بلایا اور یہ فرمان
واجب الاذعان سنایا برای تسکین و تسلی یہ بھی کہدیا کہ تم سب خاطر جمع رکھو
جسطرح رہتے تھے یہان اوسطرح رہو حضور جس جگہہ کے عازم ہین وہان بھیڑ بہاڑ کا
کام نہین جہان فوج یا لشکر کی ضرورت ہو وہ ایسا مقام نہین بالفعل
مجمع کے ساتھہ ہونا مصلحت نہین ارشاد جناب عالی خالی از حکمت نہین انشاءاللہ
بہت جلد پھر کے آتے ہین یہ تو عمر بہر کا ساتھہ ہے نہ تم کہین جاتے ہو نہ ہم کہین
جاتے ہین غرض شاہزادہ اون سبکو سمجہا کر مع رفقاے قدیم سیر فی الارض کا
عامل ہوا اور رفتہ رفتہ سرحد نواح طلسم مین داخل ہوا یہان ساڑہے سات سو
برس کی ایک ساحرہ اکالہ ابلیس کی مان اور ابی وجانہ کی خالہ رہتی تہی اون
اول یہ مرحلہ پیش آیا کہ پہلے اوس سے مڈبھیڑ ہوئی چند قدم ہو کہ مرگ مفاجات کا

سامنا ہوا پہلا رنگ عالم نیرنگ یہ دیکھا کہ ایک قبر کھدی ہوئی تیار ہے
اور ایک مردہ کفن مین لپٹا ہوا رکھا ہے سرہانے اوسکے ایک پیرزن بیٹھی
رو رہی ہے قرینے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مان ہے اور یہ بیٹا ہے بیچاری تو
دردمند تھے ازراہ خداترسی قریب جاکر استفسار حال کیا عجوزہ ستمکارہ نے
لپہ سر کا کر اور ناتوانونکی آواز بنا کر جواب دیا ہائے بچو کیا کہون مین کس طرح کی
مصیبت مین ہون رات سے پیٹ پیٹ کر جان کھو رہی ہون فرزند جوان مرگ
کی میت پہ بیٹھی رو رہی ہون مجھ ضعیفہ عاجزہ کے کانپتے ہاتھونمین یہ قوت
کہان کہ اسے قبر مین اوتارون نہ پاس ہے بیکسی اور بے بسی کے عالم مین
کسکو بلاؤن کسکو پکارون شاہزادی نے کہا مائی تو پریشان نہو یہ ثواب ہم
لیتے ہین ابھی اس مسافر ملک عدم کو اول منزل مین پہونچائے دیتے ہین
دونون رفیقون سے فرمایا مین قبر مین اوترتا ہون تم پائنتی سرہانے کی طرف سے
بسہولیت تمام دونون سرے تھام کر مجھے دیدو ہر چند قبر ظلمت آلود تھا
نے عرض کی کہ خانہ زادونکے ہوتے ہوئے حضور کو مشقت بیجا ہے شاہزادی نے

ہرگز نمانا از راہ مردی و مردانگی اور مقتضای ہمت و اولوالعزمی پیش قدمی کو
اوس مرحلے مین مقدم جانا یہ نہ سوچا کہ یہ منزل اول نہین طلسم کا مرحلہ اول ہے
سرانجام اس کام دور اندیشی اور پیش بینی پر محمول ہے غرض خورشید شاہ نے
اوس میت کو ہاتھون پر لیکر آغوش لحد مین لٹایا اب جو گردن اوٹھائی
تو اوس قبر کو بسان سر نامہ سر بستہ بند پایا آسمان نے زندہ در گور کیا زمانے نے
دفعتاً قفس مین پھنسا دیا شاہزادے اور رفیقونکے درمیان تختی اوس قبر کی
حد فاصل ہو گئی دید و وادید کی مزاحمت کے لیے حجاب طلسم بیچ مین حائل ہو گئی
اسرار نیرنگ روزگار کے آشکار ہوے رئیس اس قفس مین پھنسا اور رفیق
شہپال کے دام مکر مین گرفتار ہوئے قمر طلعت اور ستارہ کا حال آگے چلکے کھلیگا اول
شاہزادے کی کیفیت سنا چاہیے کہ یہ طلسم کا پہلا در بند ہے وادی عالم نیرنگ
عجب رنگ ہی عجب وادی ہی عجب افتاد ہے آفتاب چاہ مغرب مین اسیر ہے
یوسف زندان آفت مین بند ہی لیکن یہ نیرنگ حسن و عشق کا نیرنگ عجب ہے
تمام عمر جی نہ گھبرائے یہ رنگ وہ رنگ ہی الحاصل خورشید شاہ نے اوس قفس مین

بند ہو کر کہا الٰہی اب عقدہ کشائی تیری ہاتھ ہے جیتے جی فنا ہے موت زیست کا
سامنا ہے زندے اور مردے کا ساتھ ہے یہ کہکر جو سر جھکایا تو اور ہی کچھ تماشا نظر آیا
اب دیکھا تو یہ دیکھا کہ وہ میت نہیں ہے محبوبہ خلوت نشین ہے تربت حجلہ
عروسی ہے اور وہ روح مقلوب عروس شرمگین ہے بند کفن مثل بند نقاب
کھلے ہین رونمائی کا سامان ہے حجاب مین بیحجابی ہے معشوق کا انداز ہے
دولہن کی شان ہے سانس کی تحریک ہے یا سلسلہ مضمون باریک ہے مفارقت
جسم و جان وصل کی خبر لائی ہے ہستی کو عدم پر فوق ہے زندگی گئی پر
پھر آئی ہے کافور مین سہاگ عطر کی بو باس ہے بوٹ کی چادر ہے یا شہانہ
لباس ہے پیشانی پر موت کے پسینے کے قطرے ہین یا افشان کے ستارے ہین ہر
کاکل مرغولہ بند ہین یا عاشقوں کی زندگی کے سہارے ہین ہوین گوشہ گیری
پرتی ہین آنکھین کچھ بند ہین کچھ کھلی ہین لب پر مہر خاموشی ہے دلمین ولولہ
[illegible]ی ہے سینے پر جوبن کا ابھار ہے سر مین کپل آیا ہے خزانہین بہار ہے
سکوت کے عالم نے شہر خموشان کا نقشہ دکھایا ہے چہرے کی اداسی نے [illegible] کا

خدا کا اوڑایا ہے خوب اجل نہین ہر کیفیت بادۂ شباب سے مدہوش ہی بیہوش
ملکہ مہ جبین یاقوت پوش ہی مثل مشہور ہے جوانی کی نیند غضب ہوتی ہی
الڑہ پن کے عالم مین بے تکلف پاؤن پہیلائے سوتی ہے پہلو مین ایک کہڑکی
ہم چشم غرفہ گلزار ارم ہی جس سے فرفر ہوائے بہشت چلی آتی ہے سامنے حد نگاہ تک
وہ سبزہ زار ہے جسے دیکہکر طبیعت لوٹ پوٹ ہوئی جاتی ہی یہ معلوم ہوتا ہے
کہ حور جنت غرفی کی راہ سے آکر اس گوشے مین سو رہی ہے یہان خورشید شاہ کا
یہ حال ہے کہ یہ عالم دیکہکر روح بیچین ہو رہی ہے دلمین کہہ رہا ہی الٰہی یہ
کیا ماجرا ہی یہ حور عین ہے یا ملکہ مہ جبین ہی اب قہر کا دہیان ہے نہ اوس
ستیت کا خیال ہے محویت کے عالم مین اور ہی کچھ کیفیت ہی اور ہی کچھ حال ہے
کبھی ہاتھ بڑہاتا ہے کبھی کھینچ لیتا ہی کبھی اشارونمین باتین کرتا ہی کبھی
آہستہ آہستہ آواز دیتا ہے ولولۂ شوق مین ہر مرتبہ گہٹتا ہے ہر مرتبہ بڑہتا ہے

اوسی بیخودی کے عالم مین بیساختہ یہ شعر پڑہتا ہے

یار آرام مین ہے وصل کی شب جاتی ہے
متحیر ہون کہ بیدار کرون یا نکرون

شکر گذاری ہین مگر باوجود این طراوت گرمی کی یہ شدت ہی کہ قیامت بالاے
قیامت ہی حرارت جانسوز دمبدم سرگرم اشتداد ہی آسمان تنور روشن ہے
زمین کورہ حدادے پہاڑ معدن گوگرد ہین حصار آتشین گرداگرد ہین شعلے بھڑک
رہے ہین تپھر چٹک رہی ہین جھونکے باد سموم کے آتے ہین اور تن بدن مین آگ
لگا جاتے ہین زمین کا یہ حال ہے کہ پای تصور مین چھالا پڑتا ہی سایہ قدم کے
تلے چھپا ہے مگر ایڑیان رگڑتا ہے ہر چشمہ آتش زردشت کا ہالہ ہے ہر بگولہ
شعلہ جوالہ ہو رہا ہے دہوان اوٹھ رہا ہے موج سے شرارے نکلتے ہین ہنگام
نظارہ طائر نگاہ کے پر جلتے ہین تقاطر سحاب سے چنگاریان پیدا ہین شدت
ہوای گرم سے آثار آتش زدگی ہویدا ہین لیکن وہ طبقہ بہشت مخصوص بہ نسبت
طلسم کشا جہنم ہے اور ونکے لیے فضای گلزار ارم ہے خورشید شاہ اب سمجھا
کہ یہ اسرار طلسم کے اسرار ہین اور یہ سب آثار اوسی کے آثار ہین کہا معلوم ہوتا ہی
کہ یہ گرمی محض مجھ غریب کی نسبت ہی اس آفت کے لیے ہین ہو ن اور میری لیے
یہ آفت ہی یہ کیفیت حرارت ہی یا اہالیان طلسم کی شرارت ہی اگر در حقیقت

اس صحرا کا یہی حال ہوتا تو انسان کا کیا ذکر حیوانون کو جینا محال ہوتا
باد سموم کے ایک ہی جھونکے مین تمام جنگل جل جاتا نہ پھولون مین تازگی
نہ سبزہ یون لہلہاتا یہ سوچکر داہنی جانب جو منہ پھرایا کچھ دور چند درختونکا
اک غنچہ نظر آیا چاہا کہ ان درختونکے سائے مین چلکر کوئی دم بیٹھیے اللہ سے
مناجات اوسکے لیے اس مشکل کے آسان ہونیکا مشورہ کیجیے غرض بجای خود
یہ تصور کیا اور اون درختونکی چھاؤن مین جاکر دم لیا وہان یہ نسبت
میدان کے کچھ سردی تھی کہا الحمد للہ جان بچنے کی تو امید ہوئی ناگاہ
ایک طاؤس طناز وجد کرتا ہوا سامنے آیا جسکے پرون کے نقش و نگار نے
جلوۂ نیرنگ دکھایا قد و قامت مین تو وہ طاؤس شتر مرغ کے برابر تھا لیکن
صورت و سیرت مین اوس سے کہین بہتر اوسکی چوٹی کو حورونکے طرے پر
فوق تھا اوسکی گردن دیکھکر ہنس کی گردن مین غلامی کا طوق تھا وہ
پرچہا صید دل کی نگاہ مین صنعت کی نشانی تھے وہ نقش و نگار دست آویز تھا
جادو ائی تھی وہ زبرجد کی [illegible] لالہ کی [illegible] مین [illegible] پاؤن [illegible]

وہ طلسمات کی گل رنگ گل اشرفی وہ سبز سبز جیسے سونے کی ہوتی ہون پیدا کیا
انصاف کہہ رہا تھا طاؤس بہشتی اسی سے مراد ہے الحق اسی خوش منظر اقلیم تجلی ایسے
بہار گلشن ایجاد ہے شاہزادہ اوس اعجوبہ نگار کو دیکھکر حیران ہوا اور وہ حیوان
مصنوعی بکمال شوق دوڑ کر گرد پھرنے لگا اوسی حالت وجد مین کچھ کہتا
سے کچھ زمین پر لکھا گویا بذریعہ تحریر اپنے اشتیاق کا اظہار کیا یعنی اے شاہزادہ
والا دودمان اور اے امیر صاحبقران زمان مین آپکا مدت سے مشتاق تھا اور یہی
آرزو تھی جو میری تھی از حد اشتیاق تھا بندہ وہی حکیم ہے جسکا حال شاہ وضاح
نے بیان کیا ہے جبھی ساحران ناعاقبت اندیش نے بحکم بادشاہ انصاف دشمن
طلا اوس بنا دیا ہے فتح اس دشت کی اور رہائی اس آرزومند کی حضور کی
تشریف آوری پہ موقوف تھی الحمد للہ کہ ناامیدی یاس سے بدل ہوئی اور مشکل
مراد کشائی کی اب آپ کچھ پروا نہ فرماوین فتح طلسم کا بہت قریب آیا خدا نے عالم
آرزومندوں کی آرزو اور امیدواروں کی امید برلایا لفظ ظاہر ہے یہ طلسم [illegible]
مگر مثال نقش [illegible] لوح انتظام [illegible] پانی طلسم [illegible] کا پیکر کام

کل راہین نیر نجات کی نیاز مند کی پیش نگاہ ہین دوسرے یہ کہ حضور بفضل
مولا ہین لتہ ہین شاہزادہ وہ تحریر اقلیدس پڑہ کر نہایت مسرور ہوا اندیشہ لاعلاجی
اور واہمۂ ناکامی دلسے دور ہوا پہلے اوس حکیم کے حال پر تاسف فرمایا پھر
ازراہ لطف والتفات کلمات تشفی زبان پر لایا کہا اے بقراط دہر و
جالینوس عصر مین شاہ صاحب کی زبانی تیرے اوصاف حمیدہ سن چکا ہون اب
مرآۃ القلب یعنی ایک دل دوسرے دلکا آئینہ ہے اب مین اپنے مشتاق ہونے کا
کیا حال کہون لیکن بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اب جذب خاطر نے
اثر دکہایا الحمد للہ آج وہ ارادہ پورا ہوا اور وہ وقت موعود آپہنچا انشاء اللہ تعالیٰ
اب طرح کی مشکل آسان ہو ایک کو دوسرے [illegible] اطمینان
سے ہے سکیکے اوس سرو آور وہ روزگار نے گردن تسلیم جہکائی اور دوبارہ تحریر
زمین پر لکہکر یہ راہ بتائی یعنی اے شہریار یہان سے ہر گرہی کا اعتبار ٹہکانا ہے جو
سامنے آسمانی گنبد نظر آتا ہے وہان اشتر لیجاتا ہین وہ گنبد مثل آسمان کے
بلند ہے اور چاروطرف سے بند ہے [illegible] انگشت [illegible]

دستک دیجیے پھر قدرت خداوند قدیر کا مشاہدہ کیجیے با فضال سرمدی
اور بتائید ایزدی فوراً انکشاف اسرار ہوگا دفعتاً وہ برج گردش مین آئیگا
اور اک دروازہ نمودار ہوگا اوسی کے جواب مین دوسرا دروازہ ملیگا اوسکی
فضا دیکہکر غنچۂ خاطر کہلیگا اوسکے جلوخانہ مین چشمہ آسرار ہی اوسپر بالا
ہی اوسپر قلعہ کا حصار ہی بس اب یہی دو مرحلے پیش آئینگے باقی جتنے
عقدے ہین خود بخود حل ہوجائینگے نیاز مند بھی رکاب سعادت مین چلیگا
مگر بظاہر اندیشۂ ضرر ہی منظور یہ ہی کہ ساحر اس ارادے سے بیخبر رہین لہذا ابہی
دور دور رہنا بہتر ہے لیکن فکر و سعی سے غافل نہ ہونگا جب کوئی وقت
پیش آئیگا فوراً اگر حاضر ہونگا خورشید شاہ نی کہا نہین خلاف مصلحت نکیجیے
مآل اندیشی کے یہی معنی ہین عقل و تدبیر سے نگذرنا چاہیے اچھا تم یہین رہو
مجھے پیشتر جانیدو یہ کہکر اوس آفتاب عالمتاب نی برج آسمانی کی راہ لی
اور قریب پہونچکر حسب تحریر حکیم ارسطو تدبیر دستک دی پھر دو دستک اوس
برج کو دور ہوا اور یقین گردش دور نے قالب تہی کیا اب جو دیکہا تو دیوار مین

ور ہے اور اوسکا جواب بھی پیش نظر ہے شاہزادہ یہ دور دور اور یہ سج بانکا
طور دیکھکر شاباش ہوا بسم اللہ کہکر پہلے دروازے سے داخل ہوا اور دوسرے دروازے سے
نکلکر چشمہ اسرار پر پہونچا وہ تالاب از بس جانفزا تھا وہ مقام نہایت دلکشا تھا
جسقدر اوس صحرا مین کلفت ہوئی تھی اوسیقدر یہان پہونچکر فرحت ہوئی
سبحان اللہ وہ چشمہ تھا یا طلسمی آئینہ یا خاتم سلیمانی کا نگینہ موجین وہ صریح
تہین جنکی ہزارون صورتون سے تقطیع ہوتی تھی اونکی براقی اور چمک بجلی کا
اوج موج کہوتی تھی جب لہرین آتی تہین رنگ رنگ کے گل پھولتے تھے
وہ عجائبات دیکھکر شعبدہ باز اپنے شعبدے بھولتے تھے جو لہر تھی سحر و نیرنگ
دہر تھی جو گرداب تھا سپہر آثار تھا دائرہ دور دوار تھا حبابونکی ایک ایک نقطکی
ہین سو سو فقرے تھے وہ جام کرامت فرجام جام جہان نما سے بہتر تھے القصہ
عجائبات ایک عجیب بات یہ تھی کہ ہر بار ہوا عجب کیفیت ہویدا ہوتی تھی
ہر موج سے مانند تار قانون و رباب صدای دلنواز پیدا ہوتی تھی یہ معلوم
ہوتا تھا کہ اس پردے مین ہزارہا پری زاد خوش گلو گاتے ہین جن و انس

ایک طرف سبحان ملاء اعلی کو لبہا رہے ہین خورشید شاہ وہ صدای دلکش
سنکے ایسا محو ہوا کہ دنیا و مافیہا کا خیال نرہا صبح سے شام ہوئی اور منزل
شوق نہ تمام ہوئی جب جھٹ پٹا وقت آیا تو اور عجائبات کا اظہار ہوا
چار برج چارون کونون پر اور ایک برج وسط آب مین نمودار ہوا جب پانچ
آفتاب نکل چکے تو چند ماہ نو طالع ہوئے یعنی چند کشتیان ہلال وار ظاہر
ہوئین اور بکمال حسن ترتیب برج صدر کے دور مین آکر ٹھہرین بعد تھوڑی دیر کے
ایک لکہ ابر پانچ کا اور ایک غول طائران چیچہ کا نظر آیا وہ ابر تو اوس
برج پر آکر ٹھہر گیا اور اون طائرون نے تالاب مین غوطہ لگایا اب جو دیکہا تو معلوم
ہوا کہ وہ جانور پردار تھے پریان تہین آتے ہی چشمہ اسرار مین نہائین
اور نکہر نکہر کر نکلین کشتیون پر گئین اور مصروف اہتمام ہوئین کنارہ کی برج کو
کھڑکھڑ دیکہا بہالا بعضون نے فرش و فروش بعضون نے شیشہ آلات نکالا
جلد جلد کشتیون پر فرش تکلف کیا اور فی الفور ایک شامیانہ مرصع کار کہینچ دیا
جہاڑ جہانے سلیمانی لٹکا دیے کنول آفتابی اور ماہتابی لگا دیے فانوسین

زرنگار رنگ صاف و صفت چھنکر کہکشان کو ماند کیا پیچھے ایک مسند مغرق بچھادی
اور چارون کونون پر ایک ایک گلدستہ گلزار ارم کا لاکر رکھدیا بعد آراستگی تمام
شیشہ آلات خود بخود روشن ہوگیا طرفۃ العین مین وہ چشمہ سراسر بہشت انجمن ہوگیا

وہ پر نور چشمہ وہ روشن حباب — وہ شمع تجلی ہر اک موج آب
اور وہ ہر شیشہ آلات کی روشنی — ادہر پرتو ماہ کی چاندنی
وہ پریون کی طلعت سے مینونکی ضو — کہین آفتاب اور کہین ماہ نو
سمہ و قصر غیرت کے مارے چھپے — یہ تارے جو نکلے ستارے چھپے
نظر آئی جس دم یہ رونق یہ شان — لگا لوٹنے خاک پر آسمان

یہان یہ کثرت نور و ضیا ہوئی وہان ایک تجلی چمک کر ابر سے جدا ہوئی
وہ تجلی نہ تھی تخت جواہر نگار تھا ایک شاہزادہ لباس شاہانہ پہنے اوسپر سوار تھا
وہ سریر فلک نظیر تو دیونکے دوش پر تھا اور دیونکے قدم ہوا کے دوش پر
باقی کئی سو دیوزاد جمشیدی سپرین ہاتھونمین لیے آگے آگے اور خواص زرین کمر
ادہر اودہر وہ اورنگ ایسا از رنگ کبھی بابین چشم و خدم اونمین گرفتہ پیر

آکر اوتر اجلو دار و خواص اپنے اپنے قرینے سے کھڑے ہوے اور شاہزادہ اوتر کر مسند پر بیٹھا بعد اجلاس آہستہ سے کچھ حکم دیا پیرزادون نے اک نازنین مصیبت نشین کو لا کر حاضر کیا اور مسند سے کچھ دور ایک اور عورت کو کہ اوسی نازنین کی ہمصورت تھی لا کر بیٹھا دیا وہ نازنین بایں ہیئت کذائی آئی کہ گردن مین طوق ہاتھون مین ہتکڑیان پاؤن مین بیڑیان چہرہ زرد دلمین درد کپڑے میلکچے

بال پریشان آنسو روان نظم

تھی وہ نازک بدن اسطرح گرفتار عذاب	جسطرح پھول ہو کانٹون مین گھس مین مہتاب
میلکچا دیکھ کر اوس غیرت گلشن کا لباس	اہل دل پڑہتے تھے یہ شعر بصد حسرت و یاس
اگر دی کا ہے گمان شک ہی یہ لاگیر یکا	رنگ لایا ہے دوپٹا ترا میلا ہو کر

عاشق تن کہتے تھے ہاے یہ عنفوان شباب اور یہ صعوبت یہ مصیبت یہ عذاب اور وہ زن سن رسیدہ اگر چہ بظاہر نے سلسلۂ طوق و زنجیر تھی مگر بباطن اوسی قید شدید مین گرفتار تھی اور اوسیطرح اسیر تھی وہ جہاندیدہ بہ نسبت اوس نوعمر کے کچھ کہن سال تھی فی المثل وہ ہلال تھی یہ ماہ باکمال تھی قیاس اس نا تکا

مقتضی تہا کہ وہ مان ہے یہ اوسکی نورنگاہ ہے یہ نامراد ہے وہ ناشاد ہے
یہ ظلم رسیدہ ہے وہ دادخواہ ہے اسنے تو مسند کے کونے پر بیٹھ کر سر جھکا لیا او
اوسنے کلیجہ ہاتھوں سے تھام کر رونا شروع کیا جب محفل چیدہ ہو چکی تو خواص
خاص کشتیان شراب کی لائے اور طائفے ارباب نشاط کے مجرے کو سامنے آئے
طبلے پر تہاپ پڑی سارنگی نے دمسازی کی صراحی نے قہقہہ لگایا جام بادہ
ارغوانی گردش مین آیا وہ مسند کا میر فرش بدمست ہو کر بیہوش ہو گیا
اہل محفل کا بھی چراغ عقل خاموش ہوگیا سوا اون دونون مصیبت زدونکے
سب پر غفلت چھا گئی اسطرح لوٹ پوٹ ہو گئے گویا موت آگئی جب اوس
نازنین نے تمام محفل کو مردہ پایا تو زانو سے ناکامی سے سر اوٹھایا ایک آہ کی
اور آسمان کی طرف نگاہ کی کہا او دشمن ننگ و ناموس تیرے ستم کی بھی انتہا
نہین آخر اے ظالم اس ظلم کی کچھ حد بھی ہے یا نہین او خانمان خراب جو
خرابی مین پھنسا دیا اوسنے شرم و حیا سے اچھا سلوک کیا جسے مرد دیکھتے ہو
سے نفرت ہو وہ یون گرفتار مصیبت ہو بیٹھے تجھکو بلا کا پھنسانا آتا ہے اپنی

جو وہ مان کا کہنا نمانا مین توآزادتھی دنیا کی عیش سے نامرادتھی تو نی جو یہ آفت
ڈہائی کونسی دولت ہاتھہ آئی آج تک مخلصی کی امید مین صدمے سہے اب تو
مہلت کی میعاد کے دو دن ہی اہتو اس بدعت سی باز آ للہ مجہہ یتیم پر رحم کہا
ایسا کوئی خدا کا بندہ آ کر کہ مجھے اس موذی کے پنجے سی چھڑائے یہ کہکر جو وہ اسیر بلا
آنکہو مین آنسو بھر لائی خورشید شاد کے دلکو تاب نہ آئی قریب تہا کہ آپکو تالا
گرا دے اور اوس نازنین مہ جبین کو جا کر گلے سے لگالے جو اوس حکیم نے دور
اپنی جھلکی دکھائی اور ممانعت کے لیے گردن ہلائی فی الفور کچھ زمین پر لکہا
اور مائل بہ پرواز ہوا شاہزادہ جو وہان آیا تو یہ مضمون لکہا پایا کہ خبردار یہ دل کا
مقام ہے یہ ہوشیار یکا کام ہے ای شہریار یہ سحر کا کارخانہ ہے یہان ساحرونکا
زمانہ ہے آگاہ ہو کہ یہ نوجوان بادشاہ طلسم کا بیٹا ہے اور اس نازنین کے
عشق مین دیوانہ ہے اسکا نام غضبان جادو ہے اور اس کے باپ کا نام
ضربان جادو یہ دونون عورتین مان بیٹیان ہین اندر کے اکہاڑے کی پاک ہین
یہ ستانکی حکمران ہین مان کا نام گلبدن پری ہے اور بیٹی کا نام یاسمن پری

گلبدن پری ملقب بہ سبز نگار ہے قاف کے پردۂ دوم کا اسے اختیار ہے اور جسکی
اسکا شوہر وہاں کا بادشاہ تھا بعد اپنے شوہر کے اسنے اوس ریاست کا بندوبست کیا
یاسمن پری کا حسن شہرۂ آفاق ہوا ہر شخص کو وصلت کا اشتیاق ہوا غضنبان
بھی اسکے شوق سے بیتاب کیا سدۂ فراق سے بیچور و خواب کیا آخر جب کچھ
نہ بن آیا تو بزور سحر ان دونوں کو اوٹھا لایا یاسمن اسکو خاطر میں نہ لائی اسنے
یہ قید کی سختی اوٹھائی ہزار فہمایش کچھ دنوں کی میعاد کی ہے یعنی چھ مہینے کی
مہلت لی ہے اب اوس محبت کا بھی اختتام ہے بعد دو دن کے میعاد بھی تمام
ہے مختصر یہ کہ غضنبان خود بھی ساحر ہے اور اسکا باپ بھی ساحر ہے یہ لیکن
ناعاقبت اندیش بڑا ظالم ہے بڑا جادوگر ہے علاوہ اسکے کئی ہزار جادوگر
اسکے ساتھ ہے تمام قلعہ اوس طلسم کی اسکے ہاتھ ہے ایسا نہو اسکو قدم کی
آہٹ پائے اور بے خبر و مبہوت ہو تمہیں آ جائے پھر کوئی تدبیر کام نہ آیگی
مفت جان جائیگی اسکے قلعہ تلک تالاب سے عبور دشوار ہے ہر موج اوسکی
نہنگ مردم خوار ہے کیسا ہی آشنا ہے اس پانی سے ناآشنا ہو قدم کیا

اس زہر آب مین انسان کے لیے دلیل فنا ہے وہ جو جنوبی برج ہے اوسکین
تشریف لیجایئے ایک شیشۂ آتش تر کا اور ایک ٹکڑا اونکی جوڑی طاق مین
رکھی ہے اوسے لے آئیے وہ شیشۂ آتش تر کا ہاتھ مین لیجیے اور وہ نعلین چوبی
پہنکر تالاب سے عبور کیجیے انشاء اللہ قدم نہ تر ہوگا بہت آسانی سے کشتیونپر
گذر ہوگا اور جسوقت کشتیونپر جائیے تو اون بدمستونکو بنظر اعمال پہونچائیے
فوراً اوس شیشہ کی مہر توڑیئے مہر ٹوٹتے ہی وہ شراب جوش کھائے گی
اور ڈاٹ اوسکی خودبخود اوڑ جائے گی جب یہ کیفیت ظاہر ہو تو وہ آب
آتشین اون سب پر چھڑک دیجیے مگر اسطرح کہ آپ پر چھینٹین نہ آئین اور اون
دونون پیزادون سے بھی کہا تجیے کہ اپنی جانین بچاکر دور دور ہٹ جائین
جسپر ذرا بھی چھینٹ پڑ جائیگی پھر بجز خاکستر کے اوسکی صورت نظر نہ آئیگی
شاہزادہ یہ قانون حکمت پڑھکر پھرا اور اوسیطرح کار بند ہوا کشتیون پر
پہونچتے ہی مہر اوس شیشے کی اوٹھائی مہر کیا اوٹھائی ساحرونکے تن بدن
آگ لگائی وہ شیشہ آتشی شیشہ تھا اور وہ آب آتشین اوسکا عکس تھا یا وہ شیشہ

ابر تنک تھا اور وہ تیزاب صاعقا اثر در شعلہ بار ہوا افعی کف اوگلنے پر
تیار ہوا اون چھپٹیون نے کار اخگر کیا دم بھر مین اون سب کو جلا کر خاکستر کیا
زمین سے دہوان اوٹھا اور اطراف و جوانب سے شور و فغان ایک غل ہوا
جلایا او شکنندہ طلسم جلایا خوب گھات کی جگہہ پائی خوب وقت ہاتھ آیا
جب دہوان کم ہوا تو وہ چشمہ نظر آیا نہ وہ برج نظر آئے جا بجا ہڈیون کی ہار
اور راکھہ کے انبار پائے فقط وہ دونون عورتین بچ رہین اسواسطے کہ اوس
اتفاق سے دور تہین اب نہ وہ رونق ہے نہ وہ شان ہے جہانتک نظر کام
کرتی ہے چٹیل میدان ہے یاسمن پری کہ اسیر طوق و زنجیر تہی اوسکی قید خود
کٹ گئی گلبدن سی نے شاہزادے کو ہزار ہا دعائین دین او قریب آکے سر سے پاؤن تک
کی بلائین لین کہا تجھے تو اپنی جوانی کا اسکو دیکھے رہتی دنیا تک سلامت
الٰہی سکندر کی حشمت نصیب نانی کا چین نانے کی راحت نصیب وارثی
احسان کیا ہے کیا وقت پہ خبر لی ہے ہم دونون آفت زدہ دن کو تمہارے
صدقے مین نجات ملی ہے یاسمن نے کہا یہ بھی اوسکی قدرت کی کارسازی ہے

کیا معلوم تھا قسمت مین راہ چلتونکے احسان اوٹھانے ہین اچھا یہ ہماری
ملک مین چلیین اس احسانکا انعام لین مثل مشہور ہے خاطر سے خاطر ہے دولت
حشمت ملک مال سب حاضر ہے خورشید شاہ نے ہنسکر کہا کیون نہو آپ امیر
ہین ہمیان غریب ہین محتاج ہین فقیر ہین مگر جو فقیر ہمت کو نہین ہارتے ہین
وہ سلطنت کو ٹھوکر مارتے ہین جو انعام کا طالب ہو وسے انعام دیجیے بس بس
زیادہ امیری نہ لیجیے دنیا ہیچ ہے طبیعت بڑھی ہے شاہزادی صاحب فقیر
بھی دلکا غنی ہے وہ نازنین بولی تجھے کیسے کہون لگی کیا ظاہر مین آپ فقیر ہین
باطن مین ماشاء اللہ ملک گیری کے ارادے ہین کیا حضور بھی کہین کے شاہزادے ہین
لگی کہنے پری نے کہا ہائین ہائین یہ کیا ہے تجھے کچھ خبط ہوا ہے سودا ہوا ہے
یہ صاحبزادہ تو ہمارا سرتاج ہے خواہ فقیر ہے خواہ تونگر ہے اری دیوانی جو
اپنے اوپر احسان کرے وہ تمام دنیا کے بادشاہونسے بہتر ہے اور خورشید گوشہ چشم
سے گھور کر بولی میان یہ دیوانی ہے تم اپنے دلمین کچھ ملال نکرنا سلامتی سے
سمجھدار ہو خدا کے لیے اس لڑکی کی باتون کا خیال نکرنا بلالون تمہی وہ بات کی کہ

مین بھی لونڈی ہون یہ بھی تمھاری لونڈی ہے پھر یاسمن بولی جی خدانے یکبار
بردہ خریدنے والا بھیجدیا اس شخص نے قید سے کیا چھڑایا مین مول لیا
اللہ کو یہ منظور تھا کسی نہ کسی کا آنا ضرور تھا یہ نہ آتے کوئی اور خدا کا بندہ آتا
اور ہمین اس آفت سے چھڑا جاتا اوسکی ذرہ نوازی اور کبریائی کے قربان
یہ خدا کا احسان ہے یا ان صاحب کا احسان خورشید گوہر پوش نے کہا
جب مین احسان جتاؤن تو یہ فرمائیے آپ ہی آپ جامے سے باہر ہوئی جاتی ہے
ہائے معشوقونکی باتین ہین تو قیامت ہوتی ہین یہی ادائین انسان کے
ہوش و حواس کھوتی ہین اوس تکلم اور تبسم نے ستم کیا اون نیچی نگاہون نے
دل چھین لیا شاہزادے صاحب کا عجب حال ہوا طبیعت کا سنبھالنا
محال ہوا لگا بدن پری تو جوبانیدہ تھی نہایت ہوشیار اور فہمیدہ وہ اس
بگاڑ بناؤ کو سمجھ گئی قضاے حاجت کے بہانے گوشہ صحرا کی راہ لی وہ کیا گئی
ان دونون کی مراد آئی دل کھولکر باتین کرنیکی فرصت پائی دونون
عاشق دونون معشوق تھے خالی میدان پاکر کھل کھیلے دواسکی تقلید تب

خبردار ہوا یہ اوسکی کیفیت سے آگاہ ہوئی حجاب کے پردے اوٹھہ گئے حسن و
عشق مین باہم یکیرا ہوئی اوسنے اسے نہ اشنا اوسنے ناکام رکھا ایجاب وقبول کی
نوبت آئی وصل وصال کا مزا چکھا نظم

ہوئی صورت وصلت روح وجسم
کھلے بند اسرار ٹوٹا طلسم
رنے ہے صنعت کلک قدرت نگار
ہوا صفحہ گلرنگ آئی بہار
وہ پرکیف ساغر وہ شیشہ وہ مل
وہ منقار بلبل وہ ناچیدہ گل
وہ بوسون کی لذت وہ ترکیب وصل
وہ مستی کا عالم جوانی کی فصل
روا رومین عشرت کا سامان ہوا
کوئی دُر فشان کوئی خندہ ہوا

جب یاسمن لالہ زار بن چکی تو گلبدن پری نمودار ہوئی دیکھا کہ دونو کو
سکوت ہی ہر ایک تصویر کی صورت ہے جیسے کیسا نشہ کا خمار ہو جانبین
یہ کیفیت ہی شاہزادے سے مخاطب ہوئی کہ صاحبزادے مین یاسمن کو تمہاری
کنیزی مین دیتی ہون اسے قبول کرو اب تم میرے بھی اور اسکے بھی
مالک و مختار ہوا سکے باپ نے اسے دودھ پیتا چھوڑ کر دنیا سے رحلت کی

اور کوئی بیٹا تھا نہ بیٹی تھی ناچار مجھ ناقص العقل نے سلطنت کی جب یہ سن
تمیز کو پہونچی تو شادی سے انکار کیا سچ تو یہ ہے کہ برابر کا بر نملا لہذا میں نے بھی
سکوت اختیار کیا آج مالک زمانہ نے مانگی مراد دی قید سے بھی چھڑایا دل کی
آرزو بھی پوری کی اب خانگی بندوبست سے بھی خاطر جمعی ہوئی اور ملک کے
انتظام کی بھی فکر نہ رہی یاسمن نے بیٹی سے پوچھا کیوں بیٹی تو بھی رضامند ہے
تجھے بھی یہ بات منظور ہے یہ نسبت پسند ہی تو اگر چاند ہے تو یہ نام خدا
آفتاب ہی تو یاسمن ہی تو یہ رشک چمن گلاب ہی واللہ رکھو جب اس سرو قد
کے پہلو میں بیٹھو گی اوس وقت بہار اس سنجوگ کی دیکھ لوگی یاسمن نے
شرما کر گردن جھکالی اور دبی زبان سے یہ بات کہی حضور کو اختیار ہے
مجھ سے ارشاد کرنا بیکار ہے مگر بعضے صاحب تعریف سے پھول جاتے ہیں
اپنی حیثیت اور حقیقت کو بھول جاتے ہیں آپ نے تو آسمان پر چڑھا دیا حد
زیادہ بڑھا دیا تقصیر معاف میری کیا حقیقت ہی یہ شخص تو حضرت یوسف
سے بھی بڑھکر خوبصورت ہی انسان صورت پر یا نہ سیرت اچھی ہو طبیعت اچھی

طبیعت اچھی ہو اندرائن کا پھل ہوا تو کیا کس مصرف کا کس کام کا گلبدن
بیوی نے ہنسکر کہا اللہ ری باتونی چھوکری بھلا تجھسے اس غریب کی کونسی
برائی کی جو سیرت کو اوکٹنے لگی رئیس زادونکی جیسی صورت ہوتی ہو ویسی ہی
سیرت ہوتی ہے انکی ظاہر و باطن کی ایک کیفیت ہوتی ہو خورشید گوہر پوش
بولا جی انکی بہت بڑی نظر ہے اور سب ظاہر پرست ہین انہین لوگون کے
باطن کی خبر ہے کوئی کیسا کہی سی کیا برا ہوجاتا ہی جو جیسا ہوتا ہی اوسی ویسا ہی نظر آتا ہے
جنکے دماغمین فتور ہین جو عقل سے معذور ہین وہ جو جی چاہتا ہی کہتے ہین
صاحب فہم صاحب عقل سنکے چپکے ہو رہتے ہین وہ بولی میرے دشمن
عقل سے معذور ہون کہتے سنتو تکی دماغمین فتور ہون شاہزادی نے
اتنا ہی سے کہا دیکھیے سنبھلے آکا ہین یہ نکالیے تیور نہ بدلیے جیسی تمنے کہی ویسی
ہنیکی ہنسی ہین بگڑنے کی نہین سبھی یہ نوک جھوک چھیڑ چھاڑ یہ راز و نیاز کی
باتین ہو رہی تہین کہ ایک پیر مرد لباس عربی پہنے سامنے سے آیا بر سم اسلام
تقدیم سلام کی اور کلمات تہنیت زبان پر لایا سے پہلے تو شاہزادہ سمجھا

کہ حضرت خضر فتح طلسم کی خبر لائے ہین پھر معلوم ہوا کہ حکیم صاحب طاؤسی
جامہ بدل کر بجامۂ بشریت آئی ہین خوش ہو کر دوڑا اور بغل گیر ہوا حکیم صاحب
نے کہا مبارک ہو طلسم ٹوٹا بندہ بھی آپکی بدولت بند بلا سے چھوٹا ساحر خاک سیاہ
ہوئے کافر برباد و تباہ ہوئے اب قلعہ مین کچھ جادوگر اور ہین اونکے بھی [illegible] ہونگے
طور ہین ضربان نے مرگ اپنے مین حال اپنا غیر کیا ہے آمادہ مرگ ہو کر لشکر کشی کا
حکم دیا ہے بس اب ایک ہی مرحلہ ہے پھر بفضلہ تعالیٰ فیصلہ ہے بندہ عنقریب خانہ
تک جاتا ہے اور یاقوت شاہ سے بھی کہتا آتا ہے اور بہت سے نامی شیاطین اونکی گردن
اور عزیزونکی جماعت لائے اور ہیرا ملکہ زرنگار کا لشکر لیکر آئیگا [illegible]
کہا صاحب تم بھی پردۂ قاف مین جاؤ اور جنون کی فوج لیکر آؤ خضر شیر گوش
نے کہا یہ تو سب ہوا اور کچھ ہوتا ہے وہ ہوگا مجھکو اپنے رفیقون کا خیال ہے خدا جانے
اونکا کیا حال ہے حکیم صاحب بولے اوس معرکہ [illegible] نے بہتیری ہی کی کہ عمیل
برباد ہی نواح طلسم اون دونون کو ایک قلعہ مین جا بٹھائی آپکے رفیق اس حصہ
نہین ہین جہان ملکہ مہ جبین منتظر بیٹھی ہے وہ دونون بھی وہین [illegible]

کہان جاتے ہین انشاء اللہ ملکہ بھی آتی ہے وہ دونون بھی چھوٹ کر آتے ہین
سوت کا نام سُنکے یاسمن کا ماتھا ٹھنکا دل کو پیچ و تاب ہوا سمجھی کچھ دال مین
کالا ہے یہ مردوا جو وو الا ہے کہا اے میان طلسم کشا ذرا ادہر منہ پھیر لیجے کچھ
ملکہ مہ جبین کی کیفیت بیان فرمائیے خورشید گوہر پوش بولا مین کیا جانون
یہ بھی کوئی گرفتار بلا ہو گی تمھاری طرح بیچاری مصیبت مین مبتلا ہو گی وہ بولی
اللہ ری ڈہٹائی اللہ ری دیدے کی صفائی مین تو پہلے ہی کہہ چکی کہ اللہ
ان مردونکے فریب سے بچائے تقدیر کسی کو ان جعلسازونکے پھندے مین
نہ پھنسائے ہی ہے جتنے انکے جامے مین گہیر ہین اوتنے ہی انکے دلمین پھیر ہین
ایک کو سائی ایک کو بدہائی کسی سے ملاپ کسی سے لڑائی نگوڑے کیا کیا
چھل کرتے ہین پھر انکھونمین خاک ڈالتے ہین اور مکرتے ہین ویکہنا اونٹ کی
چوری جھکے جھکے مین جو اپنی جان بچاتی تھی تو انہین باتون کے خیال کر
ہان آپ ملکہ صاحب کی چھڑانے کو تشریف لائی ہین سلامتی سے معشوقہ خاص
کی تلاش مین آئے ہین راہ مین تیر تکے سے گذارا کیا جہان موقع ملگیا شکار کھیل لیا

لو اماں جی مجھے انکی کنیزی مین دیتی ہین بھولا اور پاکدامن سمجھکر کیا کیا پٹی
لیتی ہین گلبدن پری نے کہا ہاے تو یہ تجھے کسطرح سمجھاؤن کیا کرون کیونکر
تجھ دیوانی کو ہوشمین لاؤن اری یہ طلسم ہے یہان بیسون عورتین بیسون
مرد نظر بند ہین خدا نکرے اون سب مین آشنائی ہے یا جورو خاوند ہین پہلے
تو تجھی کو اس بندہ خدا نے چھڑایا ہے اب کوئی کہدے کہ یہ شخص اسی واسطے آیا ہے
کیا تدبیر تھی کیا تقدیر تھی انسمجھی بوجھی جھپ بگڑ گئی موئی نٹکاری بلا کیطرح
اوس غریب کے پیچھے پڑ گئی بس ہوشمین آ مرے ذرا بات سنتی و حکیم صاحب
سے مخاطب ہوئی کیا ارشاد ہوتا ہے مین جاؤن دیونکا لشکر اور جنونکی
فوجین لے آؤن حکیم صاحب نے کہا ہان صلاح وقت یہی ہے بس اب
اسیقدر وقت رہی ہے وہ بولی بہت اچھا بیٹی ابھی اسکا بندوبست کیا
یاسمن سے کہا تو یہین رہ مین جاتی ہون تیرے چھڑانے کے بہانے پہونچ
لیے آتی ہون یہ سنکے یاسمن نے ناک بہون چڑہائی تک سب اونسی انکھ دکھائی
تو کچھ بن نہ آئی غرض اودہر تو گلبدن پری ادہر حکیم صاحب روانہ ہوئے

یہان فقط یاسمن اور خورشید گوہر پوش رہگئے حکیم صاحب نے شاہزادے سے
چلتے چلاتے کہا شاہزادہ میرے آتے آتے قلعہ کی فوج آجاوے تو گھبرا نجائیگا جسطرح
سیس ناگ کی ہاتھ سے جان بچائی وہی حصار کی تدبیر عمل مین لائیگا یہ کہا اور رخصت ہوا

پلا جام اے ساقی نیک نام | کہ ہے آمد ابر کی دہوم دہام
مناسب ہے اب مے پرستونکی دہوم | حریفونکا ہو میکدے مین ہجوم
اوٹھا لنگر کشتی زرنگار | بٹھا اسکہ بادہ خوشگوار

ادھر لگہ ابر ہون دل کے کول — ادھر فوج در فوج مست ازل

ادھر محتسب در پے احتساب — ادھر رند سرخوش گزک اور شراب

سبو ہو صراحی ہو شیشہ ہو جام — یہی سعت کشتی ہے یہی انتظام

ہمین حلقۂ بزم ہے دور نیک — یہان رزم و آرزم دونون ہین ایک

رہے گرم صحبت تو کیا بات ہے — جماعت سے ساقی کرامات ہے

قسطان فوج دریا موج باعث مستان لشکر ظفر پیکر فصاحت تیر کشندگان
جیوہ فشدہ پروازی تخشیان سپاہ سخن طرازی خیمہ زنندگان عرصۂ بلند بالی
اور طاق برپا کنندگان صحراے تازہ مثالی خیمۂ گردون مدار اس کا نقش رنگار
کو میدان بیان مین اسطرح برپا کرتے ہین اسکا اصل حسب خفشان کرنبہ فرو دل
ہونیکی خبر جو پہنچی تو قلعہ مین عجب طرحکی قیامت برپا ہوئی تمام شہر مجلس
ماتم ہو گیا کارخانۂ سلطنت درہم برہم ہو گیا ساہو کے سر پر دونی مانگ کی
سوتی ہوئی موت یاد آگئی ماتھو لشکر بیدر کی جھانکی چوڑی اپنی کرکے
لگانے لگو نے گل مہندی کے ہار نکالے نیلے پیلے کپڑے ڈالے سوگ کی نشانیان

ظاہر ہوئین منہ دون پرسے سرخ تمتمہ یان اوتارین کالی نصب کین شور ناقوس ہین
نالہ دردمند ہو گیا نوبت ایک طرف کالی کا دہونسا بھی بند ہو گیا ٹھاکر دوارے
والون نے دورو کی بدلے ہاتھون سے سینہ کوٹا زندگی سے دست بردار ہوئے
پوجا سے جی تیوڑا ایسی جہانجہ مین آ لگے کہ جہانجہ کا نام بہی زبان پہ لانا قسمت کا
بگاڑ دیکہ کر سنسدہ بدکی ہاتہہ پاون پہولے بہجن گیان ناچ رنگ سب بہولے
ضربان کا یہ عالم ہوا کہ زمانہ آنکہون مین اندہیر ہو گیا زیست سے تنگ اور جان سے
سیر ہو گیا آتش غیظ و غضب سے بہنے لگا بل کہانے لگا سر دہننے لگا دل اور جگر
دونون جلنے لگے منہ سے دہوان اور ہر بن مو سے شعلے نکلنے لگے قصاص سپہر کا
ارادہ کیا لشکر کی تیاری کا حکم دیا پہر اپنی جگہ پر فکر کی کہ یہ کون شخص ہے جو تن تنہا
یہان آیا نہ صعوبات طلسم سے ڈرا نہ ہالیان طلسم سے کچھ خوف کہایا طرفہ اے لعین
مین محفل کی محفل کا نقشہ بدل گیا سپر آنچ بہی نہ آئی اور تمام لشکر نواح طلسم کا
جل گیا ہو نہو یہ اوس حکیم کا فساد ہے قسمت کا پیچ ہے تقدیر کی افتاد ہے
دیکہا چاہیے انجام کیا ہوتا ہے آنکہین کیا روتی ہین دل بہی خود بخود روتا ہے

یہ سوچکر کہا ہان ہماری پوجا کا تھیلا لاؤ اگیاری کرو گوگل سلگاؤ جب تھیلا آیا
تو ایک مردنگی کو ٹھڑی نکالی اور اوسکے جوف مین شراب ڈالی اوسکے ہاتھ
ایک سفید ورق ٹیکا لگایا اور جنتر منتر پڑھکر کچھ بڑبڑایا دفعتاً وہ کوٹھڑی گویا ہوئی
ادھر اسنے آواز دی اودھر اوسنے آواز دی کہا اے خبربان ہوشیار ہو جا بہت
کمر باندھ کوچ پر تیار ہو طلسم کشا آگیا حکیم رہائی پا گیا ایک کی بنتی ہے ایک کی
بگڑتی ہے دنیا کا یہی کارخانہ ہے اب اہل اسلام کی عملداری کا زمانہ ہے کی خیر منا
اول مرنا ہے پھر جینا بندہ پس و پیش کرتا ہے اگر معرکے سے قدم نہ ہٹاؤنگا
آبرو رہجائیگی نام رہجائیگا ورنہ ذلت و خواری جان جائیگی کوئی حسرت
دل کی نکلنے نہ پائیگی وہ گبر یہ فال دیکھکر اوٹھا اور شیرویہ سے کہا ابھی فوج کی
تیاری موقوف کرو دو ایکدن توقف کرو مین ذرا کوہان کے پاس جاتا ہون
اوسسے بھی اپنی کمک کے واسطے لاتا ہون کوہان اسکا بڑا بھائی ہے جبال شمال کی
سلطنت اسکے ہاتھ آئی ہے بیٹھا عمل دخل مین خوش ہے اسکے سامنے سامری بھی
ایک طفل مکتب ہے الغرض خبربان کوہان کے پاس گیا یہان فوج سیری کی

قلعہ بھی خالی ہوا یہ خبر محبوسان طلسم نے بھی پائی سنتے ہی جان مین ایک جان سی
آئی اب انکی کیفیت سنیے کہ یہ تینون غریب ایک ہی جگہہ محبوس تھے جان سے بیزار
اور زندگی سے مایوس تھی ضربان ملکہ مہ جبین کا خواستگار تھا اودہر سے اصرار
اور اودہر سے انکار تہا ملکہ اوسے آج کل پر ٹالتی تھی آرے بلے مین اپنا مطلب نکالتی
تھی اور ضربان کی دونون بیٹیون گلستان جادو اور ریحان جادو کی قمر طلعت
اور ستارہ سے آنکھ لڑی تھی غرض ہر شخص کو اپنی اپنی فکر تھی اپنی اپنی پڑی تھی
یہی ان اسیرون کی زندگی کا سبب تہا نہین تو کب کا فیصلہ ہو گیا ہوتا جب ان
غمزدون نے یہ مژدہ پایا تو کچھ کچھ دلکو قرار آیا قمر طلعت نے ملکہ سے کہا کچھ آپنے سنا طلسم کشا
آپہونچا وہ از راہ تجاہل بولی کون طلسم کشا یہ بولا میرا مالک وہ تمہارا میرا آقا اور وہ
ہنسکر کہا خوب تیری بتاتا ہے تو تو پہیلی بجھواتا ہے قمر طلعت نے کہا حضور شہزادہ گوہر شرق
آپہونچا آفتاب اُفق مراد سے طالع ہوا ملکہ بولی تیرے منہ مین گھی شکر یہ کہکر
شکر کر وہ بولا اب تو طبیعت بے اختیار ہے دل پر اضطراب نہایت بیقرار ہے جی چاہتا ہے
جسطرح سے ہو وہان تک جائیے اور منے والی نعمت کو ایک نظر دیکھ آئیے یہ کہکر قمر طلعت

اور سیار دونوں اوٹھے اور گلستان جادو اور ریحان جادو کے پاس گئی

گلستان جادو نے جو قمر طلعت کو آتے دیکھا بیتاب ہو کر یہ شعر پڑھا

بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم | بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم

ریحان کو بھی جذب خاطر نے بیتاب کیا بیساختہ سیار کی طرف دیکھا کر یوں خطاب کیا

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست | کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

قمر طلعت نے جاتے ہی گلستان جادو کے منہ پر منہ رکھدیا اور خوب بوچ بوچ کر
پیار کیا ریحان نے جو یہ کیفیت دیکھی سیار کا ہاتھ پکڑ کر دوسرے کمرے میں
جا بیٹھی گلستان جادو بولی کیا میرے چونڈے پر مہربانی ہے آج تو ماشاء اللہ
طبیعت کو بہت جولانی ہے اس جا میں کوئی نہ کوئی مطلب ہوگا ہمیں اختلاط کا کچھ
سبب ہی جو فرمانا ہو فرمائیے بس یاد و اخلاص نہ جتائیے قمر طلعت نے کہا ماں تو
تو کہیں نہیں کیا ضرور ہے دم بخود ہیں وہ بولی نہیں کہو خدا کے لیے جلد کہیئے
یہ بولا سنو اگر تمکو چاہیئے الفت ہی تو مجھے بھی تمہاری محبت ہی قبول ہے

بحمد اللہ محبت دونوں جانب سے برابر ہے | ہم اونپر جان دیتے ہیں وہ بھی ہم پہ مرتے ہیں

وصلت کی آرزو مین تم بھی بیقرار تہین مین بھی مضطر تہا مجبوری یہ تھی کہ ایک
موذی کا خوف تہا ایک ظالم کا ڈر تہا اگر وہ کافر ذرا بھی سن لیتا تو ہمین تمہین
دونونکو دار پر کھینچ دیتا حق یہ ہے ان کافرونسے مسلمان اچھے انسان چشم انصاف سے
دیکھے وہان لڑکے کی ایجاب و قبول پر دارومدار ہے یہان ماں باپ کی جبر و ظلم سے
اجارے کا ہے بردہ فروشونکی گرم بازاری ہے دلالونکی زبان سے سودا جاری
ہے کاش تم بھی آج اہل اسلام سے ہوتین تو کاہے کو اپنے نصیبون کو روتین لعنت
اس فریب پیشہ طائفہ اس آئین پر جیسے اب سنت پر قائم ہو مسلمانونکی مسلمانی کا کلمہ پڑہو وہ بولی
انہین باتونسے میری طبیعت جھلاتی ہے مطلب کی بات مین بھی نگوڑی نوک
جہوک چلی جاتی ہے تمہین سنت پر قائم ہو تمہین مسلمانی پر بیٹھے ہو بندی کافر سہی
چلو اسی بہانے عصمت رہی یہ ہوا خیر جانے دیجیے مطلب کی بات سنیے غصہ نکیجیے
لو میدان خالی ہے نکل چلنا ہے تو نکل چلو صلاح وقت یہی ہے کہ اب یہان دم
نہ لو وہ بولی مین تو مدت سے اسی فکر مین ہون مگر چلون تو کہان چلون کوئی
حامی ہے نہ مددگار ہے نکل چلنا سہل ہے مگر اس موذی کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے

یہ بولا فضل معبود سے حامی بھی موجود ہے تمہین سنا کھولنے والا اس طلسم کا
آپ پہونچا دیکھو تو وہ بہادر اس موذی کو کیسا ٹھیک بناتا ہے اب چلا ظالم بچکر کہان جاتا ہے
میدان تمہارے ہاتھ ہے اب نہ ہاتھ ملو چلو اوس صاحبقران کے دامن میں جا لگو
پناہ لو پند یکوا اوس سے علاقہ ہے وہ اولو العزم میر آقا ہے جسوقت یہ معلوم ہوا
کہ یہ میرے رفیق کی معشوق ہے تو کمال خاطر داری سے پیش آئیگا جب وہ خلق و
مدارات دیکھو گی تو ہمارے کہنے کا حال کھل جائیگا اسمین دو فائدے ہین ایک
تو یہ کہ مدت العمر ہمارے تمہارے جدائی نہوگی جہان ہم رہین گے تم بھی ہمیشہ
وہین رہو گی دوسرے یہ کہ اس مملکت پر تباہی نہ آئیگی جب وہ کافر مارا جائیگا
تو یہ سلطنت تمہین ملجائیگی سنو صاحب ملک گیری مین کیا باپ کیا بھائی
سے بے خونریزی ریاست کسی ہاتھ آئی ہے ملک و مال و جاہ و جلال کا کیا فخر
بے اختیاری اور محتاجی کی نہ شادی اچھی نہ بیاہ اچھا ہے دولت عجب چیز ہے
اسکے سامنے کوئی دوست نہ کوئی عزیز ہے الغرض بہت کچھ اونچ نیچ کیا سات پانچ
گلستان جادو کو ایسا بہتر آنکا حکم میری سرکار کو نیچ جانی ابن کو بلا کر اوس نے کہا

یہ مشورہ کیا اوسی ستیا نے کہ بگھر پاتا تھا وہ بولی میری بھی یہی صلاح ہے اسی مین
فلاح ہے یہ سنکر اوسنے ان دونون سے کہا کہ تم اپنی جگہہ پر چلو مین ذرا لشکر کی
خبر لون کچھہ سامان سفر اور بند و بست ضروری کر لون یہہ کہا اور فوج مین جا کر
تین سو ساتھیان چھنٹین اور باغ سبز دکھا کر اون سب سے اپنی رفاقت کی
قسمین لین اون سب نے بالاتفاق عہد و پیمان کیا اور اپنی اپنی وفاداریکا
بیان کیا وہانسے کوٹھون آئی عمدہ عمدہ جواہر اور حسب دلخواہ نقد و جنس
نکال لائی اشرفیان توساتھیونکو بندہوا دین اور جواہرات کی تھیلیان
اپنے پاس رکھین قلعہ کے باہر ایک درخت تھا کہ نام اوسکا نخل مراد تھا اوسمین
یہ طلسم تھا اور یہ ایجاد تھا کہ جو اہل حاجت وہان جاتا تھا اوس کے سوال
کے موافق وہانسے جواب آتا تھا اسنے اس بات کی شہرت دی کہ مین وہان
جاؤنگی آج آئی تو آئی نہین کل آؤنگی غرض یہ خبر اوڑائی اور وہ جماعت لیکے
قمر طلعت کے پاس آئی اشارے سے کہا لیجیے اب نہ توقف کیجیے ستیا رفوجہ یہ رنگ
دیکھا اور اوس حال کا مشاہدہ کیا روغن عیاری اپنے منہ پر بھی مل لیا اور

قمر طلعت اور ملکہ کے شہر بھی مل دیا اب یہ لوگ بھی اوسی جماعت میں
شامل ہو گئے امردونکی صورت بناکر امردوں میں داخل ہو گئے لباس مقتضائے
وقت گلستان جادو نے منگوا دیا وہ رخت ہر ایک نے پہنا زیب تن کیا
جب سب درستی ہو چکی تو ہر شخص کے لیے سواری کی تجویز ہوئی وہاں تو
سحرکاری تھی ہوا کی سواری تھی پہنچیں تو لوگونکے سر پر سوار ہوتی ہیں
پیر زہرہ وشیں پونچھ پر سوار ہوئیں ایک تو آفت روزگار تھیں اس پر نشستہ و
سے اور آفت روزگار ہوئیں ہاتھوں میں تاش بادلے کی جھنڈیاں
چھٹے گلیمیں بار و نگھی پیریان کسیکے ہاتھ میں سانپ کا کوڑا کسیکے پانو میں
راجہ باسک کے پاؤں کا توڑا کوئی پھول لیے کوئی ترسول لیے کسیکے ہاتھ میں
سانگ کسیکے ہاتھ میں ننگی تلوار کوئی شراب کی بوتل لیے سرمست و سرشار
کسیکے پاس تیر و کمان کسیکے پاس کالی کا نشان کانوں میں سنگی بالیاں
کانوں میں کنڈل و منڈل کمر بستہ وہ جوان دیدہ کاجل لگائے
سیندور کی تحریر پیشانی پر شنگرف کا ٹیکا لگائے الکہیں انکہیں

پٹری کھائی غرض سب اپنی کیل کانٹے سے درست وہ چھینپی چھینپے شتلو کے
وہ گاتیاں چست چست ملکہ اور قمر طلعت اور ستارہ بھی اونہیں جادو کا رباد پاؤں پر
سوار ہو کر چلے عاشیہ بردارون نے ہوا کو اشارہ کیا کہ آڑن اہوا اور انکے قدم کی

غرض اوڑ کے چلے وہ سمند ہوا ۔ کھلا ایک بیک سینہ تند ہوا
یہ خود رو ادائیں دکھاتی چلیں ۔ فلک کو بجاوے بتاتی چلیں
کوئی سانگ سی گل کھلانے لگے ۔ کوئی تیغ عریان ہلانے لگی
کسی نے لگایا ہوائی حنا رنگ ۔ کوئی نے بجانے لگی کوئی جھنگ
کوئی بن کے شعلہ شرربار تھی ۔ کوئی نور تھی اور کوئی نار تھی

خورشید گوہر پوش نے جو آسمان کی طرف آنکھ اوٹھائی تو قلعہ کی فصیل پر بجلی
کوندتی نظر آئی یہ سمجھا کہ یہ فوج ضربان کی فوج ہی اور یہ موج طوفان کی
موج ہی یہ فوج ہوا کی گھوڑونپر سوار آتی ہے بلکہ ہوا بھی پیچھے رہی جاتی ہی
نعیاذ باللہ کیا سحر کا بل ہی ان ساحروں کا تو زمین سے آسمان تک عمل ہی سوار دوندو
سوار ہیں اور دوندی عجب بے زندے ہیں کہ پیردار ہیں یہان ابھی تک نہ حکیم صاحب

تشریف لائے ہین شہ ملک زرنگار اور پردہ قاف کی لوگ آگئے دیکھا چاہیے جو
کیا گذرتی ہے خدا ان بلاؤن سے جان بچائے یہ کہکر ایک گنڈا کھینچا اور یہ سمجھ
لیکر اوس حصار مین جا بیٹھا وہان وہ موج آتے آتے اس حصار کے کنارے تک
آ لگی اور وہ بدلی فصل بہار کی تمام جنگل مین چھا گئی وہ سادہ چپیان جو
گرتی ہوئی اوترین اور طلسم کشا کی جو پایہ ہین گویا تصویرین چین کی
اور پتلیان فرنگ کی گویا ہوئین قمر طلعت اور ستارے نے آگر شاہزادے کو
تسلیم کی اور تبسم ہو کر یہ بات کہی خداوند نعمت کچھ تردد نفرمائیے حصار سے
باہر تشریف لائیے خورشید گوہر پوش دونون شیفتون کو دیکھ کر حصار سے باہر آیا
اور ایک ایک یار وفادار کو گلے سے لگایا اون دونون نے عرض کیا کہ حضور
کے اقبال سے ملکہ صاحب بھی تشریف لائین شاہزادی بھی آئی اور دو لونڈیان کنیزی
مین چاپلوس خدمت کے لیے ساتھ لائی یہ دونون والی طلسم کی نوکر ہین
بلکہ بجاے خود بادشاہ ہین علم نیرنجات کی بھی کامل ہین فن اپنا ہی مین
بھی کامل ہین صاحب دل ہین جوہر قابل ہین معشوق صورت ہین عاشق تن ہین

حضور کو دوستونکے دوست ہین اور دشمنونکے دشمن ہین شاہزادی نے کہا
یہ کیسے حسن و عشق کی سحر سازی ہے پہلے تم دونون صاحبون کی کاربرداری ہے
او میرے معشوق کو تو مجھے دکھاؤ ذرا اوس جان جہان کو تو یہان تک لاؤ
سیار بولا حضور نے تو یہان اور ہی کچھ طلسم کیا ہے شاید کہ صاحب نے پیا کو
دیکھ لیا ہے اب آپ ہی جائین گی بگڑی بات بنائین گی خورشید کو بہر پوش کی کہا
اچھا ہمین جائین گے روٹھی ہوؤنکو منالائین گے القصہ رفیقون کو ساتھ لیا
اور لشکر نوادر کی جانب رخ کیا فوج طلسمات اور ستارہ نے گلستان جادو وادی
ریحان جادو کو شکست کی کہ جلد آؤ حضور تشریف لائی ہین دیکھی کیسا ہو
نذرین دکھاؤ اون دونون نے بہت بہتر نذرین دین شاہزادی نے بہت تکلف کیا
آخر بہ اصرار قبول کین فرمایا تم دونون صاحبون نے مہمان نوازی کی
مروت اور آدمیت کی داد دی میرے رفیقون سے جسطرح پیش آئین رسوم
خاطرداری بجالائین ان غریبون کی راحت کا سامان کیا گویا مجھپر احسان کیا
اون دونون نے عرض کی حضور لونڈیون کی عزت بڑہاتی ہین جوازراہ

کنیز نوازی ایسا ارشاد فرماتے ہین سبحان اللہ جیسا سنا تھا اوس سے زیادہ پایا
اللہ ان قدمون کے تلے لایا اسیطرح نذرین سلام لیتا ہوا اوس طرف
پہونچا جسطرف ملکہ مہ جبین تھی اوس آئینہ رخسار نے جو اس محو دیدار کو
آتے دیکھا پیٹھ پھیرلی خورشید گوہر پوش نے سامنے جا کر کہا ذرا گردن
اوٹھاؤ آپہی آپ روٹھے ناحق جلال مین نہ آئیے جب خدا کے
فضل سے بن آئی تو آپہی بگڑی صورت بنائی وہ بولی بس بس زبانکو
تکلیف نہ دیجیے جو اختلاط کے قابل ہو اوس سے اختلاط کیجیے سچ ہے اس بگاڑ مین
آپکی بن آئی ایک جبر کھو دی دوسری ہوجائی دیکھیے ہی ہوئی بات
نہ بگڑ جائے کہین کارخانہ عیاشی مین فتور نہ آجاوے صاحب کوئی ناراض ہو
جسمین فساد ہو وہ بات نکہو کسی پری کو جا کر شیشے مین اوتارو مین
اس نوازش سے درگذری سدا رہو بس سے ہار مثل مشہور ہے آنکھ ہوئی چار
دلمین آیا پیار آنکھ ہوئی اوٹ دلمین پڑی کھوٹ خورشید گوہر پوش نے کہا
ہاے ری رکھائی اللہ ری کج ادائی بڑی بدگمان ہو کیسی نادان ہو

مجھے عیاشی منظور ہوتی تو یہ مصیبت کیون اوٹھاتا عیش سی غرض ہوتی
تو اس آفت مین کہنستے آتا سبحان اللہ خوب انعام دیا واہ واہ صاحب
اچھا انصاف کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ جب مین اس نواح مین آیا تو اسکو
اور اسکی مان کو گرفتار بلا پایا ہان اتنا قصوروار ہون کہ ان بیچارون پر
ترس کہایا ہے وہ اللہ کے بندونکو قید سے چھڑایا ہے مان اسکی بلک لینے کیواسطے
اپنے گہر گئی اس غریب کو میرے سپرد کر گئی ملکہ بولی جی یہ آپکی خوشوقتی
اور خوشحالی بقول شخصے چوہے کی کمائی اور چیلون کی رکھوالی حضور بڑے
امین ہین ہرگز امانت مین خیانت نکی ہوگی اور وہ نیک بخت بھی اپنی
عصمت لیے بیٹھی رہی ہوگی بھلا کوئی بات ہے عورت کا دامن اور مرد کا
ہاتھ معاذ اللہ آگ اور پھوس کا ساتھ شاہزادی کہا مین حلف اوٹھاتا ہون
اس امر کی قسم کہاتا ہون وہ بولی مین بھی مسئلے مسائل جانتی ہون ایسی
جھوٹی قسمونکو کب مانتی ہون ایسے محل مین قسم کا کفارہ نہین یہ بولا
پھر اب کوئی چارہ نہین گلستان جادو نے ملکہ کے کان مین جھک کر کہا

بس حضور اتنا لحاظ بھی بہت ہی اگر یہ بھی جاتا رہا تو کیا لطف ہا آپ تو بعد کو
ہوشیار رہین سلامتی سے سمجھدار رہین بی بیان خاوندون سے اور خاوندکی بو
ڈرتے ہین بعضے موقع پہ جان بوجھکر درگذر کرتے ہین بہت سی ایسی شفقتین
آتی ہین پہر کیا بی بی کو بڑا ہو جاتی ہین خدا نکرے اگر ایسا بھی ہو تو اسکا بید وقت
نہین ہے ابھی خاموش ہو نگوڑی لڑائی جھگڑے پر خاک ڈالو چلو ہوچکا
اب تمہین منالین تم انہین منالو ملکہ بھی کچھ سمجھی آنکہین ہنکا کر چپکے مگر اتنی
بات کہی کہ انکے کہد واسطے میری سامنے نہ لائین خیر جھوٹ ہی پاسچ ہو اب کبہو
باز آئین گلستان جادو بولی بہت اچھا جیسا حضور نے فرمایا ایسا ہی ہوگا غرض
اوس جادو بیان نے سحر کا کام کیا دو ہی اکھڑون مین عاشق و معشوق کو
ملا دیا یہان جادو نے بڑی بہن سے کہا باجی امان بڑا ہو گا کہا یا ذرا اس خانگی کا
کچھ اسباب ساتھ نہ لایا سنتی ہون کہ ابھی او رضو جین آئینگی پہر کیا اسی نگل مین
جادو رین تانی جائینگی گلستان جادو بولی چلتے وقت کسی نے یہ بات کہی ہان ہوا
تو ہے تھوڑی ہی جال رہی ایک ساجھی بولی وہ جو کوہ فیروزی کا سوداگر

اوسکے در بند مین جمشیدی فراشخانہ سے حکم ہو تو وہان جائین خیمے بچھوئے
بارگیان قناتین لے آئین گلستان جادو نے کہا اسکا پوچھنا کیا جاؤ جو کچھ
اسباب ضرورت سمجھو لے آؤ یہ سنکر ساحر بچیون نے کارگذاریان دکھائین جن
چار پایون پر سوار ہو کر آئین تھین اونھین پر اسباب ضرورت لا دلائین دم بھر مین
شاہانہ استادہ ہو گئی اوجڑی بستی آباد ہو گئی وہ سرا پردے کا اوج وہ طنابونکی
موج وہ سائرکی قناتونکا دور دورہ وہ سنہری روپہلی قبئین چاند سورج کا طلوع
کہین سلطانی بانات رنگ لائی کہین کاشانی مخمل سے بہار آئی

ہوئین جب یہ روداریان آشکار	اوٹھایا زمین نے سر افتخار
کہا عاقل چرخ سے یون خطاب	کہ لے دیکھ یہ اوج ہے لاجواب
ترے چاند سورج بھی اب ماند ہین	وہان اک یہان سیکڑون چاند ہین

صرصر کی بارگاہ مین ملکہ مہ جبین اور خورشید شاہ کا نزول اجلال ہوا دیکھنے والونکو
قران ماہ و مشتری کا خیال ہوا سپاہونکی خیمون مین قمر طلعت اور گلستان جادو
ستارا اور ریحان جادو کی منزل ہوئی اور لشکری بارگیون مین فوج ہمراہی

داخل ہوئی خورشید گوہر پوش نے گلستان جادو سے کہا یاسمن بھی بڑی
چھلی ہے اوسے بھی سمجھاؤ جس طرح سے ہو کسی خیمے مین لیجا کر بٹھاؤ اور اپنی
انیسون مین سے دو ایک کو اوسکے پاس رکھدو کہ وحشت تنہائی سے
پریشان خاطر نہو گلستان جادو یاسمن کو بھی کہہ سنکے خیمے مین لے گئی اور
بہت سی تسلی اور تشفی کی دو چار ساحرچیان خوش مذاق اور ادا شناس
ملکہ کے پاس بھیجدین اور دو چار یاسمن کے پاس بھیجدین کچھ اپنی مصلحت مین
رکھین کچھ چوکی پہرے پر مقرر کین سوا یاسمن کے سب نے وہ رات بعیش
و عشرت بسر کی صبح کو مقدمۃ الجیش چرخ چہارم نے آمد لشکر کی خبر کی
اودھر سلطان خاور علم زرافشان لیے مشرق سے برآمد ہوا ادھر ملکہ زرنگار
اور پردہ قاف کی فوج کا شور آمد آمد ہوا صدای سم اسپان بلند ہوئی زمین
نعلون کے عکس سے آئینہ بند ہوئی ٹاپونکے گرد سے گردون دبنے لگا
بہرام گور گور مین کروٹین بدلنے لگا پھریرے نشانون کی ہوا سے لہرا تو نظر آئے
نیزون کی نوکون نے شعاع آفتاب کو چاہے دکھائی سوار زرہ بکتر پہنے

جیا آئینے لگائے باگھیں لیے پڑیاں جمائے ہزار در ہزار بےحساب و بےشمار

نیزہ بہ نیزہ سپر بہ سپر کچھ ہوا پر کچھ زمین پر

نظم

وہ فوجیں وہ لشکر وہ حشمت وہ اوج	کہ جسطرح ہو موج بالائے موج
محیط جہان حکم میں غرب و شرق	یہ دریا وہ بادل یہ طوفان وہ برق
وہ غازی شجاعت کا جنہیں شوق	قشون در قشون صف بصف جوق جوق

اس لشکر کے ہالے میں ایک تاجدار آفتاب جمال اور اوس فوج کے دور میں ایک افتادار مشتری خصال یہ معلوم ہوتا تہا کہ یہ دل ہے وہ جان ہے اس لشکر کی اس سے اور اوس فوج کی اوس سے شان ہو گئی آگے زنبورکوں والے پیچھے پیچھے سواروں کے رسالے سانڈنیاں زمین چڑہی ہوئیں اہوار ون صبا رفتار سے بھی چند قدم آگے بڑہی ہوئیں پہلے حکیم صاحب اپنی جماعت لیے ہوئے آئے اور کہا بیجیے اے صاحبقران اب اطمینان خاطر ہو ملک زرنگار اور پردہ قاف کی فوج حاضر ہے یہ جوش میں سیلاب ہے یہ زرنگار کی فوج دریا موج ہے اور وہ جو مانند سحاب ہے وہ قاف کا لشکر عرش اوج ہے یاقوت شاہ

بیٹی داماد کی مفارقت مین لب گور تھا سنتے جو یہ مژدہ دیا تو زندہ ہو گیا بہ محبت
اسکو کہتے ہین دم بھر کی تاب نہ لایا بخیال تعجیل فقط سوار آزمودہ کار ساتھ
لیکر سوار ہو آیا مگر یہ تو کہیے یہ سامان اور جلوس کیسا ہے یہ مضمون کیا ہے
یہ معمہ کیا ہے خورشید گوہر پوش بولا قمر طلعت اور سیارے کے ساتھ بادشاہ طلسم کی
دونون بیٹیان نکل آئی ہین یہ جلوس اور یہ جمعیت وہ دونون فتنہ روزگار
لائی ہین حکیم صاحب بولے بلکہ مہ جبین بھی آئی کہا ہان اوسنے بھی یاری کی
الحاصل جب وہ لشکر نزدیک آیا اور وہ فوج قریب پہنچی خورشید گوہر پوش
نے رفیقونکو ساتھ لیکر بقصد استقبال سبقت کی یاقوت شاہ نے خورشید
گوہر پوش کو آتے دیکھکر آواز دی کہ بس جوانو باگین روکو شاباش بڑا کام کیا
بہت جلد منزل کو تمام کیا لوگو گھوڑے اوتر پڑو آرام کرو دیکھو غازیون
رکاب تھامنے قدم نکالے سیون تو دوڑکر راہوار سنبھالی بادشاہ بھی اوترا
سوار بھی اوترا اوتر کر پیدل آنے لگے چاکر گھوڑے سنبھالنے لگے نوبتی و اشتر کا طبل بجانے لگے
گلبدن پری نے بھی اپنے ہمراہیونکو ٹھہرایا اوڑتا لشکر بھی ہوا سے زمین پر آیا

خورشید گوہر پوش نے یاقوت شاہ کو سلام کیا اوسنے دوڑ کر چھاتی سے لگالیا
کہا بڑے رنج اوٹھائے بڑی کڑیان جھیل کر آئے واہ والے بہادر واہ واہ ع

این کار از تو آید و مردان چنین کنند

مرحبا صد مرحبا غرض خورشید گوہر پوش یاقوت شاہ کو خیمے مین لیگیا
باپ بیٹی کو دیکھکر اور زیادہ خوش ہوا لشکر کی چھاونی میدان مین ہوئی
گلبدن پری یاسمن کے خیمے مین جاکر اوتری ہنوز یارون نے بستر نہ لگائے تھے
کہ لشکر مخالف نے سیاہ دکھایا بجائے گرد و غبار دہوئین کا ایک بادل نظر آیا
وہ کالی آندہی تھی یا سیاہ تھی اوسوقت آسمان کیطرح زمین بھی سیاہ تھی
وہ تیرگی دلیل نیرنجات ہوگئی صبح شام ہوگئی دن کی رات ہوگئی ناواقف
حیران ہوگئے ناوانستہ پریشان ہوئے کوئی بولا اندہیر ہے قسمت کی
گردش ہے مقدر کا پھیر ہے اتنو فکر عاجز ہے ذہن کند ہے یہ دہوان ہے
یا ابر تند ہے بجلی کوندتی ہے رعد گڑگڑاتا ہے ہوا کا شور ہے یا کوئی دیوانہ بھیڑیا
گھڑگھڑاتا ہے کسی نے کہا یہ آندہی نمونہ قیامت ہے حکیم صاحب نے کہا نہین

سپہ مدعی کے لشکر کی علامت ہی آخر ہوا کو پردہ دری منظور ہوئی قریب گرد
و سیاہی دور ہوئی دیکھا کہ جمعیت کثیر اور جمعے غفیر یعنی ایک لشکر
منحوس پیکر کالی وردیاں پہنے سرگرم روا رو ہی سواد عدم کی جستجو میں
دوڑ دھوپ ہی جہنم میں جانیکی تاک و دو ہی سیاہ مور و ملخ کی سپاہ ہے
کوسوں تک بھیر و بھنگا ہی پیدل مطلق العنان سوار چرخ اور گینڈے و شیر
سوار ہیں وہ سوار خر بیدم ہیں وہ راہوار شتر بے مہار ہیں ایکطرف ساحر و نگا
غول جیسے غول بیابانی تیرہ رو پیچیدہ مو کوتہ گردن تنگ پیشانی تن ننگین
بھبوت مست و بھبوت کہا رو کی لنگیاں باندہے سیندور کے ٹیکے
لگائے اگھوریوں کی صورت بنائے ہڈیوں کے مالے گلوں میں ڈالی کھپر شراب
ہاتھوں میں مردوں کی کھوپڑیاں لیے سور اور بھینسے سواری میں فوج شیطانی
جلوہ داری میں ایکطرف ساحر گروہ گروہ ایکطرف سپاہی صف بصف
ایک جانب دھونسے و ماہی ایک جانب دور و اور دف سیاہ و سیاہ نشان
نیلی پیلی جھنڈیاں آگے آگے مرد پیچھے پیچھے رنڈیاں چہنڈولین فیل نشین

سے جناب امیں یعنی پیشوا کی کا دم مارتے جیسے باروت کی تودوں پر انگار شعلہ جنگ کی
بادشاہ کیطرح گھرتے گل کر زچ اور شش شدر ہوتے پیش نگاہ اون کی بازی پیش نظر

وہ فوج اراذل وہ بلوائی عام
وہ انبوہ وہ بھیڑ وہ اژدحام

وہ رخ تھے کہ نقش شب تار کی
وہ قامت کہ خاکے تھے ادبار کی

زبان پہ سبق مکر و تلبیس کا
وہ تن تھے کہ لشکر تھا ابلیس کا

بھرتی ہوئی رنگ لاتی ہوئی
غرض آئی گاتی بجاتی ہوئی

اسی میں ایلچی اوس لشکر کا بھی گذرا ہوا اور پھر چند دنوں بعد دہلیزوں میں فوج کا آنا ہوا

پلا آج ساقی مئے پرتگال | کہ پیدا ہین آثار جنگ و جدال

قدح خوار بگڑے ہین ہم ہین رند | ادہر رند ہین اور ادہر ہین لوند

ہجوم سپاہ بد اندیش ہے | صف آرائی رزم در پیش ہے

دل آویز ہے سیکدے کا حصار | یہ ہے قلعہ پیر مغان قلعدار

نہین دخل اس دور مین غیر کا | اسی دور مین لطف ہے سیر کا

جوانان خوشدل ہین سرمست ہون | فلک زیر ہو مدعی پست ہون

سیہ ابر ہو اور زمین لالہ گون | پس جا بجا ہو بہائی سیل خون

سپاہ دکہائی حریفون کی فوج | [illegible]

مئے ناب ہو جوش زن جم بجم | کہ ہون ہوش ناصحی و مفتی گم

لب اب محتسب کی نہ کچھ چیچ | [illegible]

پریشان نہ ہو فکر انجام سے | [illegible]

جرات آزمایان رزمگاہ جادو بیانی نیز گذاران معرکہ جادو معانی [illegible]

بلاغت دلیران عرصہ فصاحت سرکردگان [illegible]

رستم دلان میدان داستان سرائی شیر زوران بیشۂ سخن آزمائی یعنی شہسواران
عرصۂ رقم و نیزہ بازان قلم کارزار اظہار مین اسطرح نیزہ بازی کرتے ہین
کہ جب تمام جنگل فوجون سے بھر گیا کثرت جمعیت کا حساب سے درجہ گذر گیا
سپاہیون نے کمرین کھولین بستر لگائے منزل کے مارے امید و بیم مین
آئے لیکن دوڑی کے حساب سے استادگی ہوئی اور فوج بھی اوتری
مگر ان فوجونکی نمود دیکھکر سبکی جانون پر بن گئی ادہر مورچہ بندی
ہوئی جہانگیان کھدین دمدمے تیار ہوئے ادہر دلاور جنگ آزما اور
صفدر کشورکشا مستعد کارزار ہوئے یاقوت شاہ نے کہا ہمین آگے بڑہنے سے
عار ہے اسقدر کد و کاوش بیکار ہے انشاء اللہ جب علی علی کہکر باگین
اوٹھائین گے یہ مورچے چیونٹیون کیطرح پامال ہوجائینگے روپوشی بودونکا
شعار ہے گھونگھٹ عورتونکو سزاوار ہے ہان بیلدار میدان کارزار صاف کرین
زمین کو مثل آئینہ شفاف کرین یہ سنتے ہی تبرداروں نے درخت حائل نگاہ
کاٹ کاٹ کر گرا دیے بیلدارون نے جہاڑی جھنڈی صاف کی

ٹیلے ٹیکرے برابر کیے جاروب کشون نے صفائی کا جوہر دکھایا سقون
نے چھڑکاو لگا کر گرد و غبار بٹھا دیا خورشید گوہر پوش فرمایا وقت شام اور
حکیم صاحب سے مصلحت کی اس امر کا شورا کیا اسباب کی مشورت کی
کہ اول صلاح کا ہے بعدہ کارزار دشمن ہزار سپر چڑھے ہیں جادۂ شریعت سے
قدم نہ بڑھے مجھے اختتام حجت منظور ہے نافہمونکو سمجھانا ضرور ہے پہلے
دعوت اسلام ہو پھر لڑائی کا اہتمام ہو یہ کہکر قلمدان منگوایا اور یہ نامہ
تحریر فرمایا بسم اللہ الذی جعل الاسلام حصن الحصین و بطل السحر
بالاعجاز الانبیاء و المرسلین ہو السمیع البصیر انہ علی کل شیئ قدیر رسولہ
محمد دافع الکفر و الظلم و وصیہ علی صاحب السیف و العلم اما بعد اے
صفریان آگاہ ہو کہ مین صاحبقران روزگار ہون اور شکنندہ طلسم جہان
دین میرا حق ہے اور حکم میرا سر حق حیات حباب ہے دنیا خواب ہے
جمعیت لشکر پر نہ پھولو وقت کو غنیمت جانو موت کو نہ بھولو دیکھو
نمرود و شداد کا کیا حال ہوا فرعون و ہامان کا کیا مآل ہوا

بت پرستی سے درگذر معبود حقیقی کو سجدہ کر حق آخر حق ہے باطل باطل ہے
مذہب حقا اختیار کر اگر عاقل ہے خون بندگان خدا کا سر پر نہ لی بحالت کفر
و زندقہ جان نہ دے صلاحیت سی ہر شخص نے نام پایا الصلح خیر قرآن میں
آیا ہے فارجع الی اہل الدعا والسلام علی من اتبع الہدی بعد ترقیم پیشانی
اوس نامہ کی مہر خاص مزین کی اور بمصداق بلغ ما انزل الیک آپ
تبلیغ رسالت پر کمر باندھی نظم

زرہ بر تن آراست مغفر بسر	کمر بست کرد از کمر بند زر
بہ پشت مبارک سپر رو نہاد	بشب خسرو خاوری نور داد
در آویخت شمشیر خارا شگاف	زخفتان قدم زد بدر بند قاف
بیک دوش ترکش بیک دوش چرخ	ازین چرخ ہم چرخ آمد بچرخ
باورنگ زین برشد آن نوجوان	بدستی سنان و بدستی عنان
روان شد بقصد میانجی گری	[illegible]
تو گوئی نسیم بہاری وزید	بیک دم ازین سو بآن سو رسید

لشکر مین ایلچی کے آنے کی دہوم ہوئی ضربان شہ ایمان کو بھی خبر
معلوم ہوئی دربار عام کا حکم دیا سفیر کو طلب کیا خورشید گوہر پوش نے
اس فصاحت و بلاغت سے نامہ پڑہا کہ حاضرین جلسہ کو سکتہ ہو گیا سب نے
ایک سر پیے تسلیم جہکایا بجز دم بخود ہونیکے کسیکو کچھ جواب نہ آیا بعد فراغت
کتابت اوس بہادر نے راس الرئیس سے آنکہ ملائی اور بکمال سطوت و صولت
تحذیر و تہدید فرمائی کہا اے بادشاہ شکنندہ طلسم سے مقابلہ خلاف دانائی ہے
غور تو کر اولو العزم پر کسنے فتح پائی ہے دارائی سکندر سے بگاڑ کر اپنی
دارائی مٹائی ضحاک نے فریدون سے لڑ کر شکست فاش اوٹہائی فضلنا
بعضکم علی بعض یعنی دنیا مین ایک پر ایک غالب ہے بالآخر مرد
آخربین وہی جو حقیقت کا طالب ہے ہمارا شہنشاہ دنیادار نہین ملک و
مال کا خواستگار نہین اوسکو فقط ہدایت سے کام ہے ملت بیضا کی
پیروی سے شریعت غرا کا التزام ہے اپنے خدادوست کا دشمن بنا
کونسی دانشمندی ہے امر معقول کو نہ پسند کرنا عین خودپسندی ہے

بهلا جسنے زمین آسمان بنایا کل مخلوق کو پردۂ عدم سے بعرصۂ شہود لایا
ہر حال مین حاضر و ناظر مرگ و زیست پر قادر وہ پرستش کا سزاوار ہی
اور وہ خدا ہے یا پتھر کو معبود جاننا اور اوسکا پوجنا بجا ہے پتھرون نے کیا بگاڑا
کیا بنایا انکے قبضہ قدرت مین کبھی کوئی امر آیا یہ کیسکی سنتے ہین کچھ اپنی
کہتے ہین یا یونہین بت بنے رہتے ہین جنہین اپنی شناخت ہو نہ اورونکو پہچانین
پتھر پڑین اس عقل پر کہ ہم اونکو خدا جانین قاعدہ ہی کہ جب مدعی جواب سے
عاجز آتا ہی تو وضع سے دست بردار ہو کر آستینین چڑہاتا ہی ان باتون نے
اوس نابکار کو برافروختہ کردیا غصے مین آکر ہونٹھ چبانے لگا

برآشفت ضربان ازین قیل و قال — یکی گفت ای پیر دیرینه سال
منه دل برین پند و اندرز سرد — بچشمم آب دادی جهاندیده مرد
بهمت بزرگ و بدعوی درست — چه بینی همین قاتل پور است
فلک سازگارست و بخت بکام — کم افتد که خود صید افتد بدام
مده کار از دست و سستی مکن — برانداز این نخل از بیخ و بن

یہ سنتے ہی اوس کافر نے ایک نعرہ مارا اور اپنے مددگاروں کو پکارا
کہ ہاں لینا اس اجل گرفتہ کو جانے نہ دینا یہ اوس شخص کے بیٹے کا قاتل ہے
یہ جواب دینے کے قابل نہیں قتل کرنیکے قابل ہے تمام دربار میں گھبراہٹ ہو
کسی نے سپر کہیں ڈالی کوئی تلوار کھینچکر دوڑا خورشید کو ہر پوش نے بھی
مثل شیر غضبناک جھمکیا اور ابر نیام سے برق دشمن سوز کو کھینچ لیا خبر نہیں
سر پہ پاؤن رکھکر بھاگا دربار یونکا یہ حال ہوا کسی نے چاندنی اوڑھ لی
کوئی کرسی کے تلے چھپ گیا کسی کی پگڑی رہگئی کسیکا شملا کوئی
چیت ہوا کوئی پٹ کوئی گرا کوئی سنبھلا کسی صاحب کا جو بھاگنے میں
پٹکا کھل گیا تو مانند کٹے ہوئے پتنگ کی جھنپاتے چلے کوئی سایہ پرورد
خدمتگار ونکی آڑ میں ہانپتے کانپتے ڈگمگاتے چلے ایک بیچارے سیاہ فام ذل
کبنوالے دلکو ٹھہرا کر بولے تم سبکی کتنی عقل موٹی ہے میان امتیاز یونکی
کچی روٹی ہے تم کیوں ڈرتے ہو تمہیں کون مارتا ہے بہادر کو للکارتا ہے
کوئی حولا غبطا جو اندھوں کی طرح بھاگا تو محلات کے شیشے میں جا گھسا

وہان خواجہ سراؤن نے لے دے کی چار طرف سے مار پڑنے لگی قرار واقعی جوتی کھائی اور بعد پاپوش کاری باہر آئے کہا خیر جوتیان کھائین یا ذلت اوٹھائی خدا نے جان تو بچائی یہ کس احمق کا قول ہی جان کا صدقہ مال اور آبرو کا صدقہ جان ہی یہان جان پہ سے مال بھی قربان ہے اور آبرو بھی قربان ہے بعضے گھبراہٹ مین جو تلوار ہی کے منہ پر جا رہی گڑگڑا کر دانت نکال دیے اور اسطرح گویا ہوئے خدا سلامت رکھے ہم لوگ منگلا مکھی ہین کچھ گا بجا کر مانگ کھاتی ہین مجرے کی دھن مین آئے تھے دو چار نئی چیزین بنا کر لائے تھے سو پیر و مرشد اب کلیجہ اولٹ پلٹ ہی بہاگے جاتے ہین یہ تو نامردونکی تذکرہ تھی اب مردونکا حال سنیے جو غریب تلوار کی روٹی کھاتے تھے وہ زرہ چار آئینہ سامنے آئے بعضون نے زخمکاری کھا کر جان دی بعضے مجروح ہو کر خون مین نہائے اوسوقت خورشید گوہر پوش کی یہ صورت تھی جیسے کانٹونمین پھول اور دانتون مین زبان مگروہ سب کی جگہ دلاور

واہ رے شیر دل جوان جدہر تلوار تولکر جھپٹا کائی سی پھٹ گئی جب جانچ کر ہاتھہ مارا سپر گردہ پنیر کیطرح کٹ گئی فتح نصیب ایسے ہوتے ہین اللہ ری سُرعت پُھرت اللہ ری ہاتھہ کی صفائی کتنون کو زخمی کیا کتنونکو مارا مگر فضل خدا سے اپنے اوپر اوسکی چھینٹ بھی نہ آئی غرض لڑتا بھڑتا اوس مجمع سے نکلا اور گلگون صبا دم پر سوار ہوا اب کون آتا ہے کوئی ہوا کو بھی پاتا ہی

وہ توسن طرار جو بھرنے لگا	تو اوڑا اوڑکے پرچھپون اوترنے لگا
پری زاد تھا یا وہ رہوار تھا	ہوا تھا چھلاوا تھا اسرار تھا
ہلا وہ اٹھاتا وہ آہو چلا	نہ افسون چلا اور نہ جادو چلا
بڑے ہے روکنے اردلی کے سوار	وہ غل وہ صدائی بگیر و بدار
چکا چوند مین آئی اہل نظر	وہ برق جہان چھپ گئی کوند کر
ادہر آنکہ ملتے رہے لشکری	اودہر جا ملا فوج مین وہ جری

دونون طرف کمر بندی ہو گئی تلنگون مین الغیرہ ہوا نقیبون مین

وردی بچی صوبہ دارون نے تلنگونکی کپنویسنے گل لالہ کہلایا سنگین
سے سنگین کندے سی کندا کاندہے سی کاندہا قدم سی قدم ملایا کمیدانون
نے بجہونکا پرا جمایا دستی دستے کو گلدستہ بنایا توپین دارابہ پر چڑہ گئین
کچھ پیچھے ہٹ گئین کچھ آگے بڑہ گئین یہان ایک طرف پردہ قاف کے
جبدارون نے پر تولے ایکطرف یاقوت شاہ کے ہمراہیون نے نشانونکے
شقے کہولے ہر بہادر نے دریای آہن مین غوطہ لگایا نہنگ دم خوار بکبہ
معرکے مین آیا وہ سوارونکی شوکت و پیادونکی دولت و صف آرائی
تھی پادشاہنامی کی سطر بندی کا التزام وہ بند و بست تھا یا نظم فردوسی کا
انتظام خورشید گوہر پوش بھی اپنے مہاجر و انصار لیکر قلب لشکر مین آیا
چتر بردارون نے دوڑ کر سر پر چتر لگایا ادہر کوس افراسیابی پہ
ادہر طبل اسکندری پر چوٹ پڑی نگاہ سے نگاہ اور آواز سے آواز لڑی
صدای بوق تا بانوق پہونچی دمامے کی دمدمے نے نقارہ گردون پہ
چوٹ کی پہریرے علمونکے کہل کر ہوا پر لہرانے لگے گویا دریای حرب و ضرر

طغیانی پر آئے نقیبون نے للکار کر کہا ہان بہادران واقعہ دیدہ و صفدران
جنگ آزمودہ ہوشیار میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمین گاہ سے خبردار
کڑکیتون نے شہانی و ہن ہن کڑکا شروع کیا دلیرون اور دلاورونکے
دلونکو لڑائی کیطرف رجوع کیا آواز دی کہ سورما جوانون تلوارین تولو
برچھیان تانو پیٹھ پہیرنا ہیجڑونکا کام ہے سرکھیت ہونا سپاہیون کا کام

نامردون کا وہ نام ہے مردونکا یہ نام

یک گر بیت ہی اور یک پھر بیت جائے	نامی کا ہی رن چڑھی ہی تر و رچھا نہین جائے

سن چلے اولو العزم اس دہن پر سر دہنے لگے نشۂ جرات کے مخمور دل جیت
رن سور مست ہو ہو کر بسنے لگے اپنی شجاعت کی دہنی جہومنے لگے اور
تلوارونکے قبضے چومنے لگے کوئی نیزہ ہلانے لگا کوئی ترک چرخ سے آہن
ملانے لگا کوئی سیپر کو ہاتھ نکالنے لگا کوئی بارۂ شمشیر آبدار کی اونگلیون پر
دیکھ بہالنے لگا کسی نے ترکش سے تیر لیا اور کمان چلہ چڑہایا کسی نے از رہ
سبقت گھوڑیکو چمکار کر بڑہایا ایک نے کہا ہان بہائی آج بہادر کا

امتحان ہے یہی شیرون کا جنگل ہے یہی دلیرونکا دنگل ہی یہی گوی یہی میدان ہے دیکھین کون منہ پر تلوارین کہاتا ہے دیکھین کون آقا کے پسینے پر لہو گراتا ہے خدا بات رکھ لے سر ہے یا جای جب تک جان مین جان ہے آن بان مین فرق نہ آی ایک بولا انشاء اللہ کشتونکے پشتے لگا دینگے دم بہر مین ان دنگیون کو نوک دم بہگا دینگے

اوسوقت کا عالم سبہی لبس دید کی قابل تہا	جو صفدر و غازی تہا بشاش تہا خوشدل تہا
ڈہالونکی سیاہی سی گہنگور گہٹا چہائی	چمکین جو اوپر تیغین بجلی کو نہ تاب آئی
نیزونکا نیستان تہا میدان سنانونکا	وہ دور کمانون کا وہ اوج نشانونکا
خونخوار جوانونکی خونخوار نگاہین تہین	نعرے بہی دلیرانہ شیرانہ صدائین تہین

اور نامردونکے پیچہے جی چہپائے کہڑے تہے انا چہو چہو کی سعی سے نوکرہو کر غضب مین پڑے تہے انکہین بند کیں کہ بجلی تلوارونکی دکہائی دے اور کانون مین اونگلیان دیے کہ آواز توپ بندوق کی نہ سنائی دے بعضے دائی چنبیلی کے مزار موگر اچکنی چہری صورت بنانے والی امانیجیریان کہانے والی

کم ہندیکا ذکر سنکے زرد ہوگئی دلمین ہول سمایا پیٹ مین گہوٹے دوٹے
منہ پر ہوائیان اوڑین ہاتھہ پاؤن سرد ہوگئے بعضونکا اس حال سے
پیچانہ خطا ہوگیا بعضے ایسے بولائے کہ مارے ڈرکے کہڑے کہڑے موت دیا
بعضے بزدلونکو یہ گرما گرمی دیکہکر جاڑے کی تپ چڑہی کانپنے لگے
تہرتہرانے لگے لحاف تو اوسوقت ممکن نہوا گہوڑیکی گردنی اوڑہکر
دانت سے دانت بجانے لگے ایک صاحب بوڑہے ہیں میرا توجیتا لہو
دیکہکر دم نکلتا ہے کلیجہ بانسون اوچہلتا ہے کبہی مرغی حلال
ہوتے دیکہی ہے تو غش پرغش آئے ہین اچہا تا اگر باورچی پوری مین
جا نکلے ہین تو وہانسے دوست آشنا اوٹہا کر لائے ہین اسی خیال کر
عمربہر حلال نہین کی گوشت کہانیکی قسم کہائی ہم نہین جانتے
جونکین کیسی ہوتی ہین پچہنے کیونکر لگواتے ہین فصد کے نام سے
خون خشک ہوتا ہے دانت بیٹہہ جاتے ہین جب دولہن بیاہ کر لائی گئی
تو یار دوستنے پکڑ احلال کروالیا تخت کی رات ہتہ فلک سیر کرنتیہ مین

پڑے رہیے پڑوسیون نے آکر گدہی کو فتح کیا صف جنگ مین تو اون
لوگونکا کام ہے جو دلکے کڑے ہین ہمتو ہمیشہ تہپڑی لڑے ہین یا حکمت
لڑے ہین وہ ہول دہیے ہین اوقات کٹی ہے رات دن یارون سے
دال چپاتی بٹی ہے ہای پیٹ کا برا ہو جسکے سبب سے لپیٹ مین آگئے
بلاؤنشونکے ساتھہ پڑکر ناحق اس چہپیٹ مین آگئے لوبھیا جان تھمو چلتے ہین
اس جان جوکھون سے نکلتی ہین جی بچین گے تو گھاس کہود کہائینگے
ٹوکری ڈہوئینگے ٹوکرا اوٹھائینگے یہی نہ لوگ ہنسین گے بلا سے اس بلا مین
تو نہ پہنسین گے غرض مردون کا وہ رنگ تہا اور نامردون کا یہ رنگ
کوئی جویای صف نعال تہا کوئی مشتاق صف جنگ خورشید
گوہر پوش قلب لشکر مین کالشمس فی وسط السما اور انصار گرد اگرد کالنجوم
فی دور بدر الدجی ایک طرف حکیم صاحب حکمت شعار ایکطرف قمر طلعت
اور ستارا ایک جانب پیزاد قاف ایک جانب سامری نژاد قلعہ طلسم
مردانہ لباس پہنے تیار مردانہ وار گلبدن پری نے کہا اجازت ہو تو مین

اپنی ہمراہیونکو حکم دون اپنی اذیتیونکا ان موذیونسے کچھہ عوض لون
خورشید گوہرپوش نے کہا کیا کہون مین ایک بات سوچ رہا ہون کل کو
صاحبزادی آپکی میری صاحبقرانی مین بٹا لگائین گی ہزارہا حدوشتی
آوازے کسین گی سو سو طرح سے منہ آئین گی اور غیر بھی کہین گے کہ
طلسم کشانے کوئی بہادری نہ کہائی پائی بھی تو عورت کی بدولت
فتح پائی قطع نظر اسکے وہ انسان ہین یہ جن جان ہین یہ لڑائی
شجاعت کی خلاف ہے اور یہ امر بعید از انصاف گلبدن بولی انکے
سحر سے جن کبھی برسر پیکار تے ہین وہ کافر ہین کہ سامری
کیطرح خدائی کا دم مارتے ہین گلستان جادو نے کہا اسکا بندوبست
مین کیے لیتی ہون ابھی ان سب موذیونکی زبان کیلے دیتی ہون
خورشید گوہرپوش نے کہا تو اسکی بھی اطمینان ہوا اس بات کا خلجان ہے
یہ کہکر آپ تن تنہا گہوڑا بڑہایا اور صف لشکر سے نکل کر میدان کارزار مین آیا

رجز خوان ہوا اس طرح وہ جری
صنم ضیغم بیشۂ صفدری

سلوج صاحبقرانی منم — تہمتن نیم بلکہ روئین تنم
برآرم چو شمشیر کین از نیام — ز ہیبت فتد لرزہ در روم و شام

کہان ہی ضرغان نکل کر معرکے مین آئے دعوے مردی ہی تو جوہر مردانگی
دکہائے پیش ازین بہی تنبیہ کر دیا ہے کہ خون بندگان خدا کا سر پر نہ لے
اگر تاب مقاومت ہی تو خود بر سر مقابلہ آکر جواب دے اس مبارز طلبی سے
ضرغان بے ایمان آپ مین نرہا وہ بد ماغی دماغ سے نکل گیا وہ گہوڑے پہ
اور شیطان اوسکے سر پر سوار ہوا ابل کرتا ہوا اور میدان کارزار ہوا آ پہنچے
اوس فتنہ خوابیدہ نے اپنا جادو جگایا کچہ ہاتہو سے اشارہ کیا کچہ بڑبڑایا
خورشید گوہر پوش نے اسما ر سحر پڑہ کر دستک دی گلستان جادو نے بہی
بطور خود تردید کی مقدر اوس مردود کا اولٹ گیا آیا ہوا جادو پلٹ گیا
جہنجلا کر اوس شقی نے نیزہ لیا اوس نے بند باندہا اس نے کہول دیا

ہوئی خوب رد و بدل دیر تک — کہ حیرت مین آئے سماو سمک
وہ نیزونکی جہونکین وہ ڈانڈونکی جہوٹ — وہ گہوڑونکی کاوے وہ چل پھیر وہ توڑ

ہوا بند تھی تھسا و حلقہ وہ دور | صدا آ رہی تھی نہ بے دور دورہ
چلے بعد تیرون کے اک دفعہ تیر | وہ بولا بدہ یہ پکارا بگیر
کمانین ہوئین حرف زن یک بیک | گئے کچھ کے چلے بنا گوش تک
اوٹھے تشت یانے سے شہباز فرگ | ہوا تیر باران کہ برسے تگرگ
چو نوبت بشمشیر و خنجر رسید | سرافیل شد و قیامت رسید
ادہر اوسنے توسن کو کوڑا کیا | ادہر باگ کا اسنے پھیر والیا
ولیکن انہ نعرہ کیا ایکبار | ہٹا شیر غضبندہ سد شکار
گریزان ہوا زخم کہا کر حریف | پھرا آخر کار ہو کر خفیف

خورشید گوہر پوش نے تعاقب کیا غازیان اسلام نے بھی ہلہ کر دیا گلستان جادو نے بھی اپنی سہیلون کو آنکھ بتائی اوس مردانی فوج کی بھی ایک مرتبہ باگ اوٹھائی ادہر ساحچیون نے ساحرون کو رول لیا دلون مین جانچ لیا نگاہون مین تول لیا تار یل اوچھلنے لگی آتشی حسنی چلنے لگی جیو چپا کی صدائین بلند ہوئین بلائین کھل کھیلین ہوائین

نظر بند ہوئین چوٹ پر چوٹ آنے لگی پون پر پون جانے لگی زرد زرد
آندہیان اوٹہین کالی گہٹائین آئین کبہی پتھر برسائے کبہی بجلیان
گرائین ساحرونکی سٹی بہولی اندہونکی آنکہونمین سرسون پہولی کوئی
قلابازیان کہانے لگا کوئی سر دہننے لگا کوئی بت بنکر رہگیا کوئی ٹہنکے
چیخنے لگا کسی نے دونون ہاتہون سے کلیجہ تہاما کسی نے اوبکائی لیکر منہ سے
لہو ڈالا کوئی چلایا ارے چلا چلا کوئی سر کے بل جہنم مین چلا غرض وہ ساحر
دیر تک آتشبازیکی پٹیے بازون کیطرح لڑے آخران شعلہ رخسارون کے
ہاتہہ سے مارے پڑے اور وہ دلاوران تہور شعار کے دہاوے نے آفت کردی
اوس ترکتاز نے رستخیز قیامت کی خبر دی بزن بزن سوارون کی بزن بزن
کہان چہپا گئے ہلچل مچ گئی بہاگڑ پڑگئی سپاہی فوج مخالف کی گہبرا گئے

ہوئی اژدہا دم زمین و زمان	لگی کوندنے برق کی بجلیان
برابر سے تلوار چلنے لگی	زمین ڈر کے کروٹ بدلنے لگی
ہوا اسکے بسمل پہ بسمل طپان	دہلنے لگا خوف سے آسمان

یہ لشکر بڑہا صورت تند میغ | چلی سن سے ناوک پڑی زن سے تیغ
سمندر تہا یا آب شمشیر تہا | یہ طوفان آفت جہانگیر تہا
اگرچہ یہ سیلاب تہی تا گلو | اگر ڈوبتا تہا ہر اک جنگجو

وہ رفیقوں کے حملے وہ خورشید گوہر پوش کی ہمہمی و دمبدم یہ آواز دیتا تہا
کہ ہان غازیو ہاتہہ نہ تہمے جلال اوس آفتاب عالمتاب کا خورشید قیامت کا
جلال تہا آنکہین بہی غیظ و غضب سے سرخ تہین چہرہ بہی غصے سے
لال تہا لاکہہ سے چپکاتا تہا نہ وہ لاکہہ سے چہکتا تہا پیشانی سے عرق اور
گردنی سے خون ٹپکتا تہا کبہی یہ بہادر اس سرے تہا کبہی اوس سرے
فوج دشمن مین سوروچی بندی تہی صفین تہین نہ پرے اوسکی تلوار
سامنے خود ایک نقطہ موہوم تہا اور قرص سپر سواد معدوم جا پڑے آتے
اوس برق دشمن سوز کے عکس سے بیتاب تہا ذرہ ذرہ کا بہیبت
آب آب تہا اللہ ری تیزی کہ ایک چشم زدن مین سپر سے خود مین
خود سے سر مین سر سے گردن مین گیا جوشن گیا بکتر گیا سینہ گیا کمر سے کو کاٹ کے

نکل جاتی تھی اوسپر یہ صفائی تھی کہ آتی جاتے نظر نہ آتی تھی ہر ضرب مین
یہ رنگ تھا کہ سوار مع راہوار چورنگ تھا

ہوا قہر چمکے وہ بجلی جدہر	پڑے سر پہ بوسہ دیا خاک پر
نہی ضرب وقت تھی وقت شمار	ہوئے دس کے سو اور سو کی ہزار

یہ وہی ضرب ہی کہ رستم کو آج تک قبر مین کرب ہی آسمان وہی کڑیاں
اوٹھائے ہی کہ اب تک بدن چُرائے ہی زمین کو اوسی ہیبت سی سکون
دشوار ہے زلزلہ اوسی ہل چل کا یادگار ہی دم بہر مین لہو کی دریٹہ وسنے
جل تھل بہر گئے موجی دریای خون نکے سر ونسے گذر گئی وہ طوفان تھا اور ناؤ تھی
نہ ٹہیرا تہا بہاگنے والو نکا ٹہکانا تہا نہ تھل ٹہیرا تہا القصہ اوسی ہاٹ مین
ضربان مارا گیا اور کوہان کا بھی سر تن سے اوتار گیا باقی تمام فوج
بہاگ نکلی نہ زندون نے دم لیا نہ مردون نے سانس لی بھگوڑون سے بہاگنے کو
غنیمت سمجہی اور غازی مال غنیمت پہ جہکی و بندارون کو لوٹ پر مستعد دیکھ
زمین نے قارون کا خزانہ اوگل دیا مجاہدون نے مال حلال پاکر نے ترد

اور بے تکلف لیا وضعدار ونکےپن جیسے ہوئے اور بد وضعون مین قصے
کہین لوٹ مین لوٹ ہونے لگی شام گہات ہوتی تہی چہوٹ ہونے لگی
نوبتی نے فتح کی نوبت بجائی شادیانوںنے صداے مبارکباد آتی یہان
شہیدونکے مزار پر فاتحہ خوانی ہوئی وہان کافرونکی لاشونپر چیل
کوونکی مہمانی ہوئی لومڑیان اور گیدڑ روہ گوشت کی لوتہڑے کہا کہا کر
جہک گئے منہ مارتے مارتی تہک گئے ایک طرف سا حسرن کی
جہاسی ہوئی لاشین جیسے کالے پہاڑ یا سا کہوکے جلے ہوے لٹھے
یا برق زدہ تاڑ لنگور کیطرح منہ کالے زرد ٹینیون کیطرح دانت نکالے
شتر گردنے لم ڈھنگے اونچے سینے ننگے ہونٹ لٹکتے ہوئے کوہان [illegible]
اندہے کانے لنگڑے لولے وہ کل سنتے وہ نیم تہے یا جہنکے کہ جینے
پڑے تہے جانور صحرائی وہ ڈرائی صورتین دیکہکر ڈرے ہوئے دور دور
کہڑے تہی ہزار دہتکتے نہیں ہوائے یکیون کی طرح بہنبہنا رہے تہے چیلین منڈلا
رہی تہین کوے غل مچا رہے تہی غرض وہ میدان مہابہارت کا میدان تہا

کشتونکے پشتے تو پہر لگ گئے یونکی ٹھیکیونکا گمان ہزارون مردے خونکے دریا مین
بہ گئے ہزارون اوسی دلدل مین سڑگل کر رہ گئے الغرض مختصر خورشید گوہر پوش
نے بعد تسلط گلستان جادو اور ریحان جادو کو تاج بخشی کی یعنی وہ سلطنت
نصف نصف اون دونون پر تقسیم کر دی گلبدن پری کو پردۂ قاف
کی جانب رخصت کیا یاسمن پری کو سمجھا بوجھا کر رکھ لیا آپ بسمت یاقوت نگار
عزیمت فرمائی قمر طلعت اور ستارہ نے گلستان اور ریحان سے پہر آنکی قسم کہائی

ہوا فصل ساقی پلا جام مے	دم عیش ہے نوبت جشن ہے
شہ فتح کے شادیانے بجے	سجے پیر مغ میکدہ کو سجے

کھلے باغ جیسے وہ وہ انجمن | دکھادے بہشت برین کا چمن
ہوائے وطن صحبت دوستان | دکھادے بہار گل و بوستان
رہی باز گردش سے گردون دون | زمان سعادت ہو دور زبون
بنے جام خورشید جام شراب | ضیا بار ہو طلعت آفتاب
پڑھیں شعر مستانہ رندان مست | کریں شوخیان بادہ خوار الست
چھڑیں ساز دمساز ہون اہل ہوش | دل افزا ہو آوازۂ نا و نوش
ہوا غم غلط آئی عشرت کی بات | رہے فتح و فیروزی سازوا

مسافران دیار مطالب اجتہاد عازمان امصار عجائبات خاطر پسند
منزل آشنایان ملک فصاحت تازہ مرحلہ پیمایان شہرستان محبت پر انداز
یعنی جادو نوردان مملکت تقریر و رہروان قلمرو تحریر بادل شادان
و فرحان اس افسانہ خوش بیانکو اسطرح اظہار فرماتے ہین غرض وہ روز
ترک و تاز بین تمام ہوا لشکر اوسی میدان مین مقام کیا جب کہ
جب سلطان اللیل اور افواج کوکب کو سر خیل نے فتح جمعیت ہمراہی

افلاک مغرب کی راہ لی اور تاجدار زرین کلاہ یعنی خسرو خاور سپاہ کی
قدوم میمنت لزوم سی چار طرف روشنی پہیلی طیور صبح تسبیح خوان
ہوئے بلبل گلدستۂ اسلام سرگرم اذان ہوئے نسیم نے سبک روی کی
تحریک کی باد بہاری نے سواری کی خبر دی وردی بجی گجر بجا
کوچ کا نقارہ ہوا اس عزیمت سی غازیون کے غنچۂ دل کہلے ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا مین صبح کہاتے چل نکلے

بفیروزی و فتح غازی چلے ۔ نمازین پڑہین اور نمازی چلے
وہ تڑکا وہ عکس شفق چار سو ۔ ہر اک مثل گل خندہ لب سرخرو
مسافر ہوئے رہگرائے وطن ۔ وہ شوق وطن وہ ہوائے وطن
ہوا کی طرح منزلین قطع کین ۔ کہی تو زمین کی طنابین کہنچین

باوجود این رواروی افسرونکی یارونپر جلد چلنے کی تاکید تھی
ہر منزل مین جشن تہا ہر مقام مین عید تھی شتر سوار لال جہنڈی لیکر
پیشتر جاچکا تہا ہر شخص خبر فتح و فیروزی کی پا چکا تہا تمام شہر یاقوت نگار

آئین بند تھا ہر طرف غلغلہ نوبت شادی بلند تھا دوکانداروں نے
دکانیں رنگین تھیں مکانداروں نے مکانوں کی تیاریاں کیں تھیں دیوار
در کی سفیدی سے ہر گلی چاندنی تھی دن کی دھوپ اور رات کی چاندنی
مانند تھی بازاروں کی گرم بازاری سے مصر کا بازار سرد تھا راہوں کی شفافی
سے آئینہ جلتی کہیا خود جلب گرد تھا تماش بینوں نے کمرے سر راہ
روک لیے تھے کرایے دونے چوگنے پیشگی دیدیے تھے ہر ایک شاد حال تھا
ہر شخص کو بیاہ کا خیال تھا گوٹا کناری بنوں کا رکھا ہوا
بک گیا ریشمی کپڑا کیا سوتی کپڑا بزازوں کی دوکان پر نہ رہا بادشاہی محلوں میں
عجب طرح کی خوشی تھی صاحبات محل نے سب سے زیادہ تیاری کی تھی
ماما اصیلوں اور ددونوں کی بن آئی ایک ایک سیٹھ ہو گیا القصہ
دستوری پائی ملکہ زہرہ جبین ایک ایک سے لوٹتی تھی کیونکہ ساتھ
سواری گئی تھی دوسرے محل سے ڈیوڑھی تک اسباب کی ڈاک لگی تھی
ہو رہی تھی گھڑی گھڑی کی خبر پہنچ رہی تھی مسافروں کے آنے کی

اسید واری تھی صحنک کا اہتمام تہا کونڈونکی تیاری تھی کسینی مشکل کشا کا کہڑا
دونا مانا تہا کسینے بی بی کی پڑیا مانی تھی غرض ہر محل والی نذر نیاز کی
فکر مین دیوانی تھی ارکان دولت نے چند منزل بڑہکر استقبال کیا کوتوال نے
کل رعیت کو ناکو تک جانیکا حکم دیا فوج پایہ تخت نے نئی نئی وردیان پائین
گولندازون نے سلامی کی توپین لیجاکر ناکی پر لگائین ناگاہ ایکدن قریب شام
ایک لفافہ آیا اوسمین وزیر کیطرفسے کوتوال اور افسران فوج کو یہ حکم تہا کہ صبح کو
حضرت ظل سبحانی داخل دار الامارۃ ہونگے پہر رات رہی سے سب جلوس اور کل فوج
اور تمام رعایا ناکی پہ آکے حاضر ہو کسیکا دل میلا ہو نہ کپڑے میلے ہون
زرق برق ہو شہری ہو یا مسافر ہوسکے نصف شب سی چہڑکاو لگائین
دروازی شہر پناہ کے تمام رات کہلی رہین کہ آیند و روند کے تکلف نہ اٹہائین
جائین لفافہ آتے ہی یہ کیفیت مشتہر ہو گئی کارخانون مین حکم پہونچ گیا
گہر گہر خبر ہو گئی وہ رات جو انکے لیے برات کی رات تھی اور اطفال
کے لیے شب برات اوس شب جوانون کو نیند آئی نہ بچون نے پلک سی

پلک لگائی ہر شخص کو صبح کا انتظار تھا ہر ایک سیر اور تماشے کو کمر باندھے
تیار تھا ماہتاب چاہتا تھا کہ منزل مغرب میں نجائی آفتاب کا ارادہ تھا
کہ جیبت جھمکی پھر آئے ستاروں کی آنکھیں میں سو گئی تھیں چوروں نے
کھڑکیاں بہشت کی کھولدی تھیں تماش بین آدھی رات سے چل نکلے
غول کے غول اور غٹ کے غٹ چلو وہ جلوس وہ فوج شاہی سب اپنے اپنے
راہی سواریوں کی ٹھہر پہونچنے دلی کا ہنڈ کو گرد کیا پیدلوں کی کثرت نے
ٹیڑی دل کو بھولا دیا پالکیاں پالکیاں ننگی کسی قسمتین تا مدان بوچھ
ہوا اور دہ گھوڑے اس رواس وہ ہاتھی زنجیر و زنجیر وہ سانڈنیاں
قطار در قطار انگلی تھم فقط جیسے گاڑیاں بےحساب اور ان کھولے
اور تخت رواں جو لے تھیں کھاپیاں مجھولیاں منزل در منزل ہوتیں
اور محل سے بگھی جیسے اور بگھیوں کی مد مقابل بعضے صاحب تانگے پر
سوار اور سیر کا ولولہ بقول شخصے تانگ تانگے کا م چلے پیادہ کرتے بلا
بعضے خانگیاں مفلس آپ تو ڈولی میں اور ڈولی دکھوں کی ماری

ڈالوان ڈولی مین اراذل گنوار لڑکو نکو کاندہو نپر چڑہالئے پھلینٹی باندہی
بلہری لٹکالئے بعضی یارون کی ساتھہ بعضی اکیلی وہ کشمکش وہ چقلش
وہ دھکا پیلی وہ ریلے جب ریل آئی پاؤن زمین سے اوٹھہ گئی ہزارون
اس سرے آرہی ہزارون ادس سرے جارہی کوئی جماعت بڑہی
کوئی جماعت پہر پڑی کسیکی پگڑی گر پڑی کسیکی ٹوپی گر پڑی کوئی کچل گیا
کسیکا پہر تا نکل گیا کوئی چلایا ارے مین دبا کوئی پکارا ہای میری اطلس
کی قبا آشنا کو آشنا اور بہائی بہائی کو پکارتا تہا اودہر باپ چلاتا تہا
ادہر بیٹا چیخین مارتا تہا ایک کہتا تہا ارے بہئی رستم خان کہان ہو دو
آواز دیتا تہا میان دل تہمن جواب دو غرض عجب طرح کا میلا تہا
عجب طرح کا تماشای عام تہا بہیڑ بہاڑ تہی ازدہام سا ازدہام تہا ناگاہ عیدگاہ
تہا ہر تماشائی روبراہ تہا دوکاندار پالین کمل تانے دورویہ دوکانین
لگائی بیٹہے چکو کہ ساون کہ ہر طرحکی چیزین جو جی چاہے خریدو جو جی چاہے کہاؤ
جابجا مجمع جابجا سیر و کیفیت کہین مداری کا تماشا کہین ناچ رنگ کی صحبت

بڑہیان ٹھڑیان چادرین سرراہ بچہائے داد و دہش کی امیدوار تماشہ بینونکا
گہٹا ٹوپ کوڑیوں پیسیوں کی بوچہار اتنے مین ڈنکا ہوا سلامی کی بار ہی آئی
ایک غل ہوا دیکہو وہ سواری آئی گولندازون نے شلکین اڑائین
نوبتیون نے نوبتین بجائین یاقوت شاہ داماد کو لیے داخل شہر ہوا
اوسوقت کا احتشام یادگار دہر تہا سب کے آگے جلوس اوسکے بعد پلٹنین
اور رسالے اونکے پیچہے توپونکے بالدے اور توپخانے والے بیچ مین
ایک ہاتھی پر خورشید گوہر پوش اور یاقوت شاہ گرداگرد ہاتہیونپر کام
رفقاے دولتخواہ سیدانی بولتے نقیب آواز لگاتے پیادل بصدا ہی چڑاتو
بیٹہے ہونگو اوٹھا تو وہ ملکہ بسہ جبین کا سکہپال وہ دورمین کہاریان
پری تمثال اوسی سکہپال سے ملی ہوئی یاسمن کی سواری اوسکے جانی کی
بہی کچہ ایسی ہی تیاری آخر مین دارو غہ دیوانخانہ اور خزانہ کے ہاتھیونپر
خزانہ اشرفیونکی توڑونکے منہ کہلے ہوئے لٹانے والی لٹانے پر تلی ہوئے شہدونکا
ہجوم زر ریزیکا دہوم اودہر اشرفیونکی چہرے ادہر گالیون کے چہرے

وہ اون الفتونکی بولیان وہ لب لہجے وہ روز مرہ ایک دوپہر تلک کانہی
چڑہکر غل مچاتا تہا ایک ہاتھی کا رستا پکڑ کر چڑہا جاتا تہا ہر بار یہ آوازہ تہی ادہر اودہر
آنکہونکی اندہی اودہر پہیک رہی دولت کی کیڑی پہیک مٹہی نہ بند کر ہر چہتر میں
پیسون پکتی تہے ایک ایک کی پیچہے سو سو لپکتی تہے کہین پت چل گیا کہین
ڈگ چل گیا کوئی اشرفی پاتی ہی جب نکل گیا کسی نی کسی کی کلّے میں اونگلیان
ڈالین کسی نی کسیکی جہولی پہاڑ کر وہ خزانہ وہان نکالین کوئی چہینا جہپٹی میں
بازی لیگیا کوئی پہنس گیا کوئی رو رہا کوئی لوٹ میں آکر زمین سے لوٹ گیا
غرض خرامان خرامان چاندنی چوک تک سواری پہونچی وہان ایک رونق
تہی اس جلوس سے اور رونق ہوئی یہان اپیا ولون نے حد سے زیادہ اہتمام کیا
دوکانداروں نے اونکہہ اوٹہکر سلام کیے سبہون نے چلمین اوٹہا دین پاتہوں تہون
پانچ پانچ لیکر کہڑی ہوئین یہ گل لالہ کیسکر یار زیورشی کے پہول گئین اپنی ہی تہون
کہ سیو شیر چہوٹا سو ڈل گئین تماش بینونکی گلیان بہری تہین جہتین تک بہری تہین
الغرض زمین پر تہی الغرض فلک نشین قدرت خدا کا تماشا تہا ہر شخص دیکہتا رہ گیا

تماشائی واہ واہ کرتے رہے اور ستار سبک سیر در دولت پر پہونچی یاقوت شاہ
اور خورشید گوہر پوش نے دیوان خاص مین جاکر اجلاس کیا زنانی سواریون کا
محل مین داخلہ ہوا اندر سے باہر تک سب نے تہنیت کی دھوم مچائی دربار مین
ارباب نشاط نے اور محل مین ڈومنیون نے مبارکباد گائی ملکہ کی مان ملکہ کو چھاتی سے
لگا کر اسقدر روئی کہ دونون کی ہچکی بندھ گئی محل والیان آکر صدقے
قربان ہوئین ایک ایک نے شاہزادی کی سر سے پاؤن تک بلائین لین
سب اپنی اپنی جگہہ پر خوشیان کرنے لگین نذر نیاز ہونے لگین منتین اوترنے لگین
کل عالم کی مان بہنین بھاوجین بیٹیان حاضر تھین سب نے ملکہ زہرہ جبین کو
مبارکباد دی نذرین دین وزیرزادی جب بڑی حضور کو نذر دے چکی تو چھوٹی
حضور کیطرف متوجہ ہوئی پہلے نذر دکھائی پھر جھک کے یہ بات سنائی کہ
حضور بڑی بڑی پھرن کہین سلامتی سے خوب غائب ہوئین قیصر بادشاہ
سبکا مزا چکھا اللہ رکھے کسیکو محروم رکھا ماشاء اللہ تنبیہ کار ہوگئین اب
آنکھین ویسے چار ہوگئین تو اسکا صاحب ہوگئی گئین اور دوجی سے ان بک

ایک جوڑی وار کو ساتھ لیکر تشریف لائین کہیے وہ بیگم صاحب جنکی تشریف
رکھتی ہین وہ کیا حضور کی منہ بولی بہن ہین انکا کہا نسے ساتھ ہوا یہ کوئی
ہمراز ہین یا ہم فن ہین لونڈی انہین بہی جا کر نذر دی انسنے بہی کچھ حال
پوچھی کچھ باتین کرے ملکہ بولی پھر خدائی تجھ شہکارہ کا منہ دکہایا مقدر پھر چلی
کٹی سنوا نیکو یہان لایا ہے تو تو میری نصیبونکی ساس نندہی وقت پرندیدے
نہ بیوقت پر نندہی موئی خانگی اپنا سا سبکو تصور کرتی ہے نگوڑی آپ اپنا ایمان
ہے تو دلمین بی ایمانی گذرتی ہے صبر کر صبر کر دم بھر مین سب کچھ بتا دونگی
اپنی سرگذشت بہی کہونگی اون بیگم صاحب کا بہی پتا دونگی اری بانونگی
چھچھوندر بیقرار بے آرام تجہی کسیکے پاس آنے جانیسے کیا کام وزیرزادی تجہی کیا
خورشید گوہر پوش نے گل کہلایا ہے ہو نہو وہی یہ فساد لگا کر لایا ہے یہ سوچکر
چپکی نذر دیکے مسند کی کنارے بیٹھ گئی بس جب اندر باہر نذرین ہو چکین
تو با قوت شاہ داماد کو لیکے محل مین آیا ساس نے اوٹھ کر بلائین لین اور
دولہن دولہا کو ایک مسند پر بٹھا یا اپنے ہاتھ سے تصدق لائی ہر جگہ سے تیل باش

اور ٹکی آئے کہین سی اسکے عوض نقدی آئی کوئی سونیکی خاصدانین روپیے
کوئی اشرفیان لائی چھوٹی امت کی قسمت لڑی وہ تصدق کیا آیا
اون لوگون کی بن پڑی سب نی ہاتھ پھیلایا اور آنکھین بند کرلین
ایک ایک نی روپیہ اشرفیونسے جھولیان بھرلین جب سب باتون سے فرصت ہوئی
تو زہرہ جبین نے بیٹی سے تمام سرگذشت سنی آخر مین یاسمن کا بھی ذکر آگیا
جہان اور تذکرے ہوئے یہ تذکرہ بھی ہوا ملکہ نے کہا جی میری
سوکن ہین نام مین بھی یاسمن ہین خوشبو مین بھی یاسمن ہین پریستان کی
رہنی والی ہین بڑی بھولی بھالی ہین آدم زاد سی راحتین پائی ہین
خیر ذالک کو ساتھ نکل آئی ہین اتنا مجھسے سن لیجیے باقی حال لانیوالو نسی
دریافت کیجیے زہرہ جبین تو جہاندیدہ تھی مصلحت اندیش اور فہمیدہ بیٹی سنکے
ظاہر مین تو داماد کی طرفداری کی اور باطن مین بیٹی کی تشفی کی خورشید
گوہر پوش کیطرف دیکھکر کہا نہین یہ تمہین رنج نہ دینگے تمہارے سامنے اونکا
نام نہ لینگے تم دونون مین عاشق و معشوق کی کیفیت ہی اللہ رکھو

نہین بھی عشق ہی تمہین بھی محبت ہی ایک دل سو سو جگہ نہین آتا ہی
ہرجائی مردوا ختین اوٹھاتا ہی یون تو سب مردونکی نکہو جنہین چار چار کرنیکا
حکم ہو ہی ہے اس بات کی امیرونمین بہت کثرت ہی ہم لوگونکو اس کی
بہت عادت ہی کاش وزیر بادشاہ بھی خدا سی ڈرتے غریبون کیطرح
ایک سوا دوسری نکر ڈ عورت کو کبھی کا بیٹھنا سیج پر ناگوار ہوتا ہی اپنی
مرد کے پہلو مین غیر کی پرچھائین دیکھکر خار ہوتا ہی یہی مردونکا حال ہے
یہ تو قیامت کا کوڑا اٹھاتے ہین ہوا کی بھی شکست پاتی ہین تو کالی ناگ کیطرح
بل کہاتی ہین دنیا مین انصاف نہین شرع کو معاملہ بھی صاف نہین
عجب اندھیر کا کارخانہ ہی عجب حساب ہی مردونکی چاندی ہی عورتونکی مٹی
خراب ہی مرد وہ ہی جو عمر بھر ایک طرح پر نباہی کوئی ہزار چاہی مگر بی بی
کے سوا اور کو نچاہی اور دولہ دولہن کی چاو پیار کو کہین چاو پیار کہتی ہین
چار دن تو گالے بجھین کی بھی ہاتھ پاؤن لال رہتی ہین دادا کی دعا طلب
ہو کر پوچھا کیون میان یہ کیا بات ہی کیا ماجرا ہی کیسا واردات ہی

خورشید گوہر پوش نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا زہرہ جبین اوٹھکر یاقوت شاہ
کے پاس گئی اور یہ ساری کیفیت بیان کی لڑکی کا مقدمہ تو نہایت نازک
ہوتا ہی یہ سنکے پہلے تو وہ دم بخود ہوا پھر تہوڑی دیر کے بعد کچھ سوچکر کہا
یہ صاحبزادہ تو بہت سیدہا تہا ان فقیقون نے آکر یہ کردار کیا خیر اب اس
مقدمہ کو اوسکی رائے پر رہنے دو زیادہ چہیڑ چہاڑ نکرو بھلا مقدر کی بگاڑی
کیا تدبیر لڑکا اچھا ہو کر برا ہو جائے یہ بھی لڑکی کی تقدیر اب مصلحت یہی
کہ یہ جبر اوٹھاؤ کچھ ہو مگر شکایت کا کلمہ زبان پر نہ لاؤ ایسا نہو صاحبزادی
کہین کہ آخر یہ لوگ غیر تہے ذرا سی بات مین برہم ہوگئے اپنے ماں باپ ہوتے
تو اس عیب کو چھپاتے ہر طرح کی بگڑی ہوئی بات کو بناتے زہرہ جبین نے
کہا ہان پہر اب سوا خاموش رہنے کے کیا چارہ ہے مثل مشہور ہے مول کے
بیاہ پیارا ہے چار ناچار سب جلے جلکی بزم گرم اوٹھائین کچھ ہو بچوں کی
اور خاطر داری یہ بات نہ آئیگی وزیرزادی کو بلوا کر کہا کہ بی بی تجھسے تو
وہ صاحبزادی شرماتی ہین بغلین جہانکتی ہین آنکھین چراتی ہین

تم سے نے تکلف ہین تم جاؤ جس طرح مناسب سمجھو اوس طرح
اُس وقت سے ہین سمجھا وکھو جو تم نے کیا اچھا کیا مگر اب ہر وقت
کی چوٹ بیٹھے سی کیا فائدہ دو محل ایک جگہ نہین رہ سکتی جہان وہ دو نو رفیق
رہین وہین یہ دوسرا محل رہے وزیرزادی نے جاکر خورشید گوہر کو پیش کر
خوب آڑی ہاتھون لیا باتون باتون مین قرار واقعی قائل کیا کہا ای میان
چھوٹے عاشق اس عشق پر پھٹکار حقیقت مین عیاش مرد کی بات کا کیا اعتبار
مین سمجھ گئی جانتی تھی جبھی تو اس پارسائی کو نہ مانتی تھی غیرت ہو تو
چلو بھر پانی مین ڈوب مرو ای شاہ صاحب چلتر باز ذرا آنکھ چار کرو
ہو سہے عادت دھوئے دھائے سی جاتی ہے علت نہین جاتی ہی برا کام
تو آپنے کیا شرم بھی آتی ہے شاہزادے نے کہا چلو تمہین تو زبان صاف
کرنیکا موقع پایا بھلا اسکا کیونکر یقین ہوا کہ مینے دوسری طرف عشق
جتایا سچ ہے عورتین ناقص العقل ہوتی ہین اپنی کبھی بات کھوتی ہین
دوسرے کی بھی بات کھوتی ہین علی الخصوص تم تو بیوقوفی کا خاتمہ ہو تمہی تو

آنکھیں بند کر لیں ہیں اور منہ کھول دیا ہے ای بی بی صاحب اگر تمھارے
منہ پر ناک نہوتی تو ضرور گُہ کھاتیں ہیں تو بُری کام میں نہیں پکڑا گیا
مگر تم بیشک پکڑی جاتیں فرض کیا اگر کوئی شخص دوسرا نکاح
کرے تو وہ بُرا کام کہلاتا ہے ایک پر عاشق ہوکے دوسرے پر
عاشق ہونے سے کچھ ذات میں دھبا لگ جاتا ہی یا ہی اندھی کے
آگے رُوئے اپنی آنکھیں کھوئے خدا جانے ایں کیا مصلحت تھی تمھیں
باتیں بنانے کے لیے دست آویز ہو گئی ہیں نے تو بضرورت ایک وقت گانٹھا
تم سب کے نزدیک ایک کو چھوڑ کر دوسرے کا عاشق ہوگیا یا ہم نے جو یہ گُن
پائی جھلا کر اوس صحبت میں آئی خورشید کو ہر یوش سے خطاب کیا
کیوں صاحب تم نے اپنے ساتھ مجھے کیوں خراب کیا وزیر زادی سے
بولی یہ چونٹیوں بھرا کباب تمھیں صاحبوں کو مبارک ہیں نے اس نعمت کو سلام
کیا خدا اس فریبیے سے سمجھے جسنے مجھے دھوکا دیا ملکہ بولی بی بی کوستی کیوں ہو
خواہ تم نے دھوکا کھایا خواہ اوسنے اب تو جو کچھ ہوا اوسپر شاکر ہونا ہیں

اپنے فعل کا اختیار ہے اور ونکو کیا سروکار ہے چاہین ایک کرین چاہین
ہزار کرین بڑی نادان ہین جو اسمین تکرار کرین وہ بولی نہین صاحب
مین اپنے گھر جاتی ہون اب ان باتون مین کب آتی ہون وزیرزادی
بولی بوا یہ تو وہ بات ہوئی ایک بولا اوس شخص کی مان نے خصم کیا کہا
اچھا کیا دوسرا بولا کہ چھوڑ دیا کہا بہت برا کیا گھر بار ہو چکا دنیا ہین
آچکین چلو بیٹھو سسرال سی میکے مین جا چکین پیچ وہی مثل ہے کہ مائی
مغل کی تھری اب کہان جائیگی بھری یہ تو بادشاہون کا کارخانہ ہے
عشق مشک نہین ایک دل لگی کا بہانہ ہے بلکہ یہ تم آئین تھے اور کوئی آتی ہوگی
یہ تو بڑہتی دولت ہے یونہین بڑہتی جائیگی خورشید گوہرپوش کیطرف دیکھکر
بولی ہے ہے یہ رنیڈاپا پھیلا کہ کیسی غٹر غٹر اسن رہی ہو ہاتھون کے طوطے
کیون اوڑگئی لو انکی دلجمعی کرو دیوان خاص کی مجلس خالی ہے وہان لیجاؤ
اور چھاتی پر کوندون دلنا ہو تو ویسا فرماؤ غرض خورشید گوہرپوش نے
قمرطلعت کو بلوا لیا اور اوسی اس مقدمے مین ثالث ٹھرایا اوس مصلحت اندیش نے

بھر نوع اصلاح کی دن پانچین کا ٹھہرا اور رات ملکہ کی ٹھہری پانچین دیوان
خاص کی مجلس آئین سے اٹھہ گئی ملکہ اپنے محل خاص مین سے ہی صبحکو جشن کا اہتمام
ہوا دربار عام ہوا اذن عام ہوا اگلا پچھلی کا اشتہار ہو گیا اسقدر زرخ
جوڑون کی تقسیم ہوئی کہ تمام شہر گلزار ہو گیا امیر امرا غریب غربا شہری
قصباتی چارون طرف سے سمٹ آئے کئی ایلچی بادشاہون کیطرف سے تہنیت
نامے لائے چکلی کا داروغہ بھی کل ارباب نشاط کو لیکر حاضر ہوا عیش کے
اسباب اور عشرت کے سامان کا رنگ ظاہر ہوا ایکبارگی کلاونت
قوال سرود سے رباب بین نواز سرگرم ساز باز ہوئے سازاونکی دمساز ہوئے
اور وہ اہل بزم کے دمساز ہوئے کنچنیان کیا پاتر نیان کیا ڈیرہ دارنیان
سب کی طائفے سب کے سنگتین جمع ہوئین اوسدن تو چوپہ کا بناؤ دیکھا نہ کسی
کبھی سنی تہیں وہ نوجوبنکا نکھار وہ جوبن کا ابھار وہ پوشاکونکی تیاری
وہ ناچگانے کی سرزمین وہ بدقوارہ پن وہ جسم ڈھلے ہوے اور بیارے جہانجی
ہر ناچ گانے کی کا کر سرونی وہ چہرے اوڑھنی کا جل لگائے مسی ملے وہ اون کے

پرانے نخرے وہ بڈہے چوچلے نوجوانین اون بڑہیونکا ڑہ ٹہسّ دیکہکے
ہنستی تہین کیا کیا منہ آتی تہین کیا کیا آوازے کستی تہین سہیڑ والی گہر
تہے یہ اسّی برس کی ریزی نایاب ہین یہ ٹونڈے پہلجہڑ ہونیکے جواب ہین
غرض سات دن تک ناچ رنگ کا جلسہ رہا سبحان اللہ عجب لطف تہا
عجب سمان تہا تماشاگر دپیشہ اور سپاہ نے انعام پایا امتیازیون نے خلعت پائی
خدا کے فضل سے امیدونکی راتین اور مرادون کے دن آئے بادشاہ بہی
بیغم ہوا رعیت بہی بیپین کرنے لگی ہر شخص کی چہل پہل اور چہچہون
قہقہون مین گذرنے لگی

[illegible]

پلا ساقی گل بدن جام گل	کہلا چاہتا ہے اب ایک اور گل
کیا مست دور فرحناک نے	لگی دخت رز جہانکنے تاک نے

لگاوٹ کی چتون ہین دلکش نگاہ ‏ اشارون مین کرتی ہی مستونسی راہ

سمجہ دیکہکر رنگ صحبت ذرا ‏ مبارک ہو یہ جشن ہے دوسرا

چٹکتے ہین غنچے کہلا لالہ زار ‏ ہوئین بلبلین مست آئی بہار

لڑی آنکہہ نرگس کی شمشاد سی ‏ کیا ربط بندی نے آزاد سے

یہان شیشہ و جام مین ربط ہے ‏ نہ اب تاب ہے نے طاقت ضبط ہے

یہ قلقل ہی پیغام عیش و سرور ‏ دم بے حجابی ہے ای ذی شعور

دکہایا جوانون کی صحبت نے رنگ ‏ ادہر سے ہے ترنگ اور ادہر ہے ترنگ

جدہر دیکہیے دید و وا دید ہے ‏ صراحی کے ہین قہقہے عید ہے

نہ ہی محتسب پر سر احتساب ‏ نہ قاضی کا ڈر ہے نہ فکر حساب

یہی وقت ہی جام دے جام بہر ‏ خدا کے لیے اب جو صرفہ نکر

غنیمت ہی یہ ولولہ یہ شباب ‏ یہ صحبت یہ جلسہ یہ دور شراب

خورشید گوہر پوش کو لیے خاص محل اور خورد محل سے قران و ماہ و مشتری تہا
ایک محل جو رتہا اور ایک پری رفیقون کو شاہزادی سے اتحاد جسم و جان تہا

بیگمہ تکو بھی اون صاحبو نسے نہ یہان پردہ تہا نہ وہان تہا ملکہ کا جو اون
عزیزو نسی طلسم مین سامنا ہو چکا تہا لہذا بیٹی کی خاطر سے زہرہ جبین نے
بھی پردہ نکیا المختصر قمر طلعت اور ستارہ کی دونون محلون مین آمد شد تھی
سب سے الفت محبت تھی رات دن چہلین تہین ہنسی دل لگی کی صحبت
تھی ایک شب چاندنی مین تختو نکے چوکے پر ملکہ اور وزیرزادی اور خورشید شاہ
بیٹھا تہا اتفاق سے قمر طلعت یا سریع السیر کیطرح سیر کرتا ہوا آگیا وزیرزادی
اوہ اوہ کرتی بہاگی اور اوٹ کی آڑ مین جا کر چھپ گئی اور اس طرح
گویا ہوئی واہ واہ صاحب یہ آنا عجب طرح کا آنا ہے تمکو یہ بھی نہ معلوم ہوا
کہ یہان پردہ نا ہے انسان جہان جاتا ہے دیکھ بہال کر جاتا ہے اور اتا
تو پکار کر آتا ہے نہ کہ اونٹ کیطرح منہ اوٹھایا اور گھس آئے خدا ایسے
بلڑون کی پرچھائین سے بچائے قمر طلعت نے کہا تم اونٹ سے ڈرتی ہو
اللہ ری پاکدامنی کہ مرد کے سایے سے پرہیز کرتی ہو یہ شعر تمہین سی ہین
یہ چہانولیان نرالی ہین ہمنے ایسی اونٹنیان بہت دیکھ ڈالی ہین

وہ بولی بس کچھ اور اول فول نہ نکالیے مین ایسی ہنسی نہین ہنستی ذرا زبان سنبھالیے خورشید گوہر پوش نے کہا یہ نیا مناظرہ ہے تمنے اوسے اونٹ بنا لیا جب اوسنے جواب دیا تو کھسیانی ہو گئین رو دیا یہ مین نہین ہون جو جی چاہے کہہ لو اب کچھ چپ گو اب کچھ پر نہ کرو یہ کہکر دوڑا اور اوٹ کی آڑ مین سے کھینچ لایا کہا کیون صاحب جب ایک کلمہ توڑنے والا آیا تو آپ نے منہ چھپا یا لو صاحب آپکی عصمت کچھ ملکہ سے بھی سوا ہے جب وہ نہین چھپتین تو تمکو چھپنا کب واہے مجھے اس کانے پر ایسے نفرت ہے آدمی چھپے تو اچھی طرح چھپے نہین کیا ضرورت ہے وزیرزادی نے منہ بنا کر کہا صاحب یہ بھی کچھ ضرور ہے کہ جسکے سامنے ملکہ صاحب آئین مین بھی آؤن وہ تو بیباک ہو گئین ہین مجھے کیا خبط ہے جو بیباک ہو جاؤن ملکہ بولی لو اب میرے اوپر بنہ آئی اب اس طرف طبیعت لہرائی وزیرزادے نے کہا ہان بہائی تمہین اسکو ٹھیک بناؤ کہ یہ شہر کارہ کسی طرح نہین سمجھتی بس تم سمجھاؤ کہ قمر طلعت بولا نہین حضور یہ بہت معقول ہین یہ جو جی چاہین کہین

نے مجھے انکی سب منہ زوریان قبول ہین وہ بولی لو وور یار پہ میر عاشق ہین کہ ساری کڑیان جھیلین گی ہنسی ہنسی مین آبروسی ہاتھ دہوئین گے جان پر کھیلین گے یہان تو آنکھ چار ہوتے ہی کلیجے پر تیر پڑ چکا تھا بس عشق کا نام سنتی ہی دل قابو مین نہ رہا وزیرزادہ بولا کچھ نہ پوچھو مین کون ہون کس بلا مین آکر پہنس گیا آہ کیا کہون یہ کہکر آنکھون مین آنسو بہر لایا عشق صادق کی تاثیر سے وزیرزادی کا بھی کلیجہ منہ کو آیا گویا دو جام لبریز چھلک پڑی ادہر اسکی آنکھون سے اودہر اوسکی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے نظم

عشق کا سامنا جبان ناچار ہوا
تیر غم دو دلونکے پار ہوا

آئی دونون کی دل کہ ہونٹ آئی
دفعتاً منہ پہ زردی چھائی

جذب خاطر سے اہتمام کیے
آہ نے آکے ہوش چوم لیے

دیدو وادیدی اوڑائی ہوش
شکل تصویر رہ گئے خاموش

خورشید کو مہر پوش کی ملکہ کو اور ملکہ نے خورشید کو مہر پوش کو دیکھا یعنی دل لگی دل کی ہین یہ کیا ہو گیا شاہزادی نے وزیرزادی کا

شانہ ہلایا اور شاہزادی نے وزیرزادی کو خواب مدہوشی سے چونکایا
کہا ہائین ہائین باتون باتون مین یہ کیا کیفیت ہوگئی بت کیون بنگئی
چپ کیون لگ گئی اگر وصل وصال کا خیال ہی تو یہ کیا مشکل ہی
یہ کیا محال ہی یہ بھی کیا ہم لوگونکا عشق ہے جسمین آفتین ہون طرحکی
مشکلین ہون ہر طرحکی مصیبتین ہون انہین کچھ دشوار نہین کون سی
مجبوری ہے کس بات پر اختیار نہین یہ تو گھر ہے یہان کس کا ڈر ہی
ملکہ نے وزیرزادی سے کہا کیون خانم صاحب جیسا ہم کہتین ویسی ہی
دیدہ و دانستہ مصیبت مین پھنسین اب اس درد کا مزا پایا اب دل کے لگانیکا
یقین آیا وہ بولی ہان حضور بجا ہے یہ میری نافہمی کی سزا ہی بقول کسی
پیش ازین ہنستے تھی ہم اوپر چور و تماشا کوئی + چوٹ جب دل پر لگی
قدر مصیبت ہوگئی + ملکہ نے کہا تم میری مشاطہ ہو تمہین
مین تمہاری مشاطہ بنونگی خاطر جمع رکھو پھر سب کا اہتمام
کردونگی سب درست دونگی کسطرح کیون دیکھا بھالی

بسم اللہ تشریف لیجائیے بارہ دری خالی ہے آپ وہان جا کر دل بہلائیے
مجھے پہری پر چھوڑ جائیے وزیرزادی بولی حضور نے حرام کیا تھا جو مین حرام
کرون دم بہر کیواسطے کیون نام بدنام کرون ملکہ ہنسی اور کہا تو آپ بہی
نکاح کی امیدوار ہین سلامتی سے وصل حقیقی کی خواستگار ہین بہت اچھا
یہ کون سی بڑی بات ہے کل سا پچق ہے پرسون برات ہے قمر طلعت سے کہا
لیجیے بہائیہ اب آپکی معشوقہ صاحب کو حرام سے انکار ہے حق کی رضی ہین
حلال کا انتظار ہے اب ذرا دم لیجیے دو چار دن صبر کیجیے مین انکو بابا جانکو
رضامند کر لون کل وہ آئین تو اس نسبت کا پیغام دون خدا نے چاہا
تو وہ بہی نہ انکار کرینگی برابر کی نسبت ہے خواہ مخواہ اقرار کرینگی قمر طلعت نے
کہا کچہ حضور کو ستارہ کی بہی خبر ہے اوسکا حال مجہسی بہتر ہے وہ بولی او وہ بہائی
ایک انار اور دو بیمار دو چہریان ایک میان مین دو تیر ایک کمان مین
وہ بولا جی نہین درجہ بدرجہ الفت ہے مجھے انسے اوسی انکی چھوٹی بہن سے
محبت ہے ملکہ بولی اب وقت کا کام ہے یہ البتہ تردد کا مقام ہے

خورشید گوہر پوش نے کہا تردد بیجا ہی ستارا اور قمر طلعت مین فرق کیا ہی یہ بھی
صاحب ارادہ ہی وہ بھی صاحب ارادہ ہی یہ وزیرزادہ ہے وہ رئیس زادہ ہی
وہ نہ عیار بچہ ہی نہ عیار ہی امراے کرسی نشین مین اوسکا بھی شمار ہی اس راہ مین
میرا ساتھہ دیا ہی اوسنے میری خاطر سے یہ پیشہ اختیار کیا ہی امیرزادی
ہر باتکا خیال رکھتی ہین ہر فن مین کمال رکھتی ہین کہ ہم لوگونسے فیض پاتی ہین اہل کمال
اگر ہمسے سیکھہ جاتی ہین اور بالفرض وہ عیار ہی پھر عیار کی کوئی ذات ہی یہ کیا
امر لاطائل ہی یہ کیا واہیات بات ہی مین تو اوسے اپنے پسر کا بھائی جانتا ہون
وزیر لاکہ انکار کرے مین کب مانتا ہون قمر طلعت کی نسبت کا تو حال
ظاہر ہی خیر اب اسمین ہماری خاطر سے بقول سعدی

بنی آدم اعضای یکدیگرند	کہ در آفرینش ز یک جوہرند

شرعا تو یہ نسبت ممنوع نہین عرفا ہو تو ہو صبح کو تم شوق سے دونونکا
پیغام دو اور جو کچھ مینے کہا ہی یہ سب حرف حرف بیان کر دینا جسطرح سے
ہو سکے ہی صاحب کو راضی کر لینا ملکہ نے کہا مین تو کچھ اوٹھا نرکھونگی

سب اونچ نیچ سمجھاوونگی ہر طرح سے کہونگی مگر بیگانی دلپر میرا کیا
اختیار ہے میری ماں باپ میرے مختار تھے وہ ان دونوں کا مختار ہے
خورشید گوہر پوش بولا مین بڑی بڑونکی سعی اوٹھواؤنگا آخر کار بڑی
حضور سے اور حضرت سے کہلواؤنگا ملکہ بولی بہلا صاحب کچھ زبردستی
ہے ہر کسی پر عاشق ہوجانا یہ بھی ان لوگون کی خرمستی ہے وہان
بادشاہ طلسم کی بیٹیونکو لگالائی اور پھر چھوڑکر چلے آئی یہان ان بیچاریونکو
ڈورا ڈالا ایسے ہر دم خیالی مردونکا منہ کالا حضور کونسی نیک پاک ہین
کونسی وضعدار ہین آپ کی بھی یہی وتیرے ہین یہی اطوار ہین کچھ آپنے
مجھے چین سے رکھا کچھ یہ ان دونون کو چین سے رکھینگے چار دن مین
حلال کو چھوڑکر حرام کے لقمے چکھینگے خورشید گوہر پوش بولا لو اور شگوفے
چھوٹنے لگین ہمتو اپنے جاپے سے پھولے توڑنے لگین خدا کے لیے کل کہین
اس اودہیڑ بن مین نہ رہنا بس جتنا سمجھا دیا اتنا ہی کہنا وزیرزادی
بولی پھر کیا کیجیے مردونکا یہی حال ہے جو بات آپ ڈھونڈتی ہین وہ

وہ خواب و خیال ہے ہماری زمانے کے یہی مرد ہین یہ سب سنگدل ہین
سب بے درد ہین چار دنکی زندگی کسی نکسی طرح بسر کرنا ہی آخر انہین
لوگونکے ساتھہ مرنا بھرنا ہے ملکہ نی کہا تو تو مردونکی ندیدی ہے اس طرح
گڑگڑاتی ہی جیسے کسی کی زرخرید ہی ہے وہ بولی حضور ہی نی یہ راہ نکالی ہے
مجھے کبھی آپ نی اپنی پرچھائین ڈالی ہے جینے تو آپکا ساتھہ دیا ہی لونڈی نے
حضور کو دیکھکر یہ سودا کیا ہے ملکہ بولی بھلا ہوا تجھی سودا ہوا تھا مجھی بھی
سودا ہوا دنیا بھیڑیا دھسان ہی ایک بھیڑ کو کنوین مین گرتے دیکھکر سب
گر پڑتی ہین جبھی یہ خرابیان ہوتی ہین جبھی تو بنی ہوئی باتین بگڑتی ہین
وزیرزادی بولی مرد مردون کا اور عورتین عورتون کا ساتھہ دیتی ہین
وہ اپنے مطلب کی سمجھہ لیتی ہین یہ اپنی مطلب کی سمجھہ لیتی ہین خورشید
گوہر پوش نی قمر طلعت سے کہا رات بہت آئی ہی آپ تو اب جائیے آج پہلا دن
ہے بس اسقدر پاؤن نہ پھیلایئے رہجانے مین کچھہ مضائقہ نتھا مگر خیال یہ ہے
کہ صبح کو چرچا ہوگا منظور یہ ہی کسیکو کانون کان نہ معلوم ہو اور یہ معاملہ

طی ہو جاسی ہزار دوست ہین ہزار دشمن ہین کوئی کچھ لگائی بجہائی مگر نی باپذیر سنکی وہ دونون عاشق و معشوق روتی ہوئی اوٹہی اور محزون و مغموم اپنی اپنی جگہہ پر گئی دونونکو اوسی رات کا کاٹنا دشوار ہوا ایک تو اضطرار تہا اور اضطرار ہوا بیتابی خاطر نی تمام رات کانٹون پر لٹایا اسی چین آیا نہ اوسی قرار آیا جب نیند آئی مردم دیدہ نی آنکھ دکہائی یعنی جا دور ہوا اوسکی پاس جا جسکی سونا منظور ہو بیان کرو مین بدلنی سے کام ہی جدائی کی رات مین بہی آرام ہی قمر طلعت کا جب زیادہ سودا اٹہتا تہا تو دل بہلانی کو یہ غزل پڑہتا تہا غزل

خواب کی حسرت ہی دیدۂ بیخواب کو
دیکہ چکی ہین کئی عالم اسباب کو

آگ محبت کی ہی اور دل بیتاب سی
عشق نی اک جا کیا آتش و سیماب کو

چشم سی کہتا ہی غم اشک کا دریا بہا
ضبط سی کہتا ہی دل روک لی سیلاب کو

چاہتا ہون اسی فلک لطف جوانی مٹی
آرزوی برق ہی مزرعۂ شاداب کو

رشتۂ مہر و وفا بال سی باریک ہی
سب پہ مقدم سمجھ خاطر احباب کو

ذرہ نوازی حسن قاف سی تا قاف ہی
چشم حقیقت سی دیکھ مہر جہانتاب کو

کانپ رہی ہے زمین عرش تزلزل میں آ گیا | خاک میں ملتا ہے آج کس دل بیتاب کو
آئے نہ یارب کبھی ہجر صنم کی گھڑی | دن نہو پروانے کو شب نہو سرخاب کو
بند ہے گر میکدہ ہے در توبہ کھلا | یاد کرو اے زکی فاتح الابواب کو

وزیرزادی بگوش دل یہ آواز سنتی تھی اور عین دل پر ہاتھ سر دھنتی تھی

لیل و نہار چرخ سی کام یہاں تمام ہے | کسکو امید صبح ہے کسکو یقین شام ہے
عشق عجب عذاب ہے کام ہر اک خراب ہے | وصل یہاں خواب ہے عیش خیال خام ہے
ہائے غضب کی بات ہے غم سے کہاں نجات ہے | گور کی پہلی رات ہے ہجر کی پہلی شام ہے
بات ہے جو میں درد کی شعر وہ ہے غزل وہ ہے | طرز سخن یہ ہے زکی یہ روش کلام ہے

غرض جب روتے روتے آنکھیں سفید ہو گئیں تو صبح کی سفیدی نے جلوہ دکھایا اوس نور کے ظہور سے گیا ہوا نور آنکھوں میں پھر آیا دونوں نے دوگانہ صبح کا اور دو دو رکعتیں نماز حاجت کی پڑھیں رات کے کٹنے سے اور صبح کے ہونے سے دل بھی بڑھا امیدیں بھی بڑھیں بلکہ بعد بیدار ہونے کے جب اٹھی حضور کو سلام کرنے گئی تو اس مقدمے میں صلاح کی وہ بولیں اچھا تو ہی دستور المعظم کو

بلا بھیجو بات یہ بری نہین شوق سے بات چیت کرو کہو سنو ملکہ نے نواب
ناظر کی معرفت وزیر اعظم کو طلب کیا اور جب وہ آیا تو محل مین بلا لیا یہ تو
اوسکے ہا گووون کی کھلائی ہوئی تہی یہ پردہ بر لے نام تہا بیچ مین ایک
اوٹ کہڑا ہو گیا اودہر ملکہ کرسی زرنگار پہ بیٹھی ادہر وزیر اعظم بیٹھا
ملکہ بولی عمو جان مینے آپکو اسواسطے تکلیف دی ہو کہ بہن خورشید آرا بیگم
اور مہتاب آرا بیگم کی لیکا یک بات تجویز کی ہے مین چاہتی ہون قمر طلعت اور سکندر حشمت
کے ساتھہ ان دونون کی شادی ہو جاے میری نزدیک تو سب طرح سے
بہتر ہے بشرطیکہ آپکی بہی راے مین آئے وزیر بولا قمر طلعت کو تو مین
جانتا ہون سکندر حشمت کا پتا دیجیے ان صاحبزادی کے حسب نسب کی
کیفیت بیان کیجیے وہ بولی سیارہ کا نام سکندر حشمت ہی یہ بہی ہمسایہ
قمر طلعت ہی میری سسرال مین بارہ سو کرسی نشین ہی اوسکا باپ بہی
اوسی سلطنت کا ایک رکن رکین ہے اوسکا فریدون جاہ نام ہے اسکا
سکندر حشمت نام ہی خدا کے فضل سے سب طرح کی حشمت ہی سب طرح کا احتشام ہے

صاحب عالم کی محبت نے اسے بھی گھر سے نکالا بہ مصلحت اور ضرورت وضع بھی بدل ڈالی نام بھی بدل ڈالا چاہیے اونسے بھی یہ کیفیت دریافت کیجیے ہر طرح سے اپنا اطمینان کر لیجیے مین آپ سے زیادہ اسکی چھان بنان کی ہے شب کو اس مقدمے مین بہت گفتگو ہو چکی وزیر اعظم نے کہا شہزادی ان غلام زادیونکا حضور کو اختیار ہے خانہ زاد بہر صورت فرمانبردار ہے غلام بھی چاہتا ہے کہ بار سے سبکدوش ہو جاے اور جسطرح سے ہو اس مصیبت سے نجات پائے زندگی کا کچھ اعتبار نہین مرنے جینے پر اختیار نہین یہ فرض ہے اسکے ادا کرنے مین تعجیل بجا ہے ذرا غفلت ہوئی پھر قضا ہے خانہ زاد اب لب گور ہے مگر تقدیر سے کیا زور ہے قمر طلعت کا تو معاملہ صاف ہے لیکن دوسری نسبت مین جلدی کرنا مصلحت کی خلاف ہے ملکہ نے کہا نہین دو ایک دن کی مہلت ہے تحقیق کر لینے مین کیا قباحت ہے غرض بعد گفت و شنود وزیر رخصت ہوا اور ملکہ نے خورشید گوہر پوش سے آکر اس ذکر کا اعادہ کیا شاہزادہ بولا معلوم ہوا جس نسبت مین ہمین اصرار ہے سمدھی صاحب کو

اوس سے انکار ہی خیر کہان جاتی ہین دیکھو آج ہی راہ پر آتی ہین کہکر
پوشاک مانگی سواری مانگی دربار مین گیا اور بادشاہ سے کہلوا کر وزیر کو
راضی کر لیا کوئی حجت اوٹھا نرکھی دن اور تاریخ بہی ٹھرا دی جھٹ پٹ
بیاہ برات کا سامان کیا ہاتھو نپر سرسون جما کر دیکھنے والونکو حیران کیا
ساتھ ہی دونون کو مانجے بٹھا دیا ساتھ ہی دونونکو بیاہ لایا رفیقونکی
بہی خانہ آبادی ہوئی دوہرے لطف ہوئے دوہری شادی ہوئی
عاشق معشوق یکجا ہوئے فرائض حلال ادا ہوئے

ہوئے جمع عشرت کی اسباب کل	وہ ایک ایک بلبل وہ ایک ایک گل
مزا چہچہون قہقہون کا ملا	اِدہر نوک ڈوبی اودہر گل کہلا
بہار جوانی کا اظہار تہا	عجب باغ تہا طرفہ گلزار تہا
محبت کی باتین محبت کی ذکر	نہ صیاد کا ڈر نہ گلچین کی فکر
دل آویز تہی عشق کی تخت گاہ	مصاحب اور آقا تہی نوشاہ و شاہ
شب و روز شادی تہی گنج و ملبس	وہ خلوت وہ جلوت وہ صحبت وہ عیش

زبردستیون پر سر دست تھی ۔ وہ تینون کی تینون غرض مست تھی

لگا کان اے ساقی خوش عمل ۔ سناتا ہون ایک عبرت افزا غزل

رخ و زلف پر جان کہو یا کیا ۔ اندھیرے اوجالے مین رو یا کیا

کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر ۔ مین جاگا کیا بخت سو یا کیا

پڑا غم کے کہانے کا جسکو مزا ۔ وہ اشکون سے منہ اپنا دہو یا کیا

سبہون کو باتون کی حسرت رہی ۔ خدا نے بتون کو نہ گو یا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی ۔ مجھے دل کنوئین مین ڈبو یا کیا

مجھے بھی مناسب ہے اسکا جواب ۔ بس اب چند اشعار پڑہو لا جواب

وہ افسانۂ خواب نوشین سنا | کہ یاروں نے ہو وقت دو نیم شب
اوسے سنکے میں جان کھو یا کروں | ہمیشہ تصور میں رویا کروں
نظر آئے کیفیت انقلاب | بنے چشم تر جام آنسو شراب
سہوں رنج دور فلک سے پیے | پیوں خون کے گھونٹ پیکر وہ مے
کبھی مثل شیشے کے روؤں ہچکیاں | کبھی دُر فشاں ہوں کبھی خونفشاں
یہ مستی کہ غفلت کا اسباب ہے | عجب ہوشیاری عجب خواب ہے

معبران خواب پر ہول حسرت و پریشانی مخبران کیفیت دلہای صاد و غم
حیرت و سرگردانی راویان روایات غم و الم حاکیان حکایات گریہ
و ماتم اس ماجرای خفتہ بختی و ناکامی کو با دل پردرد و آہ سرد یوں
بیان کرتے ہیں کہ چند روز اون عاشقوں نے اپنے معشوقوں کے
ساتھہ بسر کی آخر سپہر حسد پیشہ نے اس عیش و عشرت پر نظر کی بجائے خود
نیلا پیلا ہوا یعنی رشک تفرقہ اندازی سے پیلا ہوا ایک شب خورشید
کو ہمہ وش بعالم خواب اپنی دار السلطنت میں گیا اور بربادی اور تباہی

اوسکی دیکھکر بہت پریشان ہوا کیا دیکھتا ہے کہ تمام شہر غمخانہ ہے
ہر بستی مین ویرانہ ہے دروازے بند ہین صدائین آہ و شیونکی
بلند ہین سب چھوٹے بڑے سیہ پوش ہین دنیا کا شور ہے ماتم کے جوش ہین
گلیان سنسان ہین آئینہ در و دیوار پریشان ہین بازارون مین ہر مال پڑا ہے
خریدار ہے نہ دلال ہے چاندنی چوک مین کتنے لوٹے سی ہین جو کپیارونکی
آنکھونسے آنسوؤن کے دریا بہے ہین بزازہ صرافہ چاندنی بازار جوہری بازار
سب بند ہے بادشاہ کے دردمند ہونے سے کل رعایا دردمند ہے
نانبائیون کے تنور اور حلوائیون کی بھٹیان سرد ہین لوگون کے
غم کھانے سے اسباب گرم بازاری گرد و برد ہین دیوان خاص مین کوئی
دربار ہی ہے نہ مجرائی ہے در و دیوار پر اوداسی چھائی ہے ہر ستون
بد آہ ہے ہر روزن چشم دادخواہ ہے محرابین بار الم سے خمیدہ ہین
در پردون کے تار تار ہونے سے گریبان دریدہ ہین شیشہ آلات بھی چور ہے
ہر شیشہ سنگ حوادث سے چور ہے سامان تکلف خاک بسر ہین

جھاڑ شگل کی جھاڑیون سے بتّر ہین جھاڑ جھلمگی ہین نہ ہانڈیان جگمگی ہین
آئینون کی آنکھین چھت سے لگی ہین ہر کنول بجھا ہوا کنول
سے بے روشنی دیکھنے والا آنکھون سے اوجھل ہے فرش چین بچھین ہے
قالین اوسلٹے پڑے ہین پہرے والے بشکل تصویر سکوت مین کھڑے ہین
پایئن باغ مین خزان کے سامان ہین بلبلون کی زبان پر مرثیہ ہے
مصیبت کے بیان ہین سنبل پریشان حال ہی سبزہ پایمال ہے
گل بیرنگ ہین غنچے دل تنگ ہین سوسن سوگوار ہی داؤدی عزادا
ہی یاسمین بھی پژمردگی مین مشل یاسمن ہی نہ بو باس ہی نہ رنگ
و روغن ہی لالے کے جگر مین داغ ہی دل مین درد ہی گیندے کا
منہ خشک ہی رنگ زرد ہے نرگس کو حیرت ہی سرو و شمشاد کو سکتا ہے
ہر مرغ چمن مرغ نیم بسمل سا پھڑکتا ہی نہال سوکھکر کانٹا
ہوگئے ہین پھول لٹے ہین نہ پھلتے ہین ٹہنیان سر دھنتی ہین پتّے
کف افسوس ملتی ہین نہرین چشم پرآب ہین حوض مین ولیل اضطراب مین

محلات شاہی مین صاحبات محل کی جانون پر بنی ہی نوحہ خوانی ہی سینہ زنی
سے ایک کہہ رہی ہی ہای میری گود کا پالا ایک کہہ رہی ہی ہای میرا گیسوون والا
ایک کا بیان ہی ہی ہی میرا خوزادہ ایک کی زبان پر ہی ہی ہی میرا شہزادہ
مان دیوارون سے سر ٹکرا رہی ہی کبھی روتے روتے بیہوش ہو جاتی ہے
کبھی ہوش مین آتی ہی ہر مرتبہ یہ بین ہین ہی ہی میرا کڑیل جوان ہی ہی
میرا پیارا مان اری میرے یوسف کو کس کوین مین گرا دیا اری میرے آفتاب کو
کس بادل مین چھپا دیا ہای میرا نازون کا پالا کہان گیا ہای میرے گھر کا
اوجالا کہان گیا ہای میری آنکھون کا تارا ہای میری ضعیفی کا سہارا ہاے
کس جنگل کو چھانون کس دشت کی خاک اوڑاؤن ہای اپنے لاڈلے کو
اپنے پیارے کو کیونکر پاؤن صاحبو ذرا سمنے تک جاؤ میرے بچے
کی خبر لاؤ اری کوئی دیکھو صاحبزادے شکار کھیل کر آئے شکارگاہ سے
دریا نہانے گئے ہین آنسو بہتے لا سکے ہی ہای مین [illegible] کر رو رہی تھی ہی ہای مین
اسلئے منع کر رہی تھی کیا جانی میرا لال کدھر نکل گیا کیا جانے میرے [illegible] کو

کون چھلاوا چھل گیا ہی ہی مینّا بندی کی جان پر کیسی بن گئی ہی ہی گھر سے
جنگل کی راہ لی یہ کیا وہ پھر ٹھن گئی ہای بیٹا کبھی پالنے والی کی یاد نہ آئی
ہای بیٹا کبھی خواب مین بھی صورت نہ دکھائی شاہزادی نے بیچ مین
سنکے منہ آنسوون سے دھویا یعنے عالم رویا مین بہت رویا بلکہ پہلو
مین سو رہی تھی اوسنے جو ہچکیون کی آواز سنی تو گھبرا گئی شانہ ہلا کر
بیدار کیا اور اس کیفیت کا استفسار کیا خورشید گوہر پوش نے کہا
کیا کہون مین اک خواب پریشان دیکھکر پریشان ہون میری ماں بیچاری
میری جدائی مین برا حال ہی ملکہ بولی صاحب یہ خواب و خیال ہی
وہ بولا بھلا کہین ایسے خواب جھوٹے ہوتے ہین حقیقت مین میری
چاہنے والے میری فرقت مین جان کھوتے ہین ای مجھ کمبخت پہ
کبھی بھولے سے اونھین یاد نکیا تمہارے عشق مین ایسا بیہوش ہوا
کسی کا نام نہ لیا اس وقت دل کے ٹکڑے ہو رہے ہین ابھی مین کہتا ہی تھا
تمہا کہ اپنے بیگانے سب رو رہے ہین یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا

آپ بھی رویا اور ملکہ کو بھی رولایا باری واریوں نے زہرہ جبین کو جا کر
یہ وردی سنائی وہ بھی گھبرائی ہوئی آئی داماد کو چھاتی سے لگا کر
بولی کیون واری کیا ہی صدقے گئی یہ رونا کیسا ہی ہی میرے بچے کو
کسنے رولایا واری گئی کیا یاد آیا ملکہ نے کہا ابھی اپنے ماں باپ خواب مین
دیکھا ہی بس اوسی کا رونا ہی اور کیا ہی زہرہ جبین بولی ہی ہی سچ ہے
عزیزون کی جدائی قیامت ہی علی الخصوص جو کبھی نہ چھوٹا ہو اوسکا
چھوٹنا اور آفت ہی اول تو یہ صاحبزادے کبھی گھر سے نہیں نکلے اور نکلے
تو اسطرح نکلے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہیں عجیب طرح کا تفرقہ پڑا ہی
یہ کہین ہین عزیز واقربا کہین سلامتی ہو انکی جان کی ماں باپ کو
کیا معلوم کہ انکا کیا حال ہی حق تو یہ ہی کہ اسحالت مین صبر کا آنا محال
ہی بیٹی ہو یا بیٹا انسان اپنے کلیجے پہ ہاتھ رکھکر دیکھے سچ ہے وہ بیچارے
پال پوس کر یا یوں ہو گئے میان تمنے بھی تو کان مین تیل ڈال لیا اپنی
خیر و عافیت سے بھی اون غریبوں کو آگاہ نکیا خیر اب خدا انکو ملا

اون صاحبون کو تمھارا حال تو معلوم ہو خورشید گوہر پوش بولی کہ نہین
مین آپ جاؤن گا پھر راہ کی صعوبتین اوٹھاؤن گا زہرہ جبین بولی
واری مین سو کہتی نہین تم بھی جاؤ اپنی بی بی کو بھی لیجاؤ اچھا تو ہے
مان باپ کو بھی صورت دکھا آؤ صبح کو اپنے خسر سے بھی رخصت ہو لو
اب اتنی رات جبین سے سو رہو بیٹھو ہنسو بولو غرض ساس نندا کو سمجھا کر
اپنے مقام پہ پلٹ گئی یہان اونہی رات آنکھون مین کٹ گئی صبح کو
یہ حال سنکے قمر طلعت اور ستارہ بھی آئے وزیر بھی آیا بادشاہ نے
شاہزادے کو بھی بلوایا معبرون کو بھی بلوایا کہا اس خواب کی تعبیر کیا ہی
عرض کی سب نے یہ خواب بہت اچھا ہے پیر و مرشد خواب وہ آئینہ ہی جسمین
شکل عکس نظر آتی ہی حضور یہ وہ صنعت مقلوب کل ہی کہ سیدھی
بات اولٹی ہو جاتی ہی اسکی تعبیر یہ ہی کہ عزیز و قریب صاحب عالم کے
یہان آئین گے رونے کے عوض ہنسین گے تکلیف کے بدلے راحت
اوٹھائین گے خورشید گوہر پوش نے کہا بمقتضائے مصلحت نہ کہو

یہ کلیہ نہین کہ ہر خواب کی تعبیر اولٹی ہو جسکی تعبیر راست بہت ہوتی ہی
اوسے رویای صادقہ کہتے ہین ناتجربہ کار اور ناواقف آیات و اخبار
غفلت مین رہتے ہین سورۂ یوسف مین بھی بیان خواب ہی اوسمین
کونسا انقلاب ہی جو کچھ کہ دیکھا ہو وہی ہوا یہ بھی اوسی طرح کا خواب
ہی اسواسطے طبیعت کو اضطراب ہی اگر اب مین جانے مین دیر لگاونگا
تو اون لوگون کو زندہ نپاؤن گا یاقوت شاہ نے کہا اچھا یہی سہی
جو بات تمنے کہی مگر یہ تو کہو جانے کی کون راہ ہی العظمۃ للہ بعد المشرقین
ہی مسافت جانکاہ ہی فرسخونکا حساب نہ منزلون کا شمار وہ دریا ہولناک
وہ پہاڑ دشوار گذار دنیا کا ایک کنارہ ہی ایک وہ کنارہ مقام محجوبی مین
کیا اختیار دردلا علاج کا کیا چارہ اور تمہارا آجانا قضیۂ اتفاقیہ تھا
اگر کوئی اسکی نظیر دے تو اسکا اعتبار کیا شاذ کا معتبر ہونا معلوم
سنا نہین النادر کالمعدوم خورشید گوہر پوش نے کہا خداوند عالم
قادر و توانا ہی اپنا جس طرحکا آنا ہی اوسی طرح کا جانا ہی سامع الدعا

دعائے عالم اضطرار سن لے گا جس خدا نے یہاں پونہچا دیا ہی وہی پھر وہان پونہچاوے گا یاقوت شاہ نے کہا بابا تمھین اختیار ہی ہمین تمہاری تکلیف ناگوار ہی غرض یہان سے بھی رخصت اجمالی مل گئی گھبرا کر شاہزادے نے بجائے خود فکر کی زانوی تفکر پر سر جھکایا وقت مشکل پھر شاہ صاحب کا دھیان آیا نام لینے کی دیر تھی کہ وہ مرشد کامل موجود تھے بعد ذوق شوق ہر طرح کے ذکر و اذکار ہوے جب عزیمت وطن کا ذکر آیا تو شاہ صاحب نے سر ہلایا کہا حسن عشق سے فرصت پائی گھر کی یاد آئی بھلا صاحب تنہا جائیے گا یا حشم خدم دکھائیے گا برسون میں پہونچنا منظور ہی تو کچھ ساتھ لیجیے اور تعجیل ہی تو بطور خود ارادہ کیجیے خورشید گوہر پوش نے کہا جلد پہونچنے کی سبیل بتائیے ہان جیسے حضرت ارشاد فرمائیے شاہ صاحب بولے آپ کے چاہنے والے آپ کو چھوڑ دینگے وابستہ دامن فاقت سے منھ موڑینگے قطعہ اور سیاروں نے کہا حاشا حضور تنہا جانے کا نام لین پھر دیکھیں تماشا

سبحان اللہ کیا انصاف ہی جو لوگ اپنے ساتھ مصیبت اوٹھائین
جب زمانہ راحت کا آئے تو وہ چھوٹ جائین علی الخصوص ہمین تو نہ دعوی رفاقت
ہی نہ وطن کی محبت ہی خیر مجذوب ہی یا سالک ہی سب کا خدا مالک ہی
آپ تشریف لیجائین ہم لوگ جائین یا نجائین مگر ملکہ صاحب سے تو رخصت
ہو آئین ہنوز سخن در دہان تھا کہ نواب ناظر نے آکر مجرا کیا شاہ صاحب
کی طرف دیکھکر بولا کہ چھوٹی حضور نے آپ کو تسلیم کہی ہی اور بڑی حضور
نے سلام کہا ہی اور خورشید گوہر پوش سے بولا ذرا محل مین تشریف
لیچلیے وہان عجب طرح کا ہلڑ ہو رہا ہی پیر مرد نے کہا لیجے پہلے محل مین
ہو آئیے پھر کہین آئیے جائیے شاہزادہ محل مین گیا ملکہ مہ جبین نے کہا
مین نے سنا ہی کہ آپ کا عزم بالجزم ہو گیا بسلامتی سے تن تنہا
خیر مجھپر توجہ فرمائیے گا یا نفرمائیے گا یہ تو کہیے اپنی پری صاحب کو
کسکے پاس چھوڑ جائیے گا یہان تو سوت سوتیلون کا کارخانہ ہی دشمنونکا
زمانہ ہی معشوقہ خاص کو کمر سے باندھ لیجے پھر کہین آنے جانے کا

ارادہ سمجھے خورشید کو مہرپوش نے کہا جی ایک کو ہنساؤن ایک کو
رولاؤن لو سی ساتھ لیجاؤن تمھین چھوڑ جاؤن یہ کیون نہین کہتین کہ مجھے اپنے
مان باپ کی جدائی گوارا نہین وہی پیاری ہین اور کوئی پیارا نہین ملکہ
بولی جی آپنے اصرار کیا مین سنے انکار کیا ذرا ادھر دیکھیے ادھر یہ خفت
میرے سر آنکھون پر وہ بولا مجھے تمھارے مان باپ کے ملال کا خیال تھا
اس وجہ سے تمھارے آنے جانے کے باب مین کچھ نہین کہا اچھا اب کیا
گفتگو ہی یہ تو میری عین آرزو ہی ملکہ زہرہ جبین سے پوچھا کیون حضور
آپ انکی رخصت پر راضی ہین حضرت کی رضامندی ہی مجھے تو صاحبون کے
حکم کی پابندی ہی وہ بولی میان فقیر بادشاہ کسی نے بھی بیٹی کو بٹھایا ہے
مین نے انکا گھر بسایا ہی یا اپنا گھر بسایا ہی جب بیٹی کو بیاہ دیا پھر اوسکا
شوہر مختار ہی انکا تمپر دعوی ہی تمکو انپر اختیار ہی ہم لوگون سے کیا پوچھتے ہو
جو کچھ کرنا ہو انھین سے کہو جہان چاہو بٹھاؤ جہان چاہو لیجاؤ غرض
یہان ملکہ اور شاہزادے مین تقریر ہوئی وہان وزیرزادی قمرطلعت کی

گریبانگیر ہوئی آخر کار جب گفتگوؤن کا طول ہوا تو شاہ صاحب نے
خورشید گوہر پوش سے کہا میان دنیاداری مین تجرد کیسا پابندی مین
آزادی کہان اچھا ان صاحبونکو بھی ساتھ لے لو اب جیسی پڑے ویسی جھیلو
تنہائی مین مصلحت تھی حکمت تھی کہ بعمل طی الارض پہونچ جاتے
مرحلۂ دشوار گذار پیش نہ آتی اب عورتون کی ہمراہی ہی اس عمل کی
مناہی ہی مرشد نے کہدیا ہی کہ حد فقر سے نگذرنا عورتونپر اس عمل کا قصہ نکہنا
خیر اب ایک اور سبیل ہی یہ بھی گویا طی الارض کی دلیل ہی اون بائیون سے
کہدو کہ مردانی سواری منگوائین اور مردانے لباس مین
آئین ہیں جو شاہ صاحب نے فرمایا اوسی صلاح کی قرار پایا

رخصت ہونا شاہزادۂ والا شان کا بہارستان بہشت نشان [illegible]

عزیمت ہے رندوں کی ساقی بہوش
پلا جام رخصت دم نای و نوش

نہ دست کرم اور دم پھر رُکے
کہ یاران صحبت کمر کس چکے

روارو کا عالم ہے رحلت کا عزم
کہان پھر یہ مجلس کہان پھر یہ بزم

پریشان ہین دل منتشر ہمنشین
زمانے کی گردش سے راحت نہین

شرابی ہے دنیا ہین انجام کار
سے پینے نشہ لازم ہے رنج خمار

طلاطم ہین کشتی تو تھا منا
غضب ہے تباہی کا ہے سامنا

دم کوچ بھی کہہ دے اے باکرم
کہ دل ہین صراحی و ساغر بہم

لبالب ہو پیمانۂ آرزو
خم بادہ ہو دست بوس سبو

نہ ہے دورِ مستی نہ وقتِ سماع
پڑھے آ کے پیر مغان الوداع

قاطعان بادیۂ فرحت و سرور رہروان طریق بہجت و سرور جادہ پیمایان منازل کامرانی قدم کشایان مراحل شادمانی یعنی جویندگان طریق خوش بیانی و پویندگان جادۂ شیرین زبانی اس سفر گذشت کو بنعم بیان یون

کرتے ہین

یون جلوہ گر کرتے ہین کہ جب تجویز شاہ صاحب بالاتفاق روانگی ٹھہر گئی
دن اہتمام سفر مین گذر گیا رات ایک ایک سے رخصت ہوتے ہین
گذر گئی قریب صبح منہ اندھیرے ساتون مسافر آمادہ ہو کر سوار ہوے
گویا سبعہ سیارہ نمودار ہوئے شاہ صاحب کو بھی ایک راہوار سبک رفتار پر
سوار کیا اور جو اوس مرشد کامل نے کہا وہ مسلک اختیار کیا چلنے والے
چلے دیکھنے والون نے ہاتھ ملے صدمۂ مفارقت سے عزیز و قریب با
اشک فشان ہوئے مسافر روان ہوئے یا آنسو روان ہوئے نکلے
سے نکل کر آفتاب کو پشت پر لیا اور راہی ہوئے آبادی سے نکل کر
جنگل مین پہنچے وہ صحرا تھا یا عدم کا صحرا ای وحشت انگیز تھا وہ بیابان
تھا یا عرصۂ رستخیز تھا چار دن اوس مرحلہ اور جنگل کے طے کیے
پانچوین دن وہ پہاڑ دکھائی دیے وہ پہاڑ تھے یا شاید ہیبت دیو پیکر
جڑ اونکی زمین مین اور چوٹی اونکی آسمان پر اون کے درمیان کی
حد فاصل تھی آمد و رفت کی نہایت دقت او مشکل آتی تھی غرض پہونچنا اونکا

برابر جانا غیر ممکن تھا اندھیری کی کیفیت تھی کہ وہان رات تھی اور
جگہہ دن تھا اوس کوہ دو پیکر کے اتصال سے متردد راہ غربت حیران
ہوئے اور وہ تنگنا سے دیکھکر بہت پریشان ہوئے شاہ صاحب بولے
اس پہاڑ کو جوزا کوہ کہتے ہین بنی جان پردہ قاف کے اکثر اسکے
دامن مین رہتے ہین اسکے اوس طرف دریاے عمان کی لنگرگاہ ہی
وہان سے ملک ہرنگار کی سیدھی راہ ہی انشاء اللہ جہاز پہ سوار ہوئے
اور سیدھے وطن پونہچے اب کچھ فکر کی جگہ ہی نہ تردد کا مقام ہی بشرط
باد مراد ایک چلے مین یہ چلہ تمام ہی مگر عجب قدرت خداوند تعالے ہی
دنکو اس راہ مین اندھیرا ہی رات کو اوجالا یہ جو جڑی بوٹیان نظر آتی ہین
شبکو یہی شمع و چراغ بنجاتی ہین حاصل اس بیان سے یہ ہی
کہ اتنا دن اوس رستے مین دم لو بعد عصر مین روشنی مین نکل چلو
یہان تو اتباع حکم تھا پس جو شاہ صاحب نے فرمایا اوسپر عمل کیا ابیات

کیا نا گہان چرخ نے انقلاب	ڈھلا دن چھپی طلعت آفتاب

ہوئی محفل افسردہ گردون شفق	کہے تو کھلے گل طبق در طبق
پہاڑون نے پائی تجلی طور	وہ پھولون کی ضو بوٹیون کا وہ نور
زمین پر نظر آئی تارون کی صف	چراغان ہوا ہر جگہ ہر طرف

وہ تنگنائی ظلمت اوس روشنی سے ایسی روشن ہوئی کہ چونٹی تک
زمین کی نظر آنے لگی ان مسافرون نے نماز عشا کی نماز پڑھی اور کچھ
دعوت عشا کی گھوڑے وہین چھوڑے پیروی پامردی کی یعنی
پیدل ہو کر رہ نوردی کی راتون رات وہ مرحلہ سر ہوا صبح ہوتے
لنگرگاہ مین گذر ہوا دریا کے شور نے کان کھولے آدمیون کی آہٹ
پا کر ترائی کے جانور بولے پانی کی طغیانی نے نوح کا طوفان یاد
دلوایا موجون کو گرداب سے اور گرداب کو موجون سے دست و گریبان
پایا جہازون کا جھومنا دیکھکر دل لہرائے مستولون پر پھریرے نشانون کے
اوڑتے نظر آئے اتفاق سے ایک جہاز کا سمت مشرق لنگر اوٹھا چاہتا تھا
شاہ صاحب نے ان سبکا بھی نول ہدیا بس ان لوگونکو کب آلی پہچ

سوار کیا اور آپ رخصت ہو کر تجر واختیار کیا ادھر لنگر اوٹھا بادبان
کھلا وہ راہوار دریائی ایک مرتبہ گرم رفتاری پر تلا جزر و مد نے آکر
استقبال کیا جس وقت وہ مرکب بڑھا خورشید گوہر پوش نے
آسمان کی طرف دیکھکر یہ شعر پڑھا

درین سیاہی دریا بیان طوفان شور افزا	دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

دو دن تک تو باد مراد رہی تیسرے دن ہوا خلاف ہو گئی مرکب طوفانی ہوا
سامان تباہی و پریشانی ہوا معلم بھی گھبرایا ناخدا بھی گھبرایا نہ اوسے
کچھہ بن آیا نہ اسے کچھ بن آیا جاشووں نے شور کیا لنگر ڈالدیے
شہرلی کو گرادیا جہاز کروٹین لینے لگا موجہ مستول کو شکستہ دینے لگا
مسافرون کو طرح طرح کی صدمے اندیشے گذرنے لگے بلک بلک کر
دعائین کرنے لگے خورشید گوہر پوش نے قمر طلعت سے کہا عافیت
مین فتور ہے دیکھا چاہیے اب تقدیر کو کیا منظور ہے آسمان فی عین
محمد ھارہین شادی اسشب ویرانہ ہے نہ آبادی غرض وہ طوفان کھاکر

کشتی نشینوں کا دل اولٹ گیا جہاز کا بھی اس صدمے سے سینہ پھٹ گیا
تختہ تختہ جدا ہو گیا گویا شیرازہ اجزای بدن کا وا ہو گیا شناوروں کے
ہاتھ پاون پھول گئے اوس طلاطم مین پڑ کر ساری شناوری بھول گئے
ہر ایک اپنی تباہی پر آنسو بہانے لگا ہر شخص غوطے کھانے لگا کوئی
ڈوب کر اوبھرا کوئی تہ نشین ہوا کسی کو نہنگ نے سوسمار نے زیر حلق کیا
کسی کو بھنور نے چکر دے کر بٹھا دیا بعضے ہول سے پہلے از طوفان
بیجان ہو کر رہ گئے بعضے اون ٹوٹے ہوے تختوں پر کہیں سے کہیں بہ گئے
شاہزادے کے ہمراہیوں کا یہ حال ہوا کہ ہر ایک تختی پر چڑھا اور بہ نکلا
ایک تختے پر یہ بھی جو بچے تھپیڑوں نے کیسی حالت میں ... کہیں

در پے جور و ستم چرخ جفا کار ہوا	آفت و صدمۂ شور و غم طوفان کا ہوا
پھر نئی جان پہ پھر آفت نئی آئی	پھر وہ صدمۂ جدائی کی گھڑی لائی
اہل دل مورد آفت ہیں خدا جانے کیوں	رنج و غم نصیب عاشق کو ہمیشہ کیوں ہیں

شوق دیدہ بیگم کو بہر نوع ملکہ کا نام سے یاد کرتا تھا تو طاقت اور صبر یار

وزیرزادیون کے لئے اشکبار ہوتا تھا اودھر وہ چارون عورتین گرفتار
بلا تھین نئی مصیبت مین مبتلا تھین کبھی گریہ وزاری تھی کبھی سکوت تھا
وہ تختہ اون مردہ دلون کے حق مین گویا تختۂ تابوت تھا انھین اپنے ڈوبنے کا
نہ اونھین اپنے ڈوبنے کا ملال اتھا عاشقونکو معشوقونکا اور معشوقونکو عاشقونکا خیال تھا

نہ طلسم ہے اے ساقی مہ لقا
نہ ہی نوشدارو نہ آب بقا

فتوح خوار گرداب آفت مین ہین
خبر لے کہ یہ کشتی مصیبت مین ہین

فلک نے پہنسایا ہے منجدھار مین
ڈبویا ہے دریای زخار مین

اوٹھائی یہ فتنہ وقت خمار
کہ ہستی مین دو پیچ نہ انجام کار

بڑا فتنہ آٹھا ڈوب جا ہمین
وہ تدبیر کر رند غوطے نہ کھامین

یہ ہیں بیچ میں اور گرداب ہے	ہجوم بلا دور گرداب ہے
کہاں جوشش موج اور کہاں جوش آب	پریشاں جو جیسے ہیں بیدل حباب
نہیں جز ترے اب کوئی ناخدا	دم دستگیری ہے اے ناخدا
یہ طوفاں یہ جز رو مد تاب کے	لگا دے کنارے پہ کشتی مرے

کشتی نشستگان محیط طلاقت و روانی مرکب سواران دریای تیز زبانی معلمان بحر فصاحت ناخدایان فلک بلاغت بسم اللہ مجریہا خوانان سفینۂ فسانۂ کہن کشتی کاغذ رانندگان بحر سخن جہاز اس احوال شوریدہ آل کا قلزم بیان میں اس آب و تاب سے رواں کرتے ہیں کہ جب پھر وہ دونوں رفیق تھے اور شاہزادہ تنہا سا تو بیڑا ون وہ تختہ ایک پہاڑ کے تلے جا لگا پنج گرہ میں جو درخت تھے اونکی ٹہنیاں پانی میں لٹکتی تھیں گو یاں تہا ہی جو سنکے آنکی ا انکی تھیں آفت سے کہا سے اون ٹہنیوں کو سہارے پہاڑ پر گئے کہ یا ت دن ہی بخیر و خواب تھی خستگی میں پہونچی بیخود کر کے کے غسل طہارت [illegible] الہی سو لا آکر شکر کی بجا [illegible] ہوش آیا

خورشید کو ہر پوش نے آنکھیں ملکر سر اوٹھایا اور یہ مطلع پڑھکر آنسو بھر لایا

رسیدہ ایم بجائی کہ کس نرسد | باوج بیکسی ما پہما نرسد

قمر طلعت نے بھی شکوہ انقلاب کیا اور آسمان سے اس طرح خطاب کیا

تو ظلم کردی و خواہم ترا بسر آید | خدا کند کہ بفریاد من خدا رسد

سیار نے کہا اس سے کیا فائدہ جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا شکر کرو آفت سے چھوٹے

ہرچہ شد زیادہ آدم ہرچہ آید بگذرد | ہوا اگر آسمان کو دشمنی ہے دنیا گذشتنی ہے

اور مصیبت دنیا بھی گذشتنی خورشید کو ہر پوش نے کہا بھائی مین
اپنی مصیبت پہ نہین روتا ہون ہای ملکہ مہ جبین کی مفارقت مین
جان کھوتا ہون خدا جانے اوسپر کیا گذری بچی یا ڈوب گئی یہ کہتے
ہی اوسپر قابو نہ رہا بی اختیار کلیجا ہاتھون سے تھام کر کہا

چھوٹ جائین غم کے ہاتھون سے جو نکلے دم کہین | خاک ایسی زندگی پر تم کہین اور ہم کہین

سیار بولا اللہ قادر ہے اوسکی رحمت کا حال ظاہر ہے مسبب الاسباب نے
اوس بیڑے کو بھی سفینہ الا ہوگا جس طرح ہمکو اس طوفان سے نکالا

اسی طرح اونکو بھی نکالا ہوگا وہ جامع المتفرقین ہی اوسکی عنایت سے
پھر ملنیکا بھی یقین ہی احتمال سے پیارے اون دونون کو سمجھایا اور
باتون مین لگا کر آگے بڑھا یا چند قدم آگے بڑھے تو کیا دیکھتے ہین کہ
اک تختہ زمردین ہی گویا نمونہ بہشت برین وہ ہری ہری دوب ہی
یا سبزہ روی محبوب ہی ہر شجر اہل جنت کی طرح حلہ پوش ہی ملاحت کا
شور ہی لطافت کا جوش ہی ہر جڑی بوٹی زمرد کا آویزہ ہی خوردہ مینا سے
چو سنگریزہ ہی زمین آسمان کی ہمسری بلکہ برتری مین اوس سے
بہتر ہی اوس سرزمین کی طرفہ تاثیر ہی جو طائر ہی طوطی نظیر ہی صانع قدرت
کی عجب صناعی ہی ہر مرغ خوش الحان کی زبان پر یہ رباعی ہے

غنچون مین ہو گلون مین رعنائی ہی — سبزہ کیفی ہی سرو مینائی ہی
اس کی قدرت کا تماشا دیکھو — ہی آنکھ وہی جسمین کہ بینائی ہی

سامنے ایک چشمہ چشمہ خضر کا جواب ہی جس سے آب حیوان کو حجاب ہے
اوس مین کسی چیز کی آمیزش نہ کائی ہی مگر قدرت خدا سے پانی کائی سے

اوسکے کنارے پر ایک انار کا درخت ہی وہ بھی سراسر سبز بخت ہی
پھل کا کیا ذکر سبزی کا یہ حال ہی کہ پھول اور پتی مین تمیز محال ہی
ٹہنیان اوسکی مثل پیوندی درخت کی زمین پر لوٹ رہی ہین انصاف
کہہ رہا ہی کہ طوطی کی ڈالیان یہی ہین قرینے سے پایا جاتا ہی کہ لیہ نار ہی
ورنہ شناخت دشوار ہی ستارے اوسکے قریب جاکر تین انار توڑ کے
اور علی السویہ تقسیم کیے کہا بقدر سد رمق کچھ کھانا ضرور ہی آدمی قوت
لایموت سے مجبور ہی اللہ کی قدرت دیکھیے اون اناروں کے دانے
بھی سبز تھے وہ دانے کھائے اوس چشمے کا پانی پیا اور انقلاب
روزگار نے قلب ماہیت کا پیغام دیا لباس جسم مثل برگ خزاں دیدہ
گر گر گیا سبز بختی کی تاثیر سے منہ پر پانی پہر گیا کلیان پھوٹین پر پرزے
تیار ہوئے حاصل انہین یہی آدمی طوطے بن گئے مگر وہ ارمی قسمت
طوطے کی صورت ہوئی ہی زبان لال ہوگئی طاقت امروہو ہم او
گویائی خواب و خیال ہوگئی گھبرا کر ایک ایک کا منہ دیکھنے لگا

لیکن خواہش تقدیر سے چارہ کیا تھا کچھ وہین بیٹھے رویا کیے آخر اوٹھکر
ایک درخت پر جا بیٹھے ہای ہای عجب صدمہ تھا عجب اضطراب تھا یہ واقعہ ہے
گویا گونگے کا خواب تھا زبان کے بند ہونے سے دم گھٹا جاتا تھا
ہر مرتبہ کلیجہ مُنہ کو آتا تھا رہ رہ کر آنسو بہاتے تھے پھڑک پھڑک کر
ٹہنیون سے سر ٹکراتے تھے جب دانے پانی کا خیال آتا تھا تو پہلا
دھوکا کھانا یاد آجاتا تھا آہ آہ اوس صورت مین کھانا پینا کیسا عالم
اور حالت سکرات مین جینا کیسا مگر عقل و فہم مین تو کچھ قصور تھا دل و دماغ
مین کسی طرح کا فتور نتھا باوجود این کیفیت یاد معشوق مین ہر گھڑی تھی عشق
کی پھانسی گلے مین پڑی تھی اوس چشمے سے کنارہ کش ہوئے ترک
آب و دانہ کیا وہ درخت جو بیچ کوہ مین تھے اونپر جا کر آشیانہ لیا تھی
جہازون کے عبور و مرور کی وہی راہ تھی بس یہی خیال آٹھ پہر پانی پر
نگاہ تھی کہ شاید وہ نازنین اوس تختۂ شکستہ پر ڈوبتی اوچھلتی ادھر آ نکلین
تو وقت آخر پھر ایک نظر وہ صورت مین دیکھ لین واحسرتا وہ آرزو بھی پوری

نہوئی چرخ ستم پیشہ نے اس ظلم پر بھی کفایت نکی زمانہ اپنی نیرنگی سے نہ باز آیا
وہ تختہ تو ادھر نہ آیا مگر ایک سوداگر کا دودی جہاز آیا مالک جہاز کشتی پر سے
سیر آب کرتا اور شکار کھیلتا چلا آتا تھا مچھلیون کو شست سے کھینچتا تھا
اور طایرونکو تیر سے گراتا تھا شاہزادہ تو خدنگ حوادث کا نشانہ تھا اوس
جہاز کا برابر آنا تھا کہ تیر کا آنا تھا ایک تو ولپر صدمہ تھا تیر کا دوسرا صدمہ
سہا بیچارہ بازو کا زخم کھا کر جہاز مین جارہا صیاد نے شکار پایا معاً چھری
لیکر برابر آیا خورشید گوہر پوش نے دل مین کہا انا للہ و انا الیہ
راجعون یہ ذبح ہونا ہے یا راہ دوست مین شہادت کا شگون

مرتے ہوئے کو ذبح کیا یک نشد دو شد	زخمی جگر پہ تیر لگا یک نشد دو شد

غرض اُدھر صیاد نے قصد تکبیر کیا ادھر شاہزادے کے رفیقون نے
شاہزادے کو آکر گھیر لیا کبھی سوداگر کے ہاتھ پر پنجہ مارتے تھے کبھی
بزبان بیزبانی اس طرح پکارتے تھے کہ اے شخص اللہ اس غریب کو چھوڑ دے
خدا کے واسطے خون ناحق گردن پر نہ لے ارے طائر نہیں ہمارا ہی پیادمی ہے

اری یہ آفت کا مارا ہی اری یہ آفتا ہمارا ہی ہای یہ آپ مرتا ہی ہای ظالم کیا کرتا ہی
جب سوداگر نی اوس بیتابی و بیقراری پر کچھ التفات نکیا تو اون جانبازون
نی شاہزادے کے گلے پر گلا رکھدیا یعنے پہلے ہم دونون کو ذبح کر پھر اسکے
خون مین ہاتھ بھر یہ ماجرا دیکھکر تاجر کو نہایت تعجب ہوا اب سُنیے کہ فصد
اوس زبان بندی کا علاج تھا وہ تیر بازو پر کیا لگا فصد سر دکھل گئی بحرد
اوس فصد کھلنے کے گویا زبان گفتگو کھل گئی اوس اسیر پنجۂ تقدیر سے
آہستہ کہا ای شخص ہاتھ روک ورنہ پچتاے گا بھلا ایک مشت پر کے ذبح
کرنے سے کیا ہاتھ آے گا سوداگر بھیانک ہو کر ادھر اودھر دیکھنے لگا
کہ یہ کسکی آواز ہی شاہزادہ پھر دوبارہ گویا ہوا کہ بھائی متوحش نہو خداوند عالم
بڑا کارساز ہی تجھے شکار کا جو یا کیا مجھے اس بہانے گویا کیا اسد اسد حیثیتم ذہن
مجھ بیزبان کی گویائی کا سامان ہو گیا پیکان تیر گویا میری حق مین زبان ہو گیا

اللہ رہی بندہ نوازی اوسکی	ہی لائق حمد بے نیازی اوسکی
خالی نہین حکمت سے کوئی فعل حکیم	مشہور جہان ہی کارسازی اوسکی

سوداگر نے یہ طلاقت و فصاحت سنکر اوس صید شکستہ کو ہاتھ پر بٹھا لیا
اور بکمال شفقت و مرحمت استفسار حال کیا کہ ای بیزبان آسیب دیدہ حیران کن
للہ اپنی سرگذشت بیان کر خورشید گوہر پوش نے جستہ جستہ اپنا
افسانہ سنایا آپ بھی رویا اور تاجر کو بھی رولایا سوداگر نے کہا پھر بھائی
اب تو اپنے جامے مین کیونکر آئی شاہزادی نے اک آہ سرد کھینچکر کہا
خدا لائی ای برادر صورت اصلی کیسی مجھے تو زبان کھلنے کی بھی امید نہ تھی
خیر خدا مسبب الاسباب ہی وہ صورت بھی دکھائیگا انشاء اللہ ایک دن
یہ پیرایہ بھی بدل جائیگا اوسکی رحمت سی ہر شخص نے مژدہ پایا ہی لا تقنطوا
من رحمۃ اللہ قرآن مین آیا ہی اگر تیری ذہن مین کوئی اسکا تدارک ہو
تو بہتر ورنہ منتظر رحمت ایزدی تامل کر لیکن میری ان دونون فیتون کی بھی
فصدین کھل جائین کہ یہ بیچاری بھی صدمۂ زبان بندی سی نجات پائین
سوداگر نے اپنا بکس طلب کیا اوسمین سے ایک ڈبیا مرہم سلیمانی کی اور
ایک نشتر نکال لیا اون دونون کے بازو کی بھی فصد کھولدی اور

ہر ایک کے زخم پر مرہم سلیمانی لگا دیا وہ نشتر تھا یا کلید گنجینۂ اسرار
کہ بات کی بات مین قفل کام و زبان کھل گیا یا انگشت شہادت تھا
جسکے ناخن تدبیر سے عُقدۂ عَقدُ اللّسان کھل گیا وہ بیزبان اشخاص
و فرحناک ہو کر برنگ بلبل ہزار داستان غزلخوان ہوئی
یعنے خدا کی حمد مین اور صیاد کے شکریۂ احسان مین تر زبان ہوئی
کہتے ہین کہ وہ تاجر جزیرہ اسکندریہ کا رہنے والا تھا اور روز [illegible]
جاتا تھا ان عاشق تنون کو بھی اپنے ساتھ وہین لیتا گیا وہان
پہونچکر شام سے صبح تک یہی داستان ورد زبان تھی اور یہی کہانی
وحشت خیز تھی کبھی ذکر گیسو کبھی بیان مصیبت کیا کسی کا تھا غم
اوس صاحبدل کو ہنسا دیا کسی مقام پر رولا دیا سوداگر ہر شخص سے
یہ ذکر کرتا تھا کسی کو یقین آتا تھا کسی کو نہ آتا تھا مگر جس سے صورت
بدلتی کوئی ایسی تدبیر نہ بتاتا تھا

بتا ساقیا دختِ رز کا نشان
کہ ہی رنج فرقت سی ہونٹھون پہ جان

گیا نور تاریک ہی سب جہان
کہان ہین وہ یاران صحبت کہان

کدہر ہی وہ بدمست رندون کی صف | نہ شیشہ بغل مین نہ ساغر بکف
سنا ہی کہ باد مخالف چلی | ہوی فاش راز خفی و جلی
گھٹا یاس و اندوہ کی چھا گئی | تباہی مین کشتی مے آ گئی
سرِ آتش نشین نے کیا سوز و ساز | ہو تختہ تختہ وہ دودی جہاز
وہ تختے ہین رندون کی تخت جگہ | خدا جانے موجون مین پہنچی کدہر
پریشان ہین دیوانی ای نیکبخت | وہ تختی شکستہ ہین پریون کی تخت
بس اب کشف اسرار کی دی خبر | کھلے باغ آئی وہ تختہ نظر
پلا بادۂ ارغوانی پلا | مگر پہلے بچھڑے ہوؤن کو ملا
یہ محفل نشین ہین کہ ماتم نشین | نہین لطف صحبت کا ای ہمنشین

کشتی شکستگان بحر ذخار شورہ بختی و سرگردانی طوفان آشنایان قلزم ناپیداکنار حیرانی و پریشانی آفت رسیدگان باد مخالف بدبختی تباہی زدگان نسیم ناسازبختی طمانچہ خوردگان چار موجۂ غم بی پایان دریا بردگان سیلاب الم فراوان اس ماجرای طوفان انگیز اور سرگذشت

تباہی آمیز کو بچشم اشکبار و دل بیقرار اس طرح گوش آشنای سامعین
کرتے ہین عاشقون کا تو یہ حال ہوا اب سنیے کہ معشوقون کا کیا مآل
ہوا وہ تختہ جسپر وہ نازنینین تھین کبھی بہاو مین آکر بڑھجاتا تھا کبھی
بھنور مین پڑکر گردش کرتا ہوا پھر آتا تھا اون کو وہ ہولناک اور ڈراونی
رات آئی تھی تو اور آفت آئی تھی وہ شب کی تاریکی وہ سناٹا وہ
ہوائین وہ کرارون کا گرنا وہ پانی کی ہیبت وہ جانورون کی
صدائین موجین مینڈھے لڑاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے
دھارے سے جو قہقہہ کی صدا آتی تھی روح اون بیچاریون کی تحلیل
ہوئی جاتی تھی ایک دوسری سے کہتی تھی اس اندھیری ساون
بھادون کی اندھیری رات ہی کیا دنیا مین جدائی کی بھی رات ہی
اوسی حالت مین چکئی چکوی کے سوال و جواب سنکر اور صدمہ ہوتا تھا
گویا کوئی کلیجے مین برچھیان چبھوتا تھا ہمدردی کی فریاد پر کان لگاتی تھین
یہ کہکر آنسو بہاتی تھین انھین بھی ہماری طرح اضطرار ہی ہای ایک اس پار ہی

ایک اوس پار ہی مالک سب کی بچھڑی ملائے اللہ ہدایت کسیکو نہ دکھائے
مگر انھین ملنے کی آس ہی ہم نے نصیبون کی طرح نہ پاس ہی ہماری جان ہی وائے
خدا جانے کس موج مین پڑ گئے ہی ہی بسے بسائے گھر اوجڑ گئے غرض تین
دن کے بعد اس تختے نے بھی جا کر ساحل سے سر ٹکرایا کشان کشان
ان غریبون نے آپ کو خشکی مین پونہچایا زمین پر قدم رکھنا تھا کہ زمین
سنسنایا آنکھون کے تلے اندھیرا آیا ملکہ نے وزیرزادی کے شانے پر
ہاتھہ رکھدیا اور وزیرزادی نے ملکہ کے سنبھالنے کا ارادہ کیا مگر جب
دوران سر آنکھون پر بیہوشی کا پردہ نہ ڈالتا تو البتہ اوس حالت مین
ایک دوسرے کو سنبھالتا کسی نے کسیکو سنبھالا نہ کچھ دیکھا بھالا چلین
نہ پھرین جہان تہان تھین وہین تڑاق تڑاق غش کھا کھا کر گرین پہر
دوپہر کے بعد جو ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک جنگل ویرانہ ہی عجب ہوکا مقام ہی
عجب وحشت کا کارخانہ ہی درخت ہین جھاڑیان ہین چارون طرف
ریت کی پہاڑیان ہین راہ کے ملنے کا وہم و گمان نہین بیابان مین سبزی کا کیا ذکر

کہین پگڈنڈی کا بھی نشان نہین یہ دیکھکر اون غریبون کو قلق ہوا
مُنہ پر مُردنی چھائی رنگ فق ہوا ملکہ نے وزیرزادی سے کہا آہ کیا اندھیر ہے
مقدر کا پھیر ہی یہ میدان ہے یا وہی طوفان ہی اب یہان سے کدھر جائین گے
یونہین پھڑک پھڑک مر جائین گے یاسمن نے کہا بہن جدھر منہ اوٹھے
اودھر چلی چلو کیا عجب ہی زمانہ کروٹ لے شاید اون بچھڑون سے کوئی
آملے استحانی بات ہی جب ہر طرف سے یاس ہوتی ہی اور نہایت شدت
ہراس ہوتی ہی یعنی زمانہ تہلکے مین ڈالتا ہی تو اللہ کوئی نہ کوئی صورت نکالتا ہے

مشکل کو کسی طرح سے مشکل نہ سمجھ	ہر نقش کو داغ جگر و دل نہ سمجھ
دریا ہو کہ دشت کوہ حافظ ہی وہی	ای محو بلا خدا کو غافل نہ سمجھ

بس اودھر تو ان بیچاریون کو اضطراب تھا اور کوئی مشورہ قرار نپاتا تھا
اودھر ارماس جنی کو کا یاسمن کا لٹ پاسیر کرتا چلا آتا تھا وہ یاسمن
کی آواز سنکے گھبرایا قریب آیا تو عجیب واقعہ نظر آیا دیکھا کہ یاسمن
باحال تباہ رو رہی ہی یعنی خاک پر بیٹھی آنسوون سے منہ دھو رہی ہے

بیتاب ہوکر چلایا کہ ای بہن تو کہان ارے میری شاہزادی کہان ہے تا بو
کہان خدا کے لیے جلد کہو کیا آفت پڑی کیا ستم ہوا کیا مصیبت
پڑی یاسمن نے بھی پہچانا اوسکے آنے کو تائید غیبی جانا کہا ہای بھائی
کیا کہون کیا ہوا چھٹی کی رات کا لکھا پورا ہوا بھلا تمہین تو موجون کے تھپیڑے
یہان تک لائے یہ تو کہو تم کیونکر آئی وہ بولا مین بیت المقدس کے
طواف کو گیا تھا اس جنگل کی فضا اور دریا کی ہوا خوش آئیند تھی
اسوجہ سے ذرا کنارے پر ٹھہر گیا یاسمن نے اپنی کیفیت سنائی
تمام مصیبت دوہرائی ارباس نے روکر کہا پھر اب شاہزادی کا اور
اوسکے رفیقون کا تو کہین پتا نہین اس درد لا علاج کی کچھ دوا
نہین چلو اب مین تمہین پردۂ قاف مین لیچلون اور تمہاری
مان کے پاس پونہچا دون وہ بولی بھلا بھائی مین گھر کی اولن
اوران بیدردون کو اسی جنگل مین چھوڑ دون وہ بولا تو کیون چلو
انہین بھی ساتھ لیلو ملکہ بولی نہین بہن یہین مین ہندو جس طرح

شاہزادے کو صبر کیا ہمین بھی صبر کرو ہای خورشید شاہ تو تباہ ہوا اور
ہماری قسمت سو براہ یہ جینا مرنے سے بتر ہی وہ تم آنکھون مین ہی جان
ہو نٹھو نپر ہی ارماس نے کہا یہ تو خدا سے لڑائی ہی اوسکی مشیت مین
کچھ گذرا ہی تم صاحبون کے دل مین کچھ سمائی ہی جسکے دل مین درد ہے
اوسی یہان آرام ہی نہ وہان آرام یہ نقل و حرکت تو محض اسی نام ہی الغرض
اوس بیچارے نے بہت سی فہمائشین کین آخر دہی تختہ جو کناری پر
آلگا تھا اوسے نکالا اور کچھ لکڑیان مستطیل نکالین شست اوسکی کمرین
تھی اسباب بندش کی فکر نہوئی وہ لکڑیان اوس تختے مین باندھکر
ایک تخت بنایا اور بکمال منت و اصرار اون ماتم نشینون کو اوسپر
بٹھایا کاندھے پر رکھا اور ہائل پرواز ہوا آدمزادون سے کہا
خبردار زمین کیطرف گردن نہ جھکانا اندیشے کی جگہہ نہین کچھ خوف
نکھانا بس ان باتون مین لگایا اور قاف مین اوڑالایا یہان بھی
ان ماتم زدون کے پہونچنے سے ایک ماتم ہوا علی الخصوص گلبدن کو

حد سے زیادہ غم ہوا کیونکہ نہ ہوتا بیٹی داماد کا واقعہ تھا مگر وہ تو بڑی
مدبرہ تھی دل مین سوچی کچھ فکر کرنا ضرور ہی روپیٹ کر بیٹھ رہنا عقل سے
دور ہی اسکی جستجو چاہیے اہمین صلاح و گفتگو چاہیے ارکان دولت کو بلایا
اور تمام یہ قصہ سنایا کہا تم سب کی رای مین کیا آتا ہی وہ لوگ ڈوب گئی
یا زندہ رہے جو جسکے قیاس مین آئی اپنے اپنے طور پر کہی ہر شخص
خاموش ہا مگر ایک پیر کبیر السن نے کہا میرے نزدیک تو وہ لوگ ڈوبے
نہین نکلے ہونگے کہین نہ کہین جہاز جب تک قائم ہی سب ٹھکا دغا ہی
جب تختے تختے جدا ہوگئے پھر نہ طوفان ہی نہ ہوا ہی پانی جب تک کہا ہی
تو جہاز طوفان مین آتا ہی تختے کی کیا بساط کہ پانی کو روکے بی تکلف
پھٹ جاتا ہی ہلکا پھلکا ہو کے تختہ تو حباب ہی جا جب ہی بالا ٓب ہی اوپر
ڈوبنے کا ڈر ہی نہ موج و گرداب سی ضرر ہی جس طرح یہ تختہ کنارے پر آ لگا
اسی طرح وہ تختہ بھی کنارے پر جا لگا ہوگا یقینی ایک نہ ایک جگہ اوسکا بھی
کچھ نشان اور پتا ہوگا گلبدن پری بولی میری بھی رای یہی ہی یہ بات موافق

عقل کے بھی ہو اور موافق تجربے کے بھی ہو چار جنون کو حکم دیا کہ ہان جلد جاؤ ہر جزیرے مین ڈھونڈو اور اون لوگون کا سراغ لگاؤ سنتے ہی وہ آتش مزاج ہوا ہوئے اور تمام جزیرون مین پھیل گئے

تہ دل سے ہر اک دی کی جستجو
پھری ڈھونڈھتے جا بجا چار سو

بنی خاک اوڑانے سے ہنگام گشت
نہ ساحل نہ ٹاپو نہ کہسار و دشت

کبھی جا کے کرتے تھے پانی مین شور
یہ کہتے تھے پیہم کہ ای بحرِ شور

سنا حال سلطان والا گہر
وہ بحر لطافت کدھر ہی کدھر

کسی موج سے اسطرح تھا خطاب
بتا کس طرف ہی وہ درِّ خوشاب

پہاڑون مین جاتے تھے مثلِ صبا
کہ شاید یہان ہو وہ شمس الضحی

تجسس مین ہر ایک جاسوس تھا
مگر کچھ نہ ملتا تھا ہر گز پتا

اونھین جاسوسون مین سے ایک جاسوس کا جزیرۂ اسکندریہ مین بھی گذر ہوا اور ڈھونڈتا ہوا اوس سوداگر کے مکان کے تلے پہونچ گیا سنتا ہے کہ وہی داستان کوئی شخص کسیکو سنا رہا ہی اور سب پتے ٹھیک ٹھیک بتا رہا ہی

دیر تک وہ پہی سنا کیا آخر بہیئت انسانی دیو انجا سے ہین گیا دیکھا کہ ایک
امیر باصد توقیر صدر تمکنت پر رونق افروز ہی اور گاو تکیہ ہین طوطے بیٹھی ہین
مگر وسط مین جو ہی وہ نہایت ادب آموز ہی اوسی کی یہ طلاقت اور گویائی ہے
وہی سرگرم داستان سرائی ہی سوداگر نے جو شخص اجنبی کو دیکھا حیران ہوکر
مستفسر حال ہوا یہ بولا مین مسافر ہون پراگندہ خاطر ہون سینے پر ناخن غم
کی خراش ہی یوسف گم گشتہ کی تلاش ہی یہ افسانہ پر درد سنکے دل دہلتا ہی
اس طوطے کے بیان سے اوسکا پتا ملتا ہی سوداگر نے کہا جسکا اس کہانی مین
پتا ہی اوس یوسف گم گشتہ کا نام کیا ہی کہا اوسکا بھی نام خورشید شاہ ہی
وہ بھی اسی شاہزادی کیطرح تباہ ہی متعلق اوسکے پردۂ قاف مین پھرا
ہین انسان بھی اور جن بھی ماتم دار ہین خورشید شاہ نے بیتاب ہوکر
پوچھا آپ کسکے بھیجے ہوئے آئے ہین کہان سے تشریف لائی ہین او سنے
جواب دیا بندہ گلبدن پری کا فرستادہ ہی جزیرون کی سیر کا ارادہ ہی
اسنے کہا گلبدن پری یاسمن کی ماں وہ بولا ہان پھر پوچھا آپ ملکہ نہ جبین کو

ملکۂ مہ جبین کو بھی پہچانتے ہین کچھ اوسکا بھی حال جانتی ہین اوسنے کہا ملکہ بھی وہین ہی وزیرزادیان بھی وہین سبکی سب بس ایک ہی ہاتھ مین سوگ نشین ہین اب ضبط کجا تحمل کجا یہ سنتے ہی شہزادی کی آنکھونسی آنسوونکا دریا بہ گیا

خون رویا وہ عشق کا پابند	صدمہ ہجر ہو گیا وہ چند
منہ سے دو بار آہ آہ کیا	ہو گیا غش رہے نہ ہوش بجا

تاجر یہ ماجرا دیکھکر گھبرا گیا کہا ای شخص خاموش رہ خدا کے لیے زیادہ نہ کہہ ایسا نہو طائر روح اس غریب کا پھڑک کر نکل جاے بس بھائی اب ایسی باتین کرنا چاہیے کہ اسے ہوش آئی کہا اری گلاب کے شیشے لاؤ میری افسانہ گو کے منہ پر چھینٹے دو نخلخے سونگھاؤ خدمتگار دوڑکر آئے اور بحسن تدبیر شاہزادے کو ہوش مین لائے شاہزادے نے سوداگر سے کہا بس جناب اب ہمین رخصت کیجیے سد پردہ قاف کی اجازت دیجیے خدا نے یہ مژدہ سنوایا الہی شکر بے نشانون کا نشان پایا شاید اسی حالت مین موت آئی حسرت دیدار تو دل مین نہ رہ جائی تاجر نے

کہا مجھے تو حضور کے سرور سے سروہی بندے کو آپ کی اطاعت منظور ہے
مگر اس کیفیت مین قاف کو پہونچنا محال ہے اگر یہی تو آپ کی تکلیف کا خیال ہے
جاسوس بولا اسکا عبث خلجان ہے بندہ از قسم جنی جان ہی عزم عزیمت کیا
اور قاف مین پونہچا دیا یہ سنکے سوداگر و جامی کلام نہ رہی گردن جھکا کے یہ بات
کہی سچ ہی پردیسی سے کبھی دل نہ لگائے مسافر کی بات تو پھر ہرگز نہ آئی آپ تو
تشریف لیچلی لیکن مجھ کمبخت کو ایک داغ دی چلے خورشید شاہ نے کہا
انشاء اللہ اس رنج سے بھی نجات ہوگی اگر حیات مستعار باقی ہی تو پھر ملاقات
ہوگی غرض سوداگر تو صدمۂ مفارقت سے آبدیدہ ہوا اور جاسوس ان خسرو ونکو
لیکر نظرون سے پوشیدہ ہوا یہان تو یہ صورت ہوئی یہ کیفیت ہوئی وہان
اون سوداگرون کی کرب انتظار سے عجب حالت تھی ہر مرتبہ زبان پر موت
کی لذت تھی چشم براہ تھین کہ شاید گرد سواری نظر آئی اور گوش بر آواز
تھین کہ دیکھیے کیا خبر آئی دل ہی دل مین صدمی سہتی تھین آخر گھبرا کر یہ کہتی تھین

یا نامہ گر پڑا ہی یا راہ پھیر کی ہے	یارب تو خبر کیجیو قاصد نے دیر کی ہے

یاسمن رو لی تھی تو ملکہ سمجھاتی تھی اور ملکہ اشکبار ہوتی تھی تو یاسمن باتوں میں
لگاتی تھی وزیرزادی ملکہ کے لحاظ سے اور کسیکا تو نام نہ لیتی تھی بس ہای
صاحب عالم کہتی تھی اور روتی تھی ناگاہ جاسوس ان حلہ پوشون کو لیکر
پونہچا اور سارا واقعہ بیان کیا پھر تو اور اک ماتم ہوا وونانیچ والم ہوا گلبدن
پری نے جو یہ خبر پائی وہ بھی روتی پیٹتی آئی خورشید شاہ نے ملکہ سے کہا جو
امر تقدیری تھا وہ ہوا اب رونے پیٹنے سے فائدہ کیا انقلاب روزگار نے
اپنا نیرنگ دکھایا یہ بھی غنیمت ہی کہ تمنے ہمیں اور ہمنے تمھین زندہ پایا ہمین تو
تمسے ملنے کے لالے تھے زمانے نے ایسے تفرقے ڈالے تھے ہزار شکر کہ
خدا نے یہ صورت دکھائی کچھ تو روح نے تسکین پائی اللہ نے چاہا تو
قلب ماہیت بھی برطرف ہو جائیگی رفتہ رفتہ وہ صورت بھی نظر
آئیگی گلبدن پری نے بھی کہا صاحبو گریہ وزاری موقوف کرو
ذرا خاموش ہو کچھ ان غریبون کی سنو کچھ اپنی کہو خدا نے حل مہمات
کیواسطے متحمل ہی ہی ہر درد کی اور ہر مرض کی دوا پیدا کی ہی اس قدر

مضطرب نہو خیر اسکا بھی تدارک کیا جائیگا آخر کچھ نکچھ حکیمون کی تشخیص
مین آئیگا گلبدن کی فہمائش سے وہ نالہ و شیون موقوف ہوا اور سبکی سب ساکت
ہوئین ملکہ اور یاسمن خورشید شاہ کو اپنے کمرے مین لے گئین اور
وزیرزادیان قمر طلعت اور سیّار کو لے گئین تخلیے مین ایک ایک نے
ایک ایک کو پیار کیا اور اس صورت مین بھی شکر پروردگار کیا حکماے
یونانی اور اطباے بو علی ثانی جمع ہوے مگر کسی سے کچھ تشخیص نہوئی فقیرون
ذی دعا عاملون نے عزیمت خوانی کی وہ طوطی شکر شکن گویا اون غمزدون کی
طائر روح تھی اونکے آنے سے زندگی ہوگئی رات دن اونھین سے
باتین تھین اونھین سے ہر طرح کی مشورت اور مصلحت تھی ایکدن ملکہ نے
خورشید شاہ سے کہا صاحب تمنے شاہ صاحب کو اس مصیبت مین یاد
نکیا شاہزادہ بولا ہان صاحب یاد دلوایا وای تقدیر آج تک
اس بات کا خیال نہ آیا ہای ایسا بدحواس ہوا کہ یہ عقل دل سے محو ہوگیا

شعر

ای جنون اس وقت کی تدبیر اپنے ہاتھ تھی	مین اجل کے ساتھ تھا اور موت میرے ساتھ تھی

ملکہ بولی مصیبت کی عالم مین یاد نرہی خیر اب سہی خورشید شاہ سے کہا اچھا ذرا تخلیہ ہوجای کہدو کہ اب کوئی یہان آنی نپای بس فورًا بندوبست ہوگیا شاہزادی سے تنہائی مین وہ عمل پڑھا حاضرات کرتی ہی مرشد کامل آئی یعنی محمود شاہ روشندل تشریف لائی ملکہ سے دوڑکر قدمون پر سر رکھدیا رو کر کہا حضور سے خبر لینے مین بڑا عرصہ کیا اجی حضرت عجب مصیبت ہی ملاحظہ تو فرمائیے یہ کیا صورت ہی پیرمرد نے کہا شاید کوہ اخضر پر آپ کا گذر ہوا ہی وہان جاکر انار سبز نوش کیا ہی اور چشمۂ حیات الحیوان کا پانی پیا ہی شاہزادہ بولا جی ہان یہ وہی کی تاثیر ہی یہ بھی اک انقلاب تقدیر ہی ملکہ بولی پھر آپ ہی کچھ اسکا تدارک فرمائین گو اب حضور ہی انھین ہیئت اصلی پر لائین گی شاہ صاحب نے کہا معبود کو یاد کرو اوسکی رحمت سی ناامید نہو اوسی کوہ پر اوس چشمی کا جواب ہی یعنی اک دوسرا تالاب ہی اوسکا نام حیات الانسان ہی فی الحقیقۃ وہ بنی آدم کی جان ہی اوس مین جو شخص غوطہ لگاتا ہی ہیئت اصلی آجاتا ہی

یاسمن پری بولی پھر مین جنون کی ساتھ وہان نہ جاؤن اور اوس چشمی مین نہلواؤن پیر مرد نے کہا فقیر خود جاتا ہی اور ابھی پھر آتا ہی جنون کی ساتھ جانے مین ایسا نہو کوئی اور پیچ پڑ جای بنا ہوا کام بگڑ جای یہ کہکر پہلے شاہزادی کو سر دست اوٹھا لیا پھر قمر طلعت اور سیّار کو دونون طرف شانون پہ بٹھا لیا کہا چشم ظاہر بین بند کر لو بعد تھوڑی دیر کے فرمایا لو آنکھین کھول دو آنکھین کھولتی ہین تو کیا دیکھتے ہین کہ وہی کوہ ہے وہی دور ہی مگر یہ راہ اور ہی یہ سمت اور ہی حدون مین فرق ہین ویسا ہی وہان کی زمین فیروزئی تھی یہان کی گلنار ہی بہار کا جوش ہے پتا پتا گل در آغوش ہی سبزہ رگ یاقوت رمانی ہی جو نخل ہی چنار بدخشانی ہی ہر کانٹا گلاب ہی ہر پتھر لعل خوش آب ہی کہین نافرمان ہی کہین ارغوان گلبن عقیق شجری ہی ایک ایک پھول کی پتی مین سرخی کوٹ کوٹکر بھری ہی شفق اوسی کی پرتو رنگین کا نام ہی اوسی سرزمین کی عکس سے بہار صبح و شام ہی جلوہ اسم ارذوالجلال ہین طایر بھی ہمہ تن لال ہین

چشمی مین چشم مخمور کی شان ہی موجون پر آنکھون کی سرخ ڈورون کا
گمان ہی حبابون سی اظہار جوانی ہی پانی ہی یا بادہ ارغوانی ہی سرخ مچھلیونکا
جو عالم مین نشان ہی یہ اوسی چشمے کی ماہیت کا فیضان ہی اس چشمی کی
تعریف سی سیاہی شنجرف ہوگی سرخی حرف بحرف ہوگی اسکی
تعریف مین زبان قلم لال ہی مطلب پر آؤ کدھر خیال ہی غرض پیرمرد نے
خورشید شاہ سی کہا تبھی اس چشمۂ قدرت مین نہا کر سرخروئی حاصل
کیجیے غوطہ لگائیے اور باہر تشریف لائیے سبحان اللہ الہام تھا یا شاہصاحب کا
فرمودا شاہزادہ یہ سنتے ہی تالاب مین کود اتہ پر پہونچکر جب پاون
قائم ہوئے تو پانی سے نکلے اور بھاراباری آب آکر لباس انسانی پہنا
جامۂ حیوانیت اوتارا او سطح آب مرآۃ الجمال تھا یا مرقع عالم مثال
پانی کی تاثیر سے کیفیت دکھائی آئینۂ سطح آب مین ہیئت اصلی نظر آئی
صاحب صورت نی اپنی صورت کا نظارہ کیا اور عکس صورت نے یہ اشارہ کیا
ہر من نگر بہ من نگر شاید کہ بشناسی مرا : شاہزادی نے منہ پر ہاتھ پھیر کر کہا

الحمد للہ واہ کیا اوسکی قدرت ہی واہ اسی طرح قمر طلعت اور ستارا بھی نہائی
وہ بھی فضل خدا ہیئت اصلی پر آئی پھر دیدۂ دیدار طلب بند کیے اب جو آنکھیں
کھولین تو پردۂ قاف مین تھے ہر طرف غل ہوا کہ شاہزادہ ہیئت اصلی
اگیا پریزادون نے آکر شاہ صاحب کے قدم لیے ماتم نشینون نے شکر کے
سجدے کیے جسکی آرزو تھی خدا نے وہ صورت دکھائی شادیانے
بجے خوشی کی نوبت آئی فرحت کی نمود ہوئی کلفت معدوم ہوئی مبارکبادکا
شور ہوا تہنیت کی دھوم ہوئی گلبدن پری نے خورشید گوہر پوش
سے کہا بس مجھے تو اسی کا انتظار تھا اپنا تو صبح و شام کوچ مقام ہی
اب یہ سلطنت تمھارے پاپ نام بعورت پھر عورت ہی مرد ہونا نہایت
ہی خدا نے سلطنت کا وارث بھیجدیا مجھے تردد سے فارغ البال کیا
شاہزادی نے کہا مین اپنے ماں باپ کو ایک نظر دیکھ آؤن پھر جو حکم ہو
بجالاؤن چندے اور تامل کیجیے ابھی اس کارخانے کو یون ہی رہنے دیجیے
ابتو وطن جانے کے لیے یہ صعوبت اوٹھائی ہی سراسر محنت بے بلا ہی

رہائی پائی ہی شکریہ اسکا یہی ہی کہ زیارت والدین کرون قضا کی پنجی سی چھوٹا ہون تو واجب ہی کہ ادای فرض عین کرون یہ ذکر ہو رہا تھا کہ اور جاسوس بھی پھر کر آئی اور زمین خدمت چوم کر دعاو ثنا زبان پر لائی ایک مخبر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ خانہ زاد گوہر نگار مین بھی ہو آیا مگر تمام شہر کو مرقع ماتم پایا حضرت ظل سبحانی ہمچشم پیر کنعان ہین کل صاحبات محل نیمجان ہین خورشید شاہ ڈی کہا ہای ہای جسکے مان باپ کا یہ حال ہوا وسے کیونکر قرار آئی المختصر تقریر جاسوس کی پھر تاثیر کر گئی آخر پھر عزیمت وطن ٹھہر گئی

وہ بادہ پلا ساقی مہ جبین	کہ دی لذت جرعہ اولین
دکہا دو رساغر سراہ ثواب	مناسب ہی اب رخصت آفتاب
کہین محو ہوتی ہے یاد وطن	کہان ہی بہشت برین کا چمن

نظر آئی کوثر کی موجون کا نور
نہ ٹھہرے گا دل بی شراب طہور

وہی ہو کہ ہو ہر طرف ایکبار
یہ غربت یہ کلفت یہ رنج و خمار

یہ تفریق اور تفرقہ تا کجا
کہین رند ہین اور کہین مسکدا

فرح بخش خاطر ہو وہ جام دی
طبیعت ہی پر کسل آرام دی

کہان تک گردش یہ دوران سپہر
سفر ہو گیا اہتو مشکل سفر

قیامت ہی ہر دم کی امید و یاس
پہونچ جائین منزل پہ منزل شناس

طلبگار فردوس ہین می پرست
انھین ظل طوبی ہی وہ دار بست

وہی ہو زمانہ وہی دور نیک
کہ آخر باول ہی نسبت ہین ایک

کمر بستگان سفر خجستہ اثر کامرانی رہروان صراط مستقیم شادمانی مراجعت کنندگان وطن عیش و نشاط بازآیندگان خانۂ مسرت و انبساط یعنی قافلہ سالاران اقلیم سخن سرائی سیاران ولایت خوش بیانی اس افسانۂ عجیب و غریب اور یادگار روزگار کو اس طریق سے بیان کرتے ہین الحاصل جب عزم پا بجزم کا گلبدن پری کو یقین ہوا

تو خورشید شاہ سے پوچھا کہ صاحبزادے جانیکی کیا سبیل ہے یہ بولی
خداوند عالم کفیل ہے یہ سنکے وہ یاسمن کی طرف متوجہ ہوئی کہا کیون
صاحبزادی تم بھی جاؤگی وہ آنکھیں جھکا کر چپکی ہو رہی مگر ملکہ مہ جبین
نے یہ بات کہی ہان حضور جائینگی جائینگی ضرور جائینگی اور یاسمن سے
بولی بہن اگلی باتیں جانے دو اب تم ہم سب کی سرتاج ہو گیا یہ الفت
و محبت بھول جاؤن گی میں تو بے تمہارے قدم نہ اوٹھاؤن گی اوسکی تو
خاموشی اسپر گواہ تھی کہ یہ سب سے چار قدم پہلے جائیگی گلبدن پری
سمجھ گئی وہ چشم و ابرو دیکھکر چپ ہو رہی ارماس جنی کو بلوا کر کہا کہ
ایک تخت بارہ دری نما بنواؤ اور اوسپر ان سب کو بٹھا کر گوہر نگار میں
پونہچاؤ ساتوین دن وہ تخت تیار ہو کر آیا شاہزادہ اورنگ زیب کو
مع متعلقین اوس اورنگ پر بٹھایا وہ فوج جو طلسم میں گئی تھی جلو داری
میں آکر حاضر ہوئی گلبدن پری نے جب خورشید شاہ کے بازو پر
امام ضامن کی اشرفی باندھی ایک پڑیا سرمہ سلیمانی کی بھی دی کہا

یہ کحل الجواہر قابل دید ہی تمھارے والدین کے لیے بہت مفید ہی یہ سرمہ لگایا
اور آنکھون مین نور آیا پڑیا احتیاط سی رکھو کہین راہ مین تلف نہو پیدا آبدیدہ
ہوئی اور گلے سے لگایا شاہ صاحب نے فی حفظ اللہ کہکر ہاتھ ملایا دیوزادون
نے تخت کو بلند کیا اوس سریر سلیمانی کی روانی سے نے ہوا کو بند کیا سواری
سے قدرت باری عیان ہوئی فوج دریا موج رکاب سعادت مین روان ہوئی

سر پر فلک تھا وہ زیبا سریر — سحاب کرم تھی وہ فوج کثیر
مہ مطلع حسن اوس دل مین تھا — کہے تو کہ خورشید بادل مین تھا
روان تھا ہوا پر وہ اورنگ نور — وہان ایک تھی راہ نزدیک و دور
روان ہو سکے مثل تخت روان — نہ صرصر نہ بجلی نہ وہم و گمان
رہا چرخ مین چرخ حیران فلک — یہان سیر کی قاف سی قاف تک
رہی اوج اورنگ گردون وقار — نظر آگیا ملک گوہر نگار

خورشید شاہ نے دیوزادون سے کہا وہ جو آبادی اور اوسکے قریب صحرا ہی
پر فضا ہی ملک گوہر نگار کی وہی نواح دلکشا اور جانفزا ہی اوس طرف چلو

اوس صحرا مین چل کر تخت کو اوتارو دیوزاد تو ہوا تھے طرفۃ العین مین
یہان سے وہان پہونچ گئے اوس ماہ صریح اسیر کا مع افواج کو کہا اوس
صحرا مین ورود ہوا ہر دام وددوہ قدرت خدا دیکھکر سر بسجود ہوا
خورشید گوہر پوش سے اوس قمر طلعت سے کہا میری طرف سے حضرت کو
عرضداشت کرو اور تو کسی چیز کی ضرورت نہین ہی مگر کچھ زنانی سواریان
منگوا بھیجو ادھر سے سوار یہ عرضداشت لیکر پہنچا اودھر حضور مین
اس مضمون کا پرچہ گذرا کہ ایک تاجدار با جمعیت بیشمار فلان صحرا مین
وارد ہوا ہی مشہور تو یہ ہی کہ خورشید گوہر پوش ہی مگر قرینے سے
پایا جاتا ہی کوئی سلطان کشورکشا ہی اندیشہ غنیم ہی مقام امید و بیم ہی
پادشاہ نے وزیرون سے فرمایا کہو تمہارے ذہن مین بھی کچھ آیا
یہ اور کوئی تاجور ہی یا میر انور مظہر ہو مگر دل کو بالیدگی ہی معلوم ہوتا ہے
یہ یوسف گم گشتہ وہی ہے دستور اعظم نے عرض کیا کرامات
بجا ہی خانہ زاد بھی پیش خود یہی سمجھا ہی اگر اور کوئی ملک گیر آتا تو زنانی سواریان

نہ منگوانا ارشاد ہو تو جان نثار جاے اور بچشم خود دیکھ آے فرمایا اچھا وزیر
براے اطمینان روانہ ہوا اوسے تو اپنے بیٹے کی بھی لو لگی تھی فی الفور جاکر
شاہزادے سے ملازمت حاصل کی بیٹے کی بھی دیدار سے مسرور ہوا اس
تقریب سے رنج فرقت دور ہوا اللہ نے اون گلون کو دکھایا مارے خوشی
کے پھولا نہ سمایا کہا ہان جلدی سواریان لاؤ اور حضرت سے بھی یہ خوشخبری
کہتے آؤ پھر کیا تھا تمام شہر مین غل ہو گیا جا بجا چرچے ہوئے سب اسیر و
فقیر مشتاق زیارت ہو کر دوڑے بس محلات مین جو صاحبات محل
اور دیوان خاص مین بادشاہ اور چند خواص رہ گئے اسی دن کی امید
تھی اسی وقت کا انتظار تھا زنانی سواریان ایک طرف کل جلوس
بادشاہی آ کر موجود ہوا نوبتین بجنے لگین شہنائیان پھکنے لگین شاہزادہ
بھی سوار ہوا بیگمین بھی سوار ہوئین آگے شہزادے کا ہاتھی پیچھے تمام
ارکان دولت جیسے براتی جلوس مین کل حشم خدم خواصی مین
دستور معظم ایک ہاتھ مین چنور لیے ایک ہاتھ مین چتر زر لیے

شور تھا باغ خزاں دیدہ میں آئی ہے بہار
اس تجمل پہ فدا اس گل خنداں پہ نثار

دن پھرے صدمہ و اندوہ کی آئین گذرین
عیش کے ذکر ہوئے رنج کی باتین گذرین

دیکھنا شان خدا قدرت باری ہے یہ
آمد فصل چمن ہے کہ سواری ہے یہ

حسن صورت سے ہوئی دیدۂ حیران روشن
ہو گیا یوسف گم گشتہ سے کنعان روشن

دلکو حیرت ہوئی آنکھوں میں بصارت آئی
پھر جوانی ہی گیا عود وہ ساعت آئی

غرض شان و شوکت دکھاتے سونا چاندی لٹاتے در دولت پر آئی زنانی سواری تو
محل مین اوتروا دیا شاہزادے کو دیوان خاص مین لائی نور چشم کے
آنے سے پادشاہ کی آنکھوں مین نور آیا سرمۂ سلیمانی بھی لگایا اور لخت جگر کو
بھی گلے سے لگایا بیٹے کو لیکر محل مین گیا ماں کا کلیجہ بھی ٹھنڈا ہوا
محل جگمگا اٹھا اوسکی بھی آنکھین پرنور ہوئین کلفتین ایک عمر کی دور ہوئین
بیٹے بہو سے گھر کی آبادی ہوئی جب جلد ہی شادی ہوئی منتین اوترنے لگین
نذرین گذرنے لگین واد و دہش عام ہوئی رعیت شاد کام ہوئی پادشاہ نے
بیٹے کو تخت پر بٹھایا اور آپ گوشۂ اعتکاف مین آیا سلطنت جہان بانی

ریاست کی از سر نو شان ہوئی خورشید شاہ نے پہلی انتظام مملکت کیا بعد ازان پردۂ قاف کی فوج کو انعام اکرام دیکر رخصت کیا عیش کرتے لااویہ سے نکلتے تیرے جس طرح اللہ نے اونکے دن پھیرے کہتے سنتون کے دن پھیرے

ہے محل عذر کا اے خامۂ جاو تقصیر — غرض کس خالق عالم سے کہ اے رب قدیر

عالم وجد مین لکھے ہین یہ مضمون خلاف — تیری رحمت سے جوانی کی خطائین ہون معاف

رحم کر رحم ترا نام ہے رحمان و رحیم — نظر لطف و کرم چاہیے اے رب کریم

مین گنہگار ہون اور تو ہے غفور و تواب — اپنے اعمال سے مجھ رند کو آتا ہے حجاب

حالت جذب مین کیفیت معقول کہان — ہین کہان اور سخن لائق مقبول کہان

جلوۂ کشف نہ دل مین نہ زبان مین تاثیر — غیر ممکن ہے کہ ہو روح فزا یہ تحریر

قابل مدح تو یہ ذکر یہ مذکور نہین — ہو ترے فضل سے مقبول تو کچھ دور نہین

خشک کانٹے تری رحمت سے گل تر ہو جائین — یہ خزف ریزۂ ناچیز بھی گوہر جائین

خندہ زن ہین یہ کہ دیکھکر اوسکو ہو پشیمان دلیل — نظر آئے نہ کہین قبح بجز حسن جمیل

فقط

تقریظ تصنیف کتاب بے نظیر مسمے بہ جادۂ تسخیر ریختۂ قلم شاعر رنگین خیال نازک مقال شیوا بیان سحر جادو واثر جناب حکیم محمد فتحیاب خان اخگر سلمہ

گلزار کائنات مین ہین یون ہزار گل	اون سب مین پر سخن ہی ہمیشہ بہار گل

سبحان اللہ حدیقہ آراے گلشن کائنات و بہار پیراے چمن موجودات نے نخل کلام کو اثمار مضامین تازہ بہ تازہ واز ہار خیالات نوبنو سے وہ مرقع آب ورنگ بنایا ہی کہ جسکی بہار کبھی خزان نہین ۞ ہر چند سطح چشم اس گلبن نضارت کے نظارہ سے دامن گلچین نہین مگر پردۂ گوش سبد گل فروش ہی یہ نیرنگ دیدہ بصیرت سے نہان نہین ۞ ہر ورق شجرۂ وادی ایمن کا اسی کی ضو سے طبق نور ۞ ہر حجر طور کا اسیکے پرتو سے کحل البصر مردمک حور ۞ بستان تحمید اسی کی آبیاری سے رشک گلزار ارم ۞ مرغولہ سنج قدس اسی کی گلکاری سے ترانہ ریز انا افصح العرب والعجم ۞ الحق اس نوبادۂ بوستان آفرینش نے آب حیات سے نشو ونما پایا ہی ۞ اسیواسطے تخم اسکا باغبان لم یزلی نے گوشۂ طبیعت مین لگایا ہی ۞ ہر چند دانہ ایک ہی مگر اختلاف زمین کی جہت سے اسکا بھی مختلف احوال ہی ۞ کہین درخت خشک ہی کہین تر و تازہ نہال ہی ۞ گلزمین طبائع شعراے عرب و عجم مین ثمر فشانی اس نخل کی مشہور ہی ۞ بہار دیار ہند کا بھی ہر زبان پر مذکور ہی ۞ فرق ہر فرق حصہ چشم امتیاز ہی ۞ ورنہ ایک دوسرے پر تفاخر و ناز ہی ۞ اگرچہ ہر گل کے لیے بوے جداگانہ رنگ دگر ہی ۞ مگر شمیم حدائق ہند دل آویز تر ہی ۞ واقعی دستان سرایان اردو زبان ریاض بیان مین عجب آہنگ سے نغمہ پرداز ہین ۞ خوشگویان عرب کے نہ یہ رنگ

بلند خیالان عجم کے نہ یہ انداز ہین * شاہ سخن کلام حضور ہی * جو شاہد کلام مشہور
نزدیک و دور ہی * جادۂ تسخیر بوستان ارم کی تصویر عین السطور طرۂ عارض حور *
بین السطور جداول عیون نور * معانی میان حروف جیسے جامۂ گل مین بوے
دلآویز * مفہوم مابین الفاظ جسطرح پردۂ چشم مین نگاہ عشوہ ریز * ہر ورق ورق گل *
ہر جملہ نغمۂ بلبل * روانی طبع ہر فقرے سے آشکار * باغ خامہ مین جنبش باد بہار * نام کا
فسانہ * اصل مین بہار کا شانہ * مضامین رنگین * جلوۂ گل ریاحین * بندش الفاظ
حسن ترکیب آئینۂ خود پسندی * ید قدرت کی قلمکاری گلشن فردوس کی چمن بندی *
عبارت سلیس * زبان نفیس * روزمرہ صاف * ہر مقام محل انصاف * جہان
باغ کا بیان ہی * زبان عندلیب سرگرم داستان ہی * روایت رزم ہنگامہ
گیر و دار رستم * حکایت بزم جشن نوشابہ و جم * بیان صحرا اہل خرد کو دیوانہ بنائے *
داستان دریا خضر کو چشمۂ حیوان سے پھیر لائے * جہان کوہ کا ذکر ہی * وہ
فضاے طور ہی * بظاہر قصہ دلفریب * بباطن اوستاد ادیب * ورق ورق
علوم بلاغت کا سبق * رموز معانی و بیان ہر جملہ مین درج * تشبیہ نازک
استعارات لطیف ہر کلمہ مین خرچ * جسنے ایسا فسانہ خواب مین سنا ہو سنائے *
جسنے اسطرح کا کارنامہ بیداری مین دیکھا ہو دکھائے * کیا بیان مین صفائی
ثابت ہوتا ہی کہ زبان نے چشمۂ کوثر سے شست و شو پائی ہی * طرفہ یہ کہ شا
ہوا داد امر و امارت کثیر اندیشۂ ظہور ہمہ تن زبان گریبان گیر * خلوت مین پیر و یان صنم
سو بسو کمر خدمت بستہ * جلوت مین سہ مان و ساز جار الوف نشستہ *
سازہاے دلنواز زبان ایوان استراحت سے بلند صدا * گاہ و بیگاہ ہنگا

رقص عنبرین مویان شیرین ادا * از صبح تا شام * ہاتھونکو داد و دہش سے کام *
بدو آفرینش سے الی الآن خاطر کو تشویش عطا فکر انعام * ایسے مین تحریر نثر کا
کسے دماغ * او سپہرہ نثر رنگین رہین یک حرف بہار صد باغ * بادی النظر مین
بوستان خیال * بتعمق فکر سحر حلال * سطور چند مین بہار کائنات مستور ہی *
اگر اعجاز نہین تو خرق عادت ضرور ہی * ازانجا کہ یہ گل چیدہ او گلشن انتخاب ہی *
تاریخ اتمام بھی اسکی ریاض سیراب ہی * قطعہ ماشاء اللہ رے فصاحت کلام نواب

ممکن ہے کہ لکھہ سکے کوئی اسکا جواب	یہ نثر ہے دلکشا و رنگین اسکی

اتھگر تاریخ لکھہ ریاض سیراب

بوو تا گلشن فردوس یارب تا صد بستان	بہار خاطر نواب رشک صد ارم بادا ۱۲۸۴

تواریخ آغاز فسانہ

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر کہن اوستاد فن زبان دان باتوقیر جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ اسیر سلمہ اللہ تعالے

یہ حیدر علیخان بہادر نے خوب	لکھی عاشقانہ حکایت نئی
عجب لفظ و معنی ہین باآب و تاب	فصاحت نئی ہی بلاغت نئی
لکھی اوسکی تاریخ مین نے اسیر	کہ قصہ ہے رنگین عبارت نئی ۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ طبع زاد سخنور مشاق یگانۂ آفاق منشی سید اسمعیل صاحب متخلص بہ منیر

بحکم فیض حیدر علیخان بہادر	اسیر نکتہ سنج وحید زمانہ
چو تصنیف فرمود این قصۂ نو	کہ در آب و تاب است در یگانہ

معانی نایاب الفاظ شستہ — بہر نکتہ صد شوخی آہوانہ
زمن خواست تاریخ ختم کتابش — زدم غوطہ در قلزم بیکرانہ
منیر آمد این گوہر نو بدستم — پریخانۂ حسن نامی فسانہ
۱۲۸۳

ولہ

چو گردید ختم این کتاب ہمایون — کہ یکسر بود جان جسم فصاحت
منیر اینچنین سال ختمش نوشتم — زہے شمع مجلس طلسم فصاحت
۱۲۹۳

ولہ

قصہ یہ ہے بے نظیر ہے افسانہ لاجواب — وہ شوار وصف خامہ معجز نگار ہے
فقرون سے آشکار ہین تجلی کی شوخیان — ہر سطر نشتر رگ ابر بہار ہے
کہتا ہون اس طلسم کی تاریخ اے منیر — یہ داستان ہوش ربای ہزار ہے
۱۲۸۳

قطعۂ تاریخ رقم زدۂ کلک شاعر بے نظیر سخن سنج جادو تقریر منشی امیر احمد صاحب متخلص بہ امیر

داستان حیدر علیخان بہادر نے لکھی — خاطر احباب مشتاقون کی دلجوئی ہوئی
صاحبان ذوق کے بیدار طالع ہو گئے — جاگ اوٹھی تقدیر اہل شوق کی سوئی ہوئی
کیا فصاحت کیا بلاغت ہے یہی لطف بیان — خلق کو مقبول یہ طرز سخن گوئی ہوئی
کیون نہ کھینچے دیدہ و دل کو ثمر تاثیر کا — ہے یہ کھیتی تخم حسن و عشق سے بوئی ہوئی
مصرع تاریخ اوسکا یون لکھا ہے اے امیر — آب کوثر سے بلاشک ہی زبان دھوئی ہوئی
۱۲۸۳

قطعۂ تاریخ تصنیف منشی محمد عبد الصبیر صاحب بلگرامی متخلص بہ جنون

دستگیر غربا پشت و پناہ عالم — سرور نکتہ رسان رمز شناس آزدگی

خسرو ملک معانی و رئیس اعظم
قبلۂ اہل سخن والی والا نسبی

ہیں سخی ابن سخی اور امیر ابن امیر
خان خانان جہان سلسلہ جنبان علی

بشیہ شیر خداوند جہان کے وارث
حضرت کلب علیخان بہادر کے اخی

ہمہ تن حکمت و ادراک بیان لقمان
سر بسر فہم و فراست ہیں برنگ سعدی

ہے یہ اک جادۂ تسخیر انھیں کی تصنیف
جسکے مانند کہانی کوئی دیکھی نہ سنی

ہے زبان کیا ہی فصیح اور بلیغ اسکی واہ
فیضیاب اس سے نہ کسطرح ہو روح فیضی

کیا عبارت ہیں روانی و صفا ہی دیکھو
شرم سے کوثر و تسنیم سے ہے پانی پانی

صفحہ صفحہ چمن باغ جنان ہے اسکا
رند و مومن کے لیے ہی یہ عجب خوشخبری

خوب ہاتف نے حضور اسکی کہی ہی تاریخ
چشم بد دور ہی گنجینہ بلاغت کا یہی
١٢٨٣

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر فصیح و بلیغ ازلی شیخ محمد زکی بلگرامی متخلص بہ زکی مرحوم

کرد چون تصنیف نواب سکندر احتشام
جم خدم حیدر علیخان آن رئیس نامدار

قصۂ دلچسپ و شیرین جادۂ تسخیر نام
گفت تاریخش زکی آئینۂ باغ و بہار
١٢٨٣

قطعہ تاریخ تصنیف لطیف شیخ گلن صاحب باشندہ رامپور متخلص بہ عاشق بلادم سرکار

وہ چہ تصنیف حضرت نواب
این فسانہ کہ ہست پر ذوق

پی تاریخ سال تصنیفش
گفت عاشق مذاق اہل شوق
١٢٨٣ھ

ولہ

کیا عجب دلچسپ یہ افسانہ ہے
عشقبازی کی ہے سیدھی شاہراہ

سال ترتیب اوسکا عاشق نے کہا
گلشن بے خار ہے کیا واہ واہ
١٢٨٣ھ

از نتائج افکار جناب حشمت علیخان صاحب باشندہ دار السرور رامپور متخلص بہ محو

سو جب جو ہوئی یہ نشر تصنیف
دل تھام کے رہ گئے سخنور

پوچھی ہاتف سے مین نے تاریخ | بولا کہ گل ریاض حیدر ہی ۱۲۸۳

قطعہ تاریخ طبع زاد منشی الٰہی بخش صاحب خوشنویس باشندہ امروہہ متخلص بہ عزیز

جب مرتب ہوا یہ افسانہ
تشنہ کامون کی حقیقت مین شربت ہے
دیکھین گر واسطے تو دل ہو ہو
مثل تصویر محو حیرت ہے
سال تاریخ کی تھی فکر غریب

سیر سے جسکی دلکو فرحت ہی
اہل فن دم بخود ہین مثل کلیم
تازہ رنگ بیان الفت ہے
کیا کہا جاے کیا ہی یہ تقریر
گرچہ مجکو نہین لیاقت ہے

ہی عبارتمین طرفہ شیرینی
ہوش اوڑتے ہین عشق کی بو سے
جسنے دیکھا ہی اک نظر اسکو
سحر ہی یا کہ یہ کرامت ہے
آگیا یہ زبان پر مصرع

کیا عجب نسخہ محبت ہے
۱۲۸۳

ولہ

چو تصنیف فرمود افسانہ زیبا | جوان بخت و ذیجاہ مقبول دوران
پی سال ترتیب آن ہاتف از غیب | بگفتا بگو فکر حیدر علیخان

قطعہ تاریخ زادۂ خاطر لالہ گنج بہاری لال متخلص عاشق ملازم سرکار

دیکھکر حیدر علیخان کو یہ کہتا ہی جہان
صاحب سیف و قلم ابر کرم بحر نوال
نثر رنگین جادۂ تسخیر ہے اسکی لکھی
صنعتین لفظون مین ہین فقرے سراپا ہین بلیغ
سحر جسکا آئینہ زانو پہ حیدر ہم بہر سال

زیب بخش مسند سرداری و خانی ہی یہ
رشک حاتم واقف سر سخندانی ہی یہ
روکش ارژنگ ہی وہ صورت مانی ہی یہ
خسروی اعجاز ہی ارشاد خاقانی ہی یہ
عقل نے مجھسے کہا یکبار حیرانی ہی یہ

خدمت نواب مین عاشق رسائی ہو اگر
عرض کر دینا کہ کیا تصنیف لاثانی ہی یہ
۱۲۸۳

قطعۂ تاریخ طبع زاد میر لطافت علیصاحب ولد سید ظہور علیصاحب متخلص بہ لطافت باشندۂ مراد آباد ملازم سرکار حضرت مصنف فسانہ

سرکار نے داستان ایسی لکھی
تاریخ لطافت نے رقم کی اوسکی
توصیف سے عاجز ہین معانی آگاہ
لکھا یہ فسانہ خوب ماشاء اللہ
۱۲۸۴

تواریخ اختتام فسانہ

قطعۂ تاریخ تصنیف جناب مظفر خانصاحب متخلص بہ گرم از ارشد تلامذۂ جناب محمد ابراہیم صاحب ذوق دہلوی مرحوم

نواب نے جب لکھا فسانہ
کشمیر سے بڑھکے سر دیا یا
منظور ہوا یہ مجھکو آخر
تعلیم کیے خضر نے گویا
پھر اوسکے عدد بھی ہندسون مین
اک ڈھیر او ہاتھہ آیا

مطبوع جہان ہوا سراپا
ارباب سخن کو مین نے ہمدم
ہو طرز جدید کوئی پیدا
اعداد حروف کرکے تجویز
لکھے ترتیب سے دوبارا
اس طور یہ سال ختم قصہ

ای گرم سخنورون کا بازار
تاریخ کی فکر مین جو دیکھا
موصوف صفت کے حرف دو لفظ
ہر ایک کو فارسی مین لکھا
جب جمع ہوئے وہ قاعدہ سے
اردوی بلیغ سے نکالا
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ تصنیف لطیف سخنور رنگین طبع آغا مرزا صاحب دہلوی متخلص بہ شاغل

گردید چو ختم این فسانہ
فکر سن و سال شب چو کردم
در ساعت نیک و وقت خرم
ہاتف دم صبح گفت شاغل
از حکم ولی نعمت خود
افسانۂ دلپذیر عالم
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ نسخۂ خامۂ نخچۂ بنیاد آغا یوسف علی صاحب ایران نژاد متخلص مجہوری

شد حکم ز سرکار پی گفتن تاریخ
آمد بکفم از فضل خدا گوہر سالم
تا مصرع برجستہ برون آید سالم
اکنون تو بگو مجہوری محزون سن سال
در بحر تفکر چو زدم غوطہ بیکبار
افسانہ بسے خوب ز مصنف عالم
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ تصنیف میان محمد حسین صاحب متخلص بہ نیر

نواب عصر حیدر علیخان فلک حشم — تصنیف ساخت جادۂ تسخیر چون بہ اسم
نیر بجست ور سن تاریخ او ز دل — گفتا سروش غیب بخوان منظر طلسم
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار گوہر بار عباس خانصاحب مرحوم متخلص بہ عباس

گردید چو ختم این فسانہ امسال — با فضل خدای پاک و لطف احمد
این صوری و معنوی بر آمد تاریخ — ہشتاد و چہار و یک ہزار و دو صد
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ طبع افسانہ

قطعۂ تاریخ تصنیف سخنور شیوا زبان شاعر شیرین بیان جناب فتحیاب خان متخلص بہ جگر

طبع شد کلام خاص آنچنانکہ دل مسخر است — وہ چہ خط پاکیزہ خہ چہ صحت تحریر
رستم از ہر اندوہ بہر سال او جگر — می رسد ندا از غیب چاپ جادۂ تسخیر
۱۲۸۴

قطعۂ تاریخ تصنیف منشی محمد عبد المجید صاحب متخلص بہ شیدا

چھاپا ہے عجب قصۂ دلچسپ امسال — خواہان عوض نقد دل اسکا ہے زمانہ
دریای فصاحت اب آئی ہے یہ عبارت — کہتے ہیں اسے گوہر معنی کا خزانہ
ہر سطر ہے یا زلف پریزاد کا ہے دام — ہر نقطہ ہے خال رخ محبوب کا دانہ
ہاتف نے دم فکر کہی طبع کی تاریخ — مقبول عبارت ہے فسون ہے یہ فسانہ
۱۲۸۹

قطعۂ تاریخ من تصنیفات سید مصطفی مرزا صاحب لکھنوی متخلص بہ رشید

گر دو این کتاب جمع چو نواب نامدار — زیبہ شناس و صاحب لطف و کرم رئیس
گشتم ز فکر در پی تاریخ ای رشید — گفتہ خرد کتاب قصص طبع شد نفیس
۱۲۸۴

قطعات تواریخ طبع قصہ شیرین و داستان رنگین فسانۂ دلپذیر جادۂ تسخیر متفکرۂ عمدہ خیالان روزگار ملازمان مطبع اودھ اخبار

قطعۂ تاریخ تصنیف شاعر بے نظیر رشک قدسی و کلیم منشی امیر اللہ صاحب تسلیم خوشنویس ملازم مطبع اودھ اخبار

زہے نواب عالی قدر ذی شان	فریدون مرتبت حیدر علیخان	کرم میں عدل میں علم و ہنر میں
نہیں ہمسر کوئی جسکا نظر میں	جہاں رشک جنان فیض قدم سے	نسیم خلد عطر آمیز دم سے
محبت خیز لکھا اک فسانہ	سراپا سوز و ساز عاشقانہ	ہر اک فقرہ زبان لذت عشق
عیاں لفظوں سے کیا کیا حسرت عشق	چھپا فضل خدا سے وہ فسانہ	ہوا مشتاق نظارہ زمانہ
نوید عیش دی ارباب فن کو	کیا وقف نظر حسن سخن کو	زمان طبع وہ صنعت دکھائے
کہ جس سے شان قدرت یاد آئے	صفائی حسن خط دلچسپ و دلجو	بشکل خط محبوب سمن رو
بیاض آئینہ روی سحر ہے	مسلسل سطر زنجیر نظر ہے	عذار حور سے صفحہ صفا تر
ہر اک جدول ہے اب آب گوہر	دم انجام اسے تسلیم ناکام	خیال آیا پئے تاریخ اتمام

کیا مجھسے میرے دل نے بیان یہ — چھپی کیا حیرت افزا داستان یہ

١٢٨٩ھ

قطعۂ تاریخ تصنیف رشک شاعران حال و سلف منشی اشرف علی صاحب اشرف خوشنویس مطبع ایضاً

فسانہ یہ دلچسپ کیا ہی چھپا — جنھوں نے سنا محو حیرت ہوئے
لکھی کلک اشرف نے تاریخ طبع — کہانی نئی سب ہیں مضمون نئے

١٢٨٩ھ

ولہ

ہوا طبع افسانۂ بے نظیر — کھلین سب پہ نیرنگیان عشق کی
ہوئی فکر تاریخ اشرف مجھے — کہا دل نے تقریر دلکش یہی
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ معرکہ آرائی سخن را مقدمہ الجیش منشی فدا علی صاحب عیش نائب ایڈیٹر اودھ اخبار

جادۂ تسخیر سا قصہ دلا — کوئی تہ چرخ کہین آج ہے
پھیکا سا کچھ رنگ چمن آج ہے — کیا یہ مقابل تو نہین ہو گیا
کہتا ہے یہ حسن خط دلفریب — نکھری بنی کوئی دلہن آج ہے

عیش لکھو مصرعۂ تاریخ سال — جلوۂ معشوق سخن آج ہے
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ افصح الفصحا ابلغ البلغا مولوی محمد فصیح اللہ صاحب وفا

چھپا کیا خوب ہے یہ جادۂ تسخیر افسانہ — سراپا ذکر ہے جسمین رقم عشق و محبت کا
فریدون مرتبہ دارا حشم حیدر علیخان نے — کیا تصنیف یہ نادر فسانہ نو حکایت کا
کہین لکھی ہنسی گل کی تو بلبل کی کہین زاری — کہین شادی کا سامان ہی کہین غم فرقت کا
کہین احوال وصلت ہی کہین فرقت کا رنج و غم — کہین مضمون عنایت کا کہین مضمون شکایت کا
لکھا سرو و صنوبر کو جہان سکتے کے عالم مین — وہان قمری کا لکھا حال سب عشق و محبت کا
نہایت عمدگی سے وان لکھی بیتابی بلبل — بیان حسن جا بجا پہ کچھ احوال ہی گل کی نزاکت کا
کسی جا ناز معشوقان کہین عاشق کی بیتابی — ٹپکتا ہے مزہ ہر ایک فقرے سے محبت کا
ملایک سن کے سکتے ہین فلک پاس کہانی کو — نہین دیکھا فسانہ کوئی اس رنگین عبارت کا
بچشم غور دیکھا جس نے نظم و نثر کو اسکے — ہوا قائل مصنف کی فصاحت اور بلاغت کا

معنی اور مسجع ابتدا سے انتہا تک ہے ۔ فسانہ جسنے دیکھا ہو دیکھا کر اس عبارت کا
سرورِ موجد اُردو جو ہو تا زندہ عالم مین ۔ تو رخ پر اپنے بیشک کھینچتا برقع ندامت کا
وفا مجسے کیا ارشاد یہ سالِ ہاتف نے ۔ لکھو عمدہ چھپا افسانہ یہ عشق و محبت کا

۱۲۸۹ھ

ولہ

کیا چھپا واہ جادہ تسخیر ۔ فقرہ فقرہ ہی جسکا عشق انگیز
پھر تاریخ یون وفا نے کہا ۔ یہ فسانہ چھپا محبت خیز

۱۲۸۹ھ

ولہ

فسانہ جادۂ تسخیر دیکھا ۔ تو ہر اک بنگیا دیوانہ عشق
وفا نے طبع کی تاریخ لکھی ۔ کہ لاثانی ہے یہ افسانہ عشق

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک شاعر شیرین مقال نثر بیمثال مشہور دیار و امصار عالی منش مولوی غلام محمد خانصاحب اڈیٹر اودہ اخبار متخلص بہ تپش

شہریار رتبہ فلک بارگاہ ۔ سپہر کرم مہر عز و علا
وہ نواب حیدر علیخان جو ۔ ہین مشہور سحر البیان جن شنوا
فسانہ اونھون نے لکھا لاجواب ۔ کوئی کر سکے اسکی تعریف کیا
زبان آور و نکتہ دان عقل و ہنگ ۔ نہین طوطیٔ نطق سے آشنا
کیا شاہد معنی آراستہ ۔ بطرز لطیف و بحسن ادا
وہ رنگ بہار مضامین کا جوش ۔ جسے دیکھ رنگ چمن کٹ گیا
عنادل کے دل مین گیا نشتر گل ۔ نسیم سحر سے عجب گل کھلا
کری کیونکہ پروانہ پروا ای شمع ۔ زبان تیری ہی شمع اپنی کٹا
عیان ہی عشق سخن کو فروغ ۔ گل و بلبل و شمع کا ذکر کیا
یہ آتش ہوئی یان تلک جان فروش ۔ جگر داغ ہی شمع سان جل اٹھا
عجب عاشقانہ فسانہ ہے یہ ۔ کہ خود عشق بھی ہے اسکا مبتلا
ترا جلوۂ حسن جانسوز اور ۔ ہوئی زیور طبع کی جب جلا
جھنجھار ارباب فن ای تپش ۔ مجھے فکر تھا سال تاریخ کا
خرد نے کہا یہ نگارین کتاب ۔ بمضمون عجیب ہی دلربا

۱۲۸۹ھ

خاتمة الطبع کتاب بے نظیر جادۂ تسخیر نتیجۂ قلم جادو رقم رشک قدسی و خاقانی منشی نوار حسین صاحب تسلیم سہسوانی

بعد حمد و ثنائے منعم حقیقی و شکر نعمت منعم مجازی تسلیم سہسوانی رقم پرداز ہے اور پرداز رقم ہے
ہزار ہزار جان سے صدقے ناز قربان انداز ہی مشتریوں کو بشارت ہو شائقوں کو مسرت
کہ ایک معشوق سیہ چردہ چہ چیلون کا پتلہ سر بازار آتا ہے بلکہ واسطے تسخیر گلزمین خاطر عشاق دل شوقی
رشک بہار آتا ہے۔ یعنی ایک عمدہ کتاب لاجواب پذیرائے طبائع شیخ و شاب جمیل و بے نظیر
اسم بامسمی جادۂ تسخیر ۱۲۹۳ نتیجۂ فکر تنومند کرشمۂ طبع بلند بہار خیال رنگین نکہت اندیشہ متین رنگین
کلک جادو کار چکیدۂ خامۂ معجز نگار جان فصاحت جسم بلاغت حسن متانت لطف سلاست
ناثر فصیح بیان ناظم شیوا زبان مطلع رنگین غزل فیض رسانی شاہ بیت قصیدۂ کامرانی سخن سنج
و قدر دان سخن گستر شہر ور [illegible] سرور خوش رو و خوش خو بہار بوستان عظمت و اجلال
مہر سپہر شوکت و اقبال صولت بہروزی دولت فیروزی فروغ ناصیہ ابہت و کامگاری
نگین انگشتر شہرت و نامداری ستودہ اخلاق ممدوح آفاق پیرائے جوان بخت سزاوار تاج و تخت
حاتم کرم یحیی شیم مغنی نوال قاآن خصال دریا دل نیسان احسان نواب محمد حیدر علیخان
دام دولتہ و زاد صولتہ ۔ مطبع نامی گرامی اودہ اخبار میں آئی رونق طبع پائی شاہد مراد نے
دلخواہ آئینۂ ظہور میں صورت دکھائی ۔ واضح ہو کہ بندے کو خوشامد کا روگ چاپلوسی کا مرض
نہیں کسی سے کسی وقت اتنی اپنی غرض نہیں نہ کسی سے خواہش امداد کی نہ کسی سے طلب
داد کی نہ کسی کے وعدۂ مستحکم سے خرسند نہ کسی کے خلاف ورزی سے گلہ مند جو ہی لاف سے
نفرت ہے گزاف سے بیچ ہوتا ہوں پورا تولتا ہوں ممکن ہی نہیں کہ اچھے کو برا برے کو اچھا کہوں

گویائی کی جگہہ گونگا بنکر چپ ہون فی المثل اس کتاب کی تعریف اپنے قلم کا امتحان لونگا پس خود
باندازۂ استعداد سخن گستری کے داد دونگا - لاحول ولا قوۃ کیا مین کیا میری کائنات وہی مثل
چھوٹا منہ بڑی بات سرخروئی یہان محال ہے زبان ناطقہ لال ہے کسکی مجال کہ کچھہ بولے
کسکا منہ کہ زبان کھولے کلام عاشقانہ درد آمیز ذبح کرے کہ چھری سے تیز نازک خیالی دل
بہلانے پر خوشگوئی آمادہ تنکے چنوانے پہ ہر جگہہ بول چال نیا جوبن دکھاتی ہے زبان پر اونکی
انگلی چسکی جاتی ہے ہر فقرے مین بلا کی شوخی کہ طبع افسردہ کو پھڑکائے ہر جملے مین غضب کی
گرمی کہ دبی آگ کو بھڑکائے مضمون وہ گلبلاتے ہوئے کہ جی مین چٹکیان لین محاورہ وہ صاف
صاف کہ جن پر انسان جان دین وہ چلبلی تشبیہین کہ عاقلون کو دیوانہ بنائین وہ اچھلی زمینین
کہ پہلو سے خاطر مین گدگدائین چشم بد دور کنائے خوش چشمون کے اشارے صریر قلم سے بند
مست بلبل کے چہکارے بلاغت پھٹ پھوٹ فصاحت پر عطارد لوٹ زبان کی نرمی اوس
نرے کی کہ منہ مین پانی بھر آئے بندش الفاظ نے وہ ہوا باندھی کہ دل چھوٹ جائے انوکھی
گرمہٹ سے ٹھاٹھہ کی ہر ترکیب ہے ہر بند کی خبر نکلتی قریب ہے ہر مصرع کے تیور خوبون کی چتونکو
آنکھین دکھائین استعارے ماشاء اللہ بدرون کو چھاپ لگائین لفظ لفظ مین شوخی کوٹ
کوٹ کے بھری ہے جو مضمون ہے وہ اوڑتا ہوا پری ہے نثر مین نظم طعام مین نمک ہے روانی پانی
چھینٹے کی لپک ہے عبارت سلیس الفاظ نفیس آمد طبع بہتا ہوا دریا ہے شعر سانچے کا ڈھلا ہوا ہے خوبی یہ
کہ مصنف نے اپنا اپنا سکہ بٹھایا مرزا رجب علی بیگ مغفور سرور کا پایہ انکا اوٹھایا وہ ہندی کی چندی نکالکر
عجیب نقشہ اوتارا ہے کہ مدعی تک کہتے ہین کہ گھر بیٹھے میدان مارا ہے کتاب ہے کہ کوئی نیرنگ ہے
دیکھنے والے کا حال بھی رنگ ہے عجیب فسانہ غریب نقل ہے ہوش گم دنگ عقل ہے جہان زیب تحریر ہے
آب سخن و قلم شمشیر ہے مصرع مصرع غنچہ خوش غلاف ہے صفحہ صفحہ کمینگاہ ہے مصاف ہے الحق مصنف ہی کے واسطے

کہ جو کچھ قلمبند کیا ہی سمجھنے کی بات ہی کہ زمین کا آسمان سے رتبہ بلند کیا ہی ورنہ فارسی کے آگے
اُردو کا کچھ ٹھور ٹھکانا ہی بناوٹ کا منہ کالا یہ بات جاتا رہا ہی تمانا یہ فسانہ لاجواب ہی
بے مثال ہی باقی حکایت کہانی ہی خواب ہی خیال ہی جادو ہی ٹونا ہی معجزہ ہی کرامات ہی
الغرض جو کچھ ہی یاد رکھنے کی بات ہے — اگر کہیے کہ معجزہ نہیں ہی نہ سہی جادو کا ٹکڑا کہو سلا ہی
اگر یہ بھی نہ سہی شہر بیت شعر حقیقت سخن کا ڈھرا ہی بہر حال یہ کتاب اپنی خوبی مین یکتا ہی
فرد ہی آگے اسکی انجوبگی کے فسانہ عجائب گرد ہی کارنامہ ہی خوش مقالی کا گلدستہ ہی رنگین خیالی کا
جیسی خوب کتاب تھی ویسی خوب طبع ہوئی چھپنے سے اور بھی زیادہ مرغوب طبع ہوئی سیاہی
مین وہ چمک کہ نظر تحقیق چکا چوند کھائے کاغذ کی وہ صفائی کہ پاسے نگاہ پھسلا ہی جائے
سواد وہ کہ دیکھا کیجیے دیدۂ بصیرت کو بینا کیجیے کوئی حرف نہ چھپا ہی نہ ایسا ہی جسکو دیکھو
منبت سا ابھرا ہوا ہی خط وہ کہ اپنی صفت مین خود بولا گلرخسارونکے خدا کا لقا و کٹو
ہر دائرہ حرف دائرۂ مہر و ماہ کا الفاظ و معنی مین جلوہ ہی شام و پگاہ کا آنحضرت محسن شفیقی
والا منش بادشاہ کشور دانش و بینش شمع انجمن فتوت گوہر بحر مروت دیباچۂ کتاب قدردانی
خاتمۂ دفتر فیض رسانی یمین نازش قوت و زور فخر روزگار منشی نول کشور باہ سے
سنہ ۱۸۷۲ء مطابق ربیع الاول سنہ ۱۲۸۹ ہجری مین کمال عمدگی کے ساتھ چھپی پری کی تصویر
ہوکر مطبع فیض منبع علم مطلع عالم مرجع سے باہر نکلی یارب جب تک پٹ آئین خدا کے
لیے دیر نہ لگائین ہاتھوں ہاتھ لے لین مہلت جانکی نہ دین جو صاحب نہ لین گے
پچھتائین گے پھر ڈھونڈھے نشان بھی نہ پائین گے آگے چلنے پر تیار ہی روکنا امر دشوار ہی
تماشائیون کا ہجوم ہی غل ہی شور ہی دھوم ہی للہ الحمد کہ قصہ مختصر گفتار ہو چکا اب کی بار عمر و آئندہ
توفیق خدا سے ابر حق نے یاری کی اور فضل معین ملاق نے مددگاری کی تاریخ طبع بھی ہاتھ آئی کہ اندیشہ فکر

وهو ہذا

بند تعریف مین جسکی لب تقریر ہوا جو سے تسخیر مگر جادۂ تسخیر ہوا ۱۲۸۳ھ ۱۲۸۹ھ		یہ کتاب ایسی چھپی فضل خدا سے عمدہ لکھو تسلیم سن طبع اگر لکھنا ہے

حلقهٔ اوّل

جفت ۱۲۸۳ — طاق ۱۲۷۹

حلقهٔ دوم

زوج بیت ۱۲۸۹ — فرد

چو این نسخه برای طبع آمد

عالی نژاد — ملک ملک عطا

جان اقبال

دوسری تاریخ زبان پارسی مین ہی ایک آئینہ مطلعت آرسی مین ہی تاریخ حلقہ کو محاصرہ کیے ہوئے ہی بلکہ معشوق کو آغوش مین لیے ہوئے ہی فقط

تمام شد

صحیح نامہ جادوئے تسخیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶	۴	جاہ وجبال	جاہ وجلال
۱۳	۸	رنگین سخن	رنگین سخنی
۱۹	۱۱	کرتی تھی	کہی دیتی تھی
۲۱	۸	تھیلیان	بہنیان
۲۴	۱	مرا	مزا
۳۰	۶	گلاشت	گلگشت
۳۶	۱۱	عملی روانگی	عملی کی روانگی
۴۶	۱۰	سنتی سوار	سنتی ہی سوار
۴۸	۶	اژدہا بافلاک	اژدہائی فلک
۶۷	۷	انہیں سیری	انہیں سیر ہی
۶۸	۴	پہونچا ہی	پہونچا بھی
۶۱	۵	اوالعزم	اولوالعزم
۶۶	۸	لفظ تصویر	۰
۶۹	۸	جبہتی	جنبتی
ایضاً	۹	بگڑی ہی ول اصل صورت	بگڑی ہی ول بگڑی ہی صورت
۸۸	۴	انشاء اللہ کی	انشا اللہ انکی
۹۶	۲	طنبور	طنبورہ
ایضاً	۷	بیٹر ونگی	بیٹر یونگی
۱۰۶	۵	لوح شقہ	۰
		اہ گونگی	دلونگی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۲۴	۱	پہنچانتی	پہچانتی
۱۳۲	۶	دلگی	دل لگی
۱۴۰	۲	دکھلوا	دکھلاؤ
۱۴۲	۱۳	لڑکی بلاکر	لڑکی کو بلاکر
۱۵۸	۱۱	گھڑی دولہ	گھڑی آئی دولہ
۱۹۶	۱	خوب	خواب
۲۰۰	۱۰	اوسی	آوری
۲۰۹	۳	غضبان ہی	غضبان کو بھی
۲۱۴	۸	خشدہ	خندان
۲۱۵	۱۳	انسان چیونٹی	انسان کی چیونٹی
۲۲۱	۶	مہتمان	مہمان
۲۳۵	۶	چپکی تکر	چپکی بھی ہی تکر
۲۴۵	۶	قلمتدان	قلمدان
۲۶۵	۱۱	فرہان	فرحان
۲۶۹	۱۳	دکھون	دکھوان
۲۷۰	۳	دکہا	دیکھا
۲۸۶	۱۳	دلگی ہین	دل لگی ہین
۳۰۵	۲	اخبار تخفلت	اخبار سی غفلت
۳۱۶	۴	معشوقکا اور شیشہ کو	معشوق کا اور شیشہ کو

فقط